بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم

اللھم صلی اللہ محمد وآل محمد و عجل فرجھم و سھل مخرجھم

کتاب سلیمؓ بن قیس ہلالی

صحابیِ امیر المومنین امام علیؑ ابن ابی طالب علیہ الصلوۃ والسلام

متوفی ۷۰ھ

یہ ہماری صحیح احادیث ہیں۔

امام علیؑ زین العابدین علیہ الصلوۃ والسلام

(بصائر الدرجات، سعد بن عبداللہ قمی، متوفی ۳۰۱ھ)

ہمارے جس شیعہ اور دوست کے پاس سلیمؓ بن قیس ہلالی کی کتاب موجود نہیں، وہ ہمارے امر و اسباب کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ یہ کتاب شیعہ مذہب کی ابجد ہے۔ اس میں آل محمدؐ کے راز مخفی ہیں۔

صادقِ آل مُحمدؐ امام جعفر صادق علیہ الصلوۃ والسلام

بحار الانوار (تحت اعتبار الکتب) علامہ باقر مجلسی

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

سلیمؓ بن قیس ہلالی کا تعارف: 2
اسناد: 3
سلیمؓ نے ابانؓ بن ابی عیاش کے گھر پناہ لی: 3
ابانؓ کی حسن بصری سے ملاقات: 3
ابانؓ کی امام زین العابدینؑ سے ملاقات: 4
رجعت کا بیان: 5
حوض کوثر: 5
دابہ سے کون مراد ہے 5
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات: 7
امیر علیہ السلام کے لئے بشارت: 9
پیغمبر اکرمؐ کی وفات کے بعد کیا ہوا: 10
ابوبکر بن قحافہ کی عباسؓ بن ابی مطلب سے ملاقات: 12
رسولؐ اللہ کی نماز جنازہ: 13
جناب سیدہؑ کا لوگوں کے گھر جانا: 14
حضرت علیؑ کا اپنا جمع کیا ہوا قران پیش کرنا: 14
حضرت علیؑ سے بیعت کا مطالبہ: 15
جناب سیدہؑ کے گھر اجتماع: 16
جناب سیدہؑ کی فریاد 17
خانہ کعبہ کا نوشتہ (معاہدہ): 19
اصحاب باوفا کی جرات 20
ابلیس ملعون کا تعجب 24
فضیلت علیؑ رسولؐ اللہ کی زبانی: 24
تہتر فرقوں کا بیان: 25
ایمان اور اسلام کیا ہے: 27
ایمان کیا ہے؟ 28
اسلام کیا ہے: 31
بناوٹی حدیث کے بارے میں: 32
اوصیا رسولؐ: 35
قریش کے بارے میں 37
فضائل امیر المومنینؑ علیہ السلام 39
غدیر خم کا بیان: 47
قران کی تالیف: 48
جناب امیرؑ کا خطبہ جہاد پر: 51
شیعان علیؑ میں مسرت کی لہر 57
صفین کے دنوں میں امیرؑ کا خطبہ: 57
نصرانی کی حاضری 63
فتنہ کا بیان: 66
ابوذرؓ کی وصیت: 71
واقعہ عقبہ: 73
فضائل اہلبیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 74
عمرو عاص کی شام میں تقریر 76
معاویہ کا خط زیاد بن سمیہ کے نام: 78
بہشت و دوزخ کی تقسیم 81
معاویہ کا جناب امیر علیہ السلام کو قتل عثمان کے بارے میں خط 81
امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کا معاویہ کو جواب 84
معاویہ کا دوسرا خط: 93
حضرت علیؑ علیہ السلام کا جواب: 94
مدینہ میں معاویہ کا داخلہ: 102
معاویہ نے جناب علیؑ پر سب و شتم شروع کروایا 106
معاویہ کی ابن عباسؓ سے گفتگو 106
معاویہ کے مظالم 107
بناوٹی حدیث کا بیان 109
امام حسینؑ کا منیٰ کے مقام پر خطبہ 110
عبداللہ ابن عباسؓ کا گریہ 115
جنگ جمل کا بیان 116
طلحہ و زبیر 117
سلونی سلونی 118
ناجی فرقہ 118
انوکھی کتاب 119
صفین کا بیان 119
جناب امیرؑ کا خطبہ 120
عمرو عاص کی چالاکی 121
امیر شام کا مکتوب 121
جناب امیرؑ کا جواب 122
جناب امیرؑ کا ایک جماعت سے ٹکراو 123
جو اپنے لئے مانگا وہی تمہارے لئے 124
اوصیا محدث ہیں 125
امام حق 127
غدیر خم کا بیان: 127
جناب امیرؑ کی خصوصیات: 129
خیر البرّیہ 130
عبداللہؓ بن جعفرؓ اور معاویہ 131
عبداللہ ابن عباسؓ اور معاویہ کی گفتگو 134
مومن کون ہے 136
منافق کہاں جائیں گے 139
جنت کے سردار 142
فرشتے علیؑ کی اطاعت کرتے ہیں 143

سلیمؓ بن قیس ہلالی کا تعارف:

سلیمؓ بن قیس ہلالی رحمۃ اللہ تابعی ہیں۔ آپ نے پانچ آئمہ الطاہرین علیہ السلام کا زمانہ دیکھا ہے۔ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام، جناب امام حسن ابن علیؑ علیہ الصلوۃ والسلام، جناب امام حسین بن علیؑ علیہ الصلوۃ والسلام، جناب امام علیؑ زین العابدین علیہ الصلوۃ والسلام اور جناب امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہ الصلوۃ والسلام۔ سلیمؓ بن قیس ہلالی رحمۃ اللہ نے اپنی اس کتاب میں وہ حالات بیان کئے ہیں جن کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یا خود ان معتبر راویوں سے مل کر سماعت کیا۔ جنہوں نے خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان مبارک سے سنا۔

سلیمؓ بن قیس ہلالی اصحابِ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام میں سے ہیں۔ حجاج بن یوسف ملعون کے خوف سے بھاگ کر ابانؓ بن ابی عیاش کے ہاں پناہ لی۔ کیونکہ حجاج، اصحابِ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کی تلاش میں رہتا تھا اور قتل کیا کرتا تھا۔ ابانؓ نے

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

آپ کو پناہ دی تھی۔ سلیمؒ بن قیس ہلالی کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے ابانؒ سے کہا، "اے میرے بھائی کے بیٹے، میری موت کا وقت قریب آگیا ہے اور رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم اسی طرح تھا۔ یہ کہہ کر سلیمؒ بن قیس ہلالی نے وہ کتاب ابانؒ کے حوالے کی۔ یہ سلیمؒ کی وہ مشہور کتاب ہے جس سے ابانؒ روایت کرتے ہیں اور کوئی دوسرا نہیں کرتا۔

اسناد:

ابو جعفرؒ محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ نے اپنی کتاب اصول کافی میں سلیمؒ بن قیس ہلالی کی کتاب سے احادیث نقل کی ہیں۔ ابو جعفرؒ محمد بن علیؑ بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ المعروف شیخ صدوقؒ علیہ الرحمتہ متوفی ۳۸۱ھ نے اپنی مختلف کتابوں من لایحضرہ الفقیہ، معانی الاخبار وغیرہ میں سلیمؒ بن قیس ہلالی کی کتاب سے احادیث نقل کی ہیں۔ احمد بن علیؑ طبری نے اپنی کتاب احتجاج طبرسی میں سلیمؒ بن قیس ہلالی کی کتاب سے احادیث نقل کی ہیں۔ علامہ باقر مجلسی نے تقریباً پوری کتاب کو بحار الانوار میں روایت کیا ہے۔ اور لاتعداد شیعہ مورخین نے اس کتاب سے احادیث کو نقل کیا ہے۔

سلیمؒ نے ابانؒ بن ابی عیاش کے گھر پناہ لی:

سلیمؒ بن قیس ہلالی، اصحاب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام میں سے تھے۔ انہوں نے جن واقعات کا خود مشاہدہ کیا ان کو ایک کتاب کی شکل میں قلم بند کیا۔ اور دیگر احوال اصحابِ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے خود سنے اور قلم بند کئے۔ یہ کام انتہائی خاموشی اور رازداری سے ہوا۔ ان کی کتاب کی اسناد میں دو اقوال معصومؑ موجود ہیں۔ جو کہ ان واقعات کو مستند ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ حجاج بن یوسف ملعون چن چن کر جناب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب کو قتل کر دیا کرتا تھا۔ اس سے جان بچا کر سلیمؒ بن قیس ہلالی روپوش ہوگئے اور ابانؒ بن ابی عیاش کے گھر پناہ لی۔ اپنے آخری دنوں میں یہ کتاب انہوں نے ابانؒ کے حوالے کی اور ان سے وعدہ لیا کہ وہ اس کی حفاظت کریں گے اور اپنے بعد کسی مومن کے حوالے کریں گے۔ جب ابانؒ بن ابی عیاش نے اس کتاب کو پڑھا تو اس میں انتہائی عجیب احادیث و واقعات نظر آئے۔ ان میں وہ واقعات تھے جو منظر عام پر موجود نہ تھے اور وہ احادیث تھیں جو کہ فی زمانہ معروف نہ تھیں۔

ابانؒ کی حسن بصری سے ملاقات:

ابانؒ کہتے ہیں کہ بصرہ میں آنے کے بعد میری ملاقات حسن بصری سے ہوئی۔ وہ بھی حجاج کے خوف سے روپوش تھا۔ حسن بصری نے جنگ جمل میں امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف جنگ کی تھی۔ لیکن بعد میں توبہ تائب ہوا۔ ان دنوں وہ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کے شیعوں میں سے تھا۔ میں نے حسن بصری سے حجاج بن ابی عتاب ویلمی کے شرقی مکان میں خفیہ

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

ملاقات کی۔ اور وہ روپڑا۔ جب میں نے ان کو یہ کتاب دیکھائی تو انہوں نے اس کی تصدیق کی کہ سلیمؒ بن قیس ہلالی کی تمام باتیں حق ہیں۔ میں نے بھی امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کے معتبر شیعوں اور غیر لوگوں سے ایسا ہی سنا ہے۔

ابانؒ کی امام زین العابدینؑ سے ملاقات:

ابانؒ نے اسی سال حج کیا اور جناب امام زین العابدین علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپؑ کے پاس ابو طفیلؒ عامر بن واثلہ صحابیِ رسولؐ موجود تھے۔ ابو طفیل، امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کے بہترین اصحاب میں سے تھے۔ اور امامؑ کے پاس اس وقت عمر بن اُم سلمہ رضی اللہ بھی موجود تھے۔ میں نے اس کتاب کو امامؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؑ تین دن تک تشریف فرما رہے۔ ہر صبح کو عمر بن اُم سلمہ اور عامر بن واثلہ آتے اور یہ کتاب امامؑ کو پڑھ کر سناتے (تاکہ دیگر حاضرین بھی سن لیں)۔ جناب امام علیؑ زین العابدین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، "یہ تمام احادیث ہماری ہیں اور ہم ان کو جانتے ہیں۔"

ابانؒ نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جاوں اس کتاب میں بعض ایسی چیزیں ہیں کہ میرا سینہ تنگ ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس میں آپ اور آپ کے شیعوں کے علاوہ تمام اُمت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہلاکت موجود ہے۔ خاص طور پر بڑے بڑے مہاجر، انصار اور تابعین کی؟ امامؑ زین العابدین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، "بھائی عبد القیس کیا تم نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ حدیث نہیں سنی جس میں آپؐ کا ارشاد گرامی ہے، "میرے اہلبیتؑ کی مثال میری اُمت میں ایسی ہے جیسے نوح علیہ السلام کی کشتی اس کی اُمت میں۔ جو اس کشتی پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا۔ اور جس نے اسے چھوڑا وہ غرق ہو گیا۔ اور میرے اہلبیتؑ کی مثال میری اُمت میں بنی اسرائیل کے بابِ حطہ کی طرح ہے۔" ؟

میں نے کہا کہ جی ہاں، میں نے یہ حدیث سنی ہے۔ امامؑ نے فرمایا، "کس سے سنی ہے؟" میں نے کہا یہ تو بہت مشہور حدیث ہے اور سو سے زیادہ فقہا سے سنی ہے۔ جناب ابوذرؓ سے سنی ہے جب وہ خانہ کعبہ کی زنجیر کو پکڑ کر زور زور سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حوالے سے یہ حدیث بیان کر رہے تھے۔ امامؑ نے پوچھا اور کس سے سنی ہے؟ میں نے کہا حسن بصری سے سنی ہے۔ جناب مقدادؓ نے امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام سے سنی ہے۔ سعید بن مسیب، حلقمہ بن قیس ابوظبیان جنبی اور عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ سے۔ ابو طفیل اور عمر بن ام سلمہ نے کہا، "خدا کی قسم ہم نے اس حدیث کو جناب ابوذرؓ اور امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام سے اور جناب سلمانؓ فارسی سے اور مقدادؓ سے سنا ہے۔ اس کے بعد عمر بن ابو سلمہ آگے بڑھے اور

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؔ بخاری

انہوں نے کہا، "میں نے اپنے کانوں سے جناب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے اور میرے دل نے اس کو محفوظ کیا ہے۔

اس کے بعد جناب امام زین العابدین علیہ الصلوۃ والسلام میری (ابان) کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، "کیا یہ اکیلی حدیث ان تمام احادیث سے تیرے دل کی تسلی کے کافی نہیں؟ جن سے تمہارا دل مضطرب ہے؟ اے بھائی عبدالقیس اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اگر بات واضع ہو جائے تو اسے قبول کرو ورنہ خاموش رہو۔ اور اس کے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا دو۔ تم زمین و آسمان سے بھی زیادہ فراخ مقام میں ہو۔" اس کے بعد ابانؓ نے امامؑ سے کافی باتیں دریافت کیں۔ بعض ایسی تھی جو سمجھ میں آئیں اور بعض ایسی تھی جو سمجھ میں نہ آسکیں۔

رجعت کا بیان:

رجعت سے مراد وہ زمانہ ہے جب کہ قیاُمت سے پہلے لوگوں کو زندہ کرکے مظلوم کا ظالم سے بدلہ لیا جائے گا۔ ابو طفیل نے کہا، امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ رجعت علمِ خاص ہے۔ لوگ اس کی حقیقت معلوم کرنے سے قاصر ہیں۔ جنابِ امیر علیہ السلام نے اس کے بارے بہت سی آیات کی تلاوت کی تھی اور اور اس کی تسلی بخش تفسیر بیان کی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے قیاُمت سے زیادہ رجعت کے زمانے کے آنے کا یقین ہو گیا تھا۔

حوض کوثر:

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ کوثر دنیا میں ہے۔ میرے اس ہاتھ سے میرے دوست لائے جائیں گے اور میرے دشمن، حوضِ رسولؐ سے دور کئے جائیں گے۔ ضرور میں اپنے دوستوں کو حوض رسولؐ پر لاوں گا اور اپنے دشمنوں کو دور کروں گا۔

دابہ سے کون مراد ہے

ابو طفیلؓ نے امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کیا کہ

سورہ نمل کی آیت ، ۸۲

واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بایاتنا لا یوقنون

اور جب ان پر فرمان پورا ہونے کا وقت اجائے گا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جاندار نکالیں گے جو ان سے گفتگو کرے گا کیونکہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں کرتے تھے٥

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

میں اس جاندار سے کیا مراد ہے؟امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے کہا، "اے ابو طفیل چھوڑو اس چیز کو۔" میں نے کہا اے امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام میں آپؑ پر قربان جاوں مجھے اس بارے میں ضرور بتائیں۔آپؑ نے کہا یہ وہ جان دار ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے اور عورتوں سے نکاح کرتا ہے۔یعنی انسان ہوگا۔ میں نے عرض کی وہ کون ہوگا امیر المومنین ؟،آپؑ نے فرمایا وہ زمین کے قیام کا باعث ہے جس کی وجہ سے زمین قائم ہے۔وہ اس اُمت کا صدیق، فاروق، رئیس اور ذوقرن ہے۔ یہ وہ ہے جس کے بارے میں اللہ نے قران میں فرمایا ہے کہ رسول خدا کے ساتھ ایک گواہ ہے جو اسی کی جنس سے ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ جس کے پاس کتاب کا پورا علم ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ سچ کے ساتھ آیا ہے۔ جس نے سچائی کی تصدیق کی۔ وہ میں ہوں۔ میرے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ تمام لوگ اس وقت کافر تھے۔

ابو طفیلؓ نے کہا امیر المومنین اس شخص کا نام لے کر بتائیں۔امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے جواب دیا اے ابو طفیل میں نے تمہیں نام لے کر بتا دیا ہے۔اللہ کی قسم اگر میں اپنے شیعوں کو، جن کے ساتھ میں دشمنوں سے جنگ کرتا ہوں , یہ میرے عام شیعہ ہیں جنہوں نے میری اطاعت کا اقرار کیا ہوا ہے۔اور وہ مجھے امیر المومنین کہتے ہیں۔اور میرے مخالف سے جنگ کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ میں نے ان سے کئی ماہ حق کی بعض باتیں بیان کی ہیں جو کتاب خدا میں موجود ہیں۔ وہ کتاب جو جبرائیل علیہ السلام ، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس لائے تھے۔اگر میں ان کو وہ تمام باتیں ظاہر کر دوں تو ان میں سے بہت زیادہ مجھ سے علیحدہ ہو جائیں گے

یہاں تک کہ ایک قلیل گروہ حق، جو تم اور تمہارے جیسے شیعوں کا ہوگا رہ جاوگے۔ پس یہ سن کر میں ڈر گیا۔اور عرض کی، یا امیر المومنینؑ میں اور مجھ جیسے آپ کو چھوڑ جائیں گے یا آپ کے ساتھ ثابت قدم رہیں گے۔آپؑ نے فرمایا کہ تم ثابت قدم رہو گے۔ ہمارا امر مشکل ہے (یعنی ہماری حقیقت کو سمجھنا مشکل ہے) اس کو تین اشخاص کے علاوہ نہ کوئی جانتا ہے اور نہ اس کے نزدیک پھٹک سکتا ہے۔ایک مقرب فرشتہ، دوسرا وہ نبیؑ جو رسالت کے مقام پر فائز ہو اور تیسرا وہ بندہ جس کے دل کا اُمتحان اللہ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہو۔اے ابو طفیلؓ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم وفات پا گئے تو لوگ گمراہ اور جاہل ہو کر مرتد ہو گئے۔ مگر وہ لوگ ایمان پر قائم رہے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے محفوظ رکھا۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات:

سلیمؒ بن قیس ہلالی نے کہا میں نے سلمانؓ فارسی رحمۃ اللہ سے سنا انہوں نے کہا میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آپؐ کی بیماری کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا، جس بیماری میں آپؐ نے انتقال کیا تھا، کہ بنت رسولؐ سیدہ النساالعالمین جناب فاطمہؑ علیہ الصلوۃ والسلام وہاں تشریف لائیں۔ پیغمبرؐ کی بے قرار حالت کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور رخسار مبارک پر بہنے لگے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا، میری بیٹی تم کیوں روتی ہو۔؟ جناب سیدہؑ نے عرض کی، اے اللہ کے رسولؐ مجھے آپؐ کے بعد اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے ہلاک ہونے کا خوف ہے۔ یہ سن کر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور فرمایا، اے فاطمہؑ تم نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم اہلبیتؑ کے لئے دنیا کی بجائے آخرت کو اختیار فرمایا ہے۔ اور اللہ نے دنیا کے لئے فنا لازمی قرار دی ہے۔ مجھے روئے زمین کا نبیؐ اور رسولؐ منتخب کیا ہے۔ اللہ نے اپنی نظر میں تمہارے شوہر علیؑ کو منتخب کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں تمہاری شادی علیؑ سے کر دوں۔ اور ان کو اپنا بھائی، وزیر، وصی اور اپنی اُمت میں خلیفہ بناوں۔

اے فاطمہؑ، تمہارا باپ، اللہ کے تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل ہے اور تمہارا شوہر علیؑ تمام اوصیا اور اولیا سے افضل ہے۔ تمام اہلبیتؑ سے (میرے مرنے کے بعد) تم سب سے پہلے مجھے ملو گی۔ اے فاطمہؑ، اللہ تعالیٰ نے تیسری بار نگاہ انتخاب کی تو تمہیں اور تمہارے گیارہ فرزندوں کو منتخب کیا۔ تم بہشت کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔ تمہارے دونوں بیٹے (جناب حسنؑ اور جناب حسینؑ) جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ میں اور میرا بھائی اور گیارہ امام جو میرے قیامت تک ہونے والے وصی ہیں، تمام کے تمام ہدایت کرنے والے ہیں اور خود بھی ہدایت یافتہ ہیں۔ سب سے پہلے میرا وصی میرا بھائی علیؑ مرتضیٰ ہے، ان کے بعد حسنؑ پھر حسینؑ پھر زین العابدین پھر آپ کی اولاد میں سے اور اوصیا ہوں گے۔ ہم بہشت میں ایک ہی مقام پر فائز ہوں گے، میری منزل سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ کسی کی منزل نہیں ہوگی۔ اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام کی منزل ہے۔

اے میری بیٹی، کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے خاص کرامت وفضیلت ہے کہ میں نے تمہاری شادی ایک ایسے شخص سے کی ہے جو میری اُمت اور اہل بیت سے افضل ہے۔ جو سب سے صلح کے لحاظ سے بڑھے ہوئے،

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

صبر کے لحاظ سے بڑے اور سب سے زیادہ عالم اور سب سے زیادہ کریم النفس اور سب سے زیادہ صادق القول، سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ پرھیزگار اور جفا کش ہیں۔ یہ سن کر جناب سیدہ شاداں و فرحاں ہوئیں۔

اس کے بعد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد کیا، علیؑ کی آٹھ ایسی خصوصیات ہیں جو سوائے ان کے کسی بھی انسان کو نصیب نہیں ہوئیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ پر سب سے پہلے ایمان لانے میں سبقت کرنے والے میری اُمت میں سے علیؑ ہیں۔ علیؑ کتاب خدا اور میری سنت کے عالم ہیں۔ تمہارے شوہر کے علاوہ میری اُمت میں میرے تمام علم کو کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تعلیم دی جس کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا اور اپنے فرشتوں اور رسولوں کو علم کی تعلیم دی اور ان کے علم کو بھی میں جانتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ وہ تمام علم میں علیؑ کو تعلیم کر دوں پس میں نے ایسا ہی کر دیا۔ علیؑ کے سوا میری اُمت میں کوئی میرے تمام علم و فہم اور فقہ کو نہیں جانتا۔

اے میری بیٹی، میں نے تمہاری شادی علیؑ سے کر دی ہے۔ تمہارے دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ میرے اور میری اُمت کے سبط ہیں۔ علیؑ کا حکم دینا امر بالمعروف اور اس کا منع کرنا نہی عن المنکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو حکمت اور افضل الخطاب کی تعلیم دی ہے۔

اے میری بیٹی، اللہ تعالیٰ نے ہم اہلبیتؑ کو سات ایسے خصائل عطا فرمائے جو ہمارے اولین، آخرین میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ میں تمام انبیا اور رسولوں کا سردار ہوں اور ان سے افضل ہوں۔ میرا اوصی، جو تمہارا شوہر ہے تمام وصیوں سے بہتر اور میرا وزیر ہے۔ اور ہمارا شہید تمام شہدا سے افضل ہے۔ جناب سیدہؑ نے کہا یا رسول اللہ کیا ان شہدا کا سردار ہے جو آپؐ کے ہمراہ لڑ کر شہید ہوئے۔ فرمایا، بلکہ انبیا اور اوصیا کے سوا تمام اولین و آخرین کے شہدا کے سردار جعفر ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ جنہوں نے دو دفعہ ہجرت کی اور اپنے دو بازوں کیساتھ بہشت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں۔ اور تمہارے دونوں بیٹے حسنؑ و حسینؑ میری اُمت کے سبط ہیں اور تمام جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس اُمت کا مہدیؑ بھی ہم میں سے ہی ہوگا۔

جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اس سے پہلے وہ ظلم اور جور سے بھری ہوگی۔ میرا بھائی علیؑ المرتضیٰ ان اوصیا میں سے سب سے افضل ہے۔ علیؑ اور تمہارے اور میرے بیٹوں حسنؑ و حسینؑ اور میرے ان بیٹوں سے

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

ہونے والے اوصیا ہیں۔ ان کے بعد میری اُمت میں سب سے افضل جعفرؓ طیار ہیں۔ ان اوصیا میں سے مہدیؑ ہوں گے۔ پہلے امامؑ بعد میں آنے والوں سے افضل ہیں۔ کیونکہ پہلا دوسرے کا امامؑ ہے۔ دوسرا پہلے کا وصی ہے۔ ہم اہلبیتؑ کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بدلے آخرت کو پسند فرمایا ہے۔ پھر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے علیؑ، فاطمہؑ و حسنینؑ کو دیکھا اور ارشاد کیا، اے سلمانؓ! میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میری ان لوگوں سے لڑائی ہے جو ان سے لڑے اور میری ان سے صلح ہے جو ان سے صلح کرے۔ بیشک یہ میرے ساتھ بہشت میں ہونگے۔

اس کے بعد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم، جناب علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے، اور ارشاد کیا، اے علیؑ! عنقریب تم قریش کی تکلیف اور ظلم برداشت کروگے۔ اگر تم کو مددگار مل جائیں تو ان سے جہاد کرنا اور اپنے حامیوں کے ساتھ مخالفین سے جنگ کرنا۔ اور اگر مددگار نہ ملیں تو صبر کرنا، اور اپنے ہاتھ کو روکے رکھنا اور اپنے آپ ہلاکت میں نہ پڑنا، تمہاری نسبت مجھ سے وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھی۔ اور ہارون علیہ السلام کا اسوۂ حسنہ آپ کے سامنے ہے۔ ہارون علیہ السلام نے اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا، "بے شک قوم نے مجھے کمزور کردیا ہے اور قریب ہے کہ مجھے قتل کردیں۔

امیر علیہ السلام کے لئے بشارت:

سلیمؓ بن قیس ہلالی بیان کرتے ہیں کہ مجھے امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ مدینہ کی بعض گلیوں میں جارہا تھا۔ یہاں تک کہ ہم ایک باغ میں پہنچ گئے۔ میں نے عرض کیا یارسولؐ اللہ کس قدر خوبصورت باغ ہے؟ پیغمبرؐ اکرم نے فرمایا بے شک خوبصورت ہے لیکن تیرے لئے بہشت میں اس سے بھی زیادہ خوبصورت باغ ہوگا۔ اس طرح ہم نے سات باغات دیکھے اور میرے اور رسولؐ اللہ کے درمیان ایسا ہی مکالمہ ہوا۔ جب ہم راستہ طے کرچکے تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے گلے سے لگالیا اور گریہ فرمایا۔

میں نے عرض کیا یارسولؐ اللہ آپ نے گریہ کیوں کیا، تو فرمایا، لوگوں کے دلوں میں بدر کی رنجشیں اور اُحد کے کینے پوشیدہ ہیں۔ وہ میرے بعد ظاہر کریں گے۔ میں نے پوچھا یارسولؐ اللہ کیا میرا دین سلامت ہوگا۔ تو فرمایا کہ ہاں تمہارا دین سلامت ہوگا۔ اے علیؑ تمہیں بشارت ہو۔ تیری زندگی اور اور موت میرے ساتھ ہوگی۔ تم میرے بھائی، وصی، برگزیدہ، وزیر، وارث، میری طرف سے ادا کرنے والے اور میرا قرض ادا کرنے والے ہو۔ میری طرف سے وعدے پورے کرنے والے، میری ذمہ داری کو ادا کرنے والے، میری امانت کو ادا کرنے والے، تم میری سنت پر میری اُمت کے ناکثین (جمل

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

والوں) ، قاسطین (صفین والوں) اور مارقین (نہروان والوں) سے جنگ کروگے۔ قریش کے مظالم پر صبر کرنا اور ان کے اتحاد سے بچتے رہنا۔ بے شک تجھے مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بناتے وقت حکم دیا تھا کہ اگر لوگ گمراہ ہو جائیں اور مددگار مل جائیں تو ان کے ذریعے مخالفین سے جنگ کرنا اور اگر مددگار نہ ملیں تو اپنے ہاتھ کو روک دینا اور اپنے خون کو محفوظ کرنا اور ان کے درمیان تفریق پیدا نہ کرنا۔

اے علیؑ! اللہ تعالیٰ نے جس رسولؐ کو بھی مبعوث فرمایا ہے تو ایک قوم اس پر بہ رضا و رغبت ایمان لائی اور دوسری قوم قوم ناخوشی سے حلقہ اسلام میں داخل ہوئی۔ جو لوگ ناخوشی سے اسلام میں داخل ہوئے ان کو ان پر مسلط کیا۔ جو خوشی سے ایمان لائے وہ قتل ہوئے تاکہ ان کا اجر و ثواب زیادہ ملے۔ اور ناخوشی والوں کے عذاب میں اضافہ ہو۔ اے علیؑ جس اُمت نے بھی اپنے نبیؐ کے بعد اختلاف کیا اس کا نتیجہ یہی ہوا کہ جاہل لوگ اُمت کے اہل حق پر غالب آئے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے لئے تفریق اور اختلاف مقدر کیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا۔ اس کی مخلوق میں سے دو آدمی بھی اختلاف نہ کرتے اور نہ اس کے حکم میں جھگڑا کرتے اور نہ ہی کمتر آدمی اپنے سے بہتر کی فضیلت کا انکار کرتا۔

اگر اللہ چاہتا تو سزا جلد مقرر کرتا مگر اس نے ڈھیل دے دی تاکہ ظالم کی تکذیب کی جائے اور حق اپنے مقام پر معلوم کیا جائے۔ باری تعالیٰ نے دنیا کو عمل کی جگہ مقرر کیا اور آخرت کو ہمیشہ رہنے کی جگہ تاکہ وہ برے آدمیوں کو ان کی برائی کا بدلہ اور نیک لوگوں کو ان کی نیکیوں کا اجر دے۔ یہ سن کر میں نے کہا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ میں اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس کے اُمتحان پر صبر کرتا ہوں۔ اس کی قضا کو تسلیمؑ کرتا ہوں اور رضامند ہوں۔

پیغمبر اکرمؐ کی وفات کے بعد کیا ہوا:

سلیمؓ بن قیس ہلالی روایت کرتے ہیں کہ میں نے براء بن عاذب کو کہتے ہوئے سنا کہ، میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی اور وفات کے بعد سب سے زیادہ بنی ہاشم سے محبت کرتا تھا۔ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انھوں نے جناب علیؑ سے وصیت کی کہ تم مجھے غسل دینا۔ تمہارے سوا کسی کو جائز نہیں کہ رسولؐ اللہ کو غسل کے دوران دیکھے وگرنہ اس کی بینائی ضائع ہو جائے گی۔ جبرائیل فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ غسل میں تمہاری امداد کریں گے۔ لہٰذا جب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام ، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو غسل دے رہے تھے اور ابن عباسؓ آنکھوں پر پٹی باندھے پانی ڈال رہے تھے اور فرشتے آپؐ کے پہلو بدل رہے تھے جیسا کہ آپ چاہتے تھے۔ جناب علیؑ نے ارادہ کیا کہ آپؐ کی

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

قمیض اتار کر غسل دیں تو ایک آواز دینے والے نے آواز دی اے علیؑ اپنی نبیؐ کی قمیض کو مت اتارو۔ لہٰذا جناب علیؑ نے قمیض کے اندر ہاتھ ڈال کر آپؐ کو غسل دیا بعد میں رسولؐ اللہ کو حنوط کیا اور کفن دیا۔ اور تکفین و تجہیز کے بعد قمیض کو اتارا۔ براء بن عازب نے کہا جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انتقال ہوا تو مجھے خوف لاحق ہوا کہ قریش بن ہاشم سے خلافت چھین لیں گے۔ جب لوگوں نے ابو بکر بن قحافہ کے معاملے میں کچھ طے کرنا تھا کر لیا تو میں وفات رسولؐ کے غم میں رو رہا تھا۔ میں ادھر ادھر جاتا تھا اور لوگوں کے حالات معلوم کرتا تھا۔ بنی ہاشم رسولؐ اللہ کے غسل و کفن میں مصروف تھے۔

مجھے سعد بن عبادہ اور اس کے معزز دوستوں کی بات معلوم ہو گئی تھی۔ میں ان کے پاس نہیں گیا میں سرداران قریش کی تلاش میں تھا۔ مجھے ابو بکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب کہیں دکھائی نہ دیئے۔ تھوڑی دیر بعد میں نے ابو بکر بن قحافہ و عمر کو مع ابو عبیدہ سقیفہ والوں کے پاس آتے ہوئے دیکھا۔ سقیفہ والے یمن کے علاقے صنعار کی بنی ہوئی چادریں پہنے ہوئے تھے۔ جو آدمی بھی ان کے قریب سے گزرتا تھا وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر ابو بکر بن قحافہ کے ہاتھ پر رکھ دیتے خواہ وہ راضی ہوتا یا نہیں۔
رسولؐ اللہ کی وفات کے باعث اور اس واقعہ کی وجہ سے میری عقل جواب دے رہی تھی میں فوراً وہاں سے نکلا اور مسجد میں آیا۔ پھر وہاں سے نکلا اور بنی ہاشم کے گھر آیا۔ ان حضرات کا دروازہ بند تھا میں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور یا اہلبیتؑ کہہ کر آواز دی۔
ابن عباسؓ باہر تشریف لے آئے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ لوگوں نے ابو بکر بن قحافہ کی بیعت کر لی ہے۔
ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ خلافت کے بارے میں تمہاری ساری امیدیں ہمیشہ کے لئے خاک میں مل گئیں۔ میں نے تمہیں حصول خلافت کے لئے کہا تو تم لوگوں نے میری نافرمانی کی۔ جس کی وجہ سے میں اپنے دل میں کڑھتا ہوں۔

برار بن عازب نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا، جب رات ہوئی تو میں مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ جب مسجد میں داخل ہوا تو میرے کانوں میں ابھی تک پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قران پڑھنے کی آواز گونج رہی تھی۔ اور میرے دل میں اثر کر رہی تھی۔ مسجد سے نکل کر میں بنی بیاضہ کے میدان کی طرف چلا گیا۔ وہاں لوگوں کا ایک گروہ سرگوشیاں کر رہا تھا۔ ان میں مقداد، ابوذرؓ، سلمانؓ فارسی، عمار یاسر، عبادہ بن حارث، حزیفہ یمانی اور زبیر بن عوام تھے۔ حذیفہ نے کہا، خدا کی قسم جس واقع کی میں نے تمہیں اطلاع دی ہے۔ وہ ضرور اس کام کو سرانجام دیں گے۔ اللہ کی قسم میں نے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ کبھی میری بات جھوٹی ثابت ہوئی ہے۔ حذیفہ نے کہا میرے ساتھ ابی بن کعب کے پاس چلو۔ ہم سب لوگ ابی بن کعب کے گھر گئے تو انھوں نے دروازہ نہیں کھولا اور کہا کہ میری وہی بات ہے جو حذیفہ یمانی کی بات ہے لیکن میں دروازہ نہیں کھولوں گا ورنہ میرا وہی حشر ہوگا جو تم سب کا ہونے والا ہے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباس بخاری

یہ بات ابوبکر بن قحافہ اور عمر کو معلوم ہو گئی۔ دونوں نے ابوعبیدہ بن جراح اور مغیرہ بن شعبہ کو بلایا۔ ان چاروں حضرات نے اس واقعہ کے متعلق آپس میں مشورہ کیا۔ مغیرہ بن شعبہ نے کہا میری رائے یہ ہے کہ تم عباسؓ بن عبدالمطلبؓ سے ملو اور اسے اس بات کا لالچ دو کہ خلافت میں ان کا اور ان کے بعد ان کی اولاد کا کچھ حصہ مقرر ہو گا۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارا پیچھا علیؑ ابن ابی طالب سے چھوٹ جائے گا۔ اگر تمہارے ساتھ عباسؓ بن ابی مطلب متفق ہو گئے تو تمہارے ہاتھ ایک دلیل آجائے گی۔ تنہا علیؑ کا معاملہ تمہارے لئے آسان ہو جائے گا۔

ابوبکر بن قحافہ کی عباسؓ بن ابی مطلب سے ملاقات:

لٰہذا دوسری رات ابوبکر بن قحافہ و عمر دونوں عباسؓ بن عبدالمطلبؓ کے پاس گئے تو ابوبکر بن قحافہ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کہا، "بے شک اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تمہارے لئے نبیؐ اور مومنین کے لئے ولی بنا کر بھیجا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ رسولؐ اللہ کو انہیں میں سے معبوث کیا۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس تھا وہ سب کچھ رسولؐ اللہ کے لئے پسند کیا۔ رسولؐ اللہ نے خلافت کا معاملہ لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ جس کو چاہیں بلا اختلاف متفق ہو کر اپنا خلیفہ چن لیں۔ لوگوں نے مجھے اپنا خلیفہ چن لیا ہے اور اپنے امور کا مجھے نگہبان قرار دیا ہے۔ میں نے ان لوگوں کی بات کو قبول کر لیا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی تائید سے کاہلی، پریشانی اور بزدلی کا خوف نہیں۔ لیکن ہر وقت میرے معاملے میں طعن و تشنیع سے کام لیا جاتا ہے۔ علیؑ عوام الناس سے الگ ہو کر دوسری باتیں بیان کرتے ہیں۔

علیؑ نے تم لوگوں کو اپنا جائے پناہ بنا رکھا ہے۔ تم اس کے مضبوط قلعہ بنے ہوئے ہو۔ تم علیؑ کے حق میں مسلسل پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہو۔ تم یا تو لوگوں کی اس بات پر اتفاق کر لیتے جس پر انہوں نے اتفاق اور اجماع کر لیا ہے۔ یا لوگوں کو جس بات پر وہ جھک گئے ہیں روک لیتے۔ ہم یہاں صرف اس غرض سے آئے ہیں کہ خلافت میں سے تمہارا کچھ حصہ مقرر کر دیا جائے۔ جو آپ کی اولاد کو ملتا رہے گا۔ اس میں شک نہیں کہ آپ رسولؐ اللہ کے چچا ہیں اور آپ کی منزلت کسی سے مخفی نہیں۔ لوگ تمہارے ساتھ علیؑ کو بھی جانتے ہیں اور ان کی محبت اور فضیلت کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر خلافت کے معاملے میں لوگوں نے تم دونوں کو بے توجہی کی نظر سے دیکھا ہے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

عمر بن خطاب نے کہا، اے اولادِ بنی ہاشم، رسولؐ اللہ ہم اور تم دونوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمیں تمہارے پاس آنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن ہم اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ جس بات پر عام مسلمانوں نے اتفاق کر لیا ہے اس میں عیب جوئی کی جائے۔ تمہارے اور عام لوگوں میں جھگڑے پیدا ہو جائیں۔ تم اپنے اور مسلمانوں پر رحم کرو۔

حضرت عباسؓ نے جواب دیا، بے شک تم نے جو کچھ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نبیؐ بنا کر بھیجا اور ان کو مومنین کا سردار مقرر کیا۔ اگر تم نے خلافت کو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رشتے کی وجہ سے حاصل کیا ہے تو تم نے ہمارے حق کو غصب کیا ہے۔ اگر تم نے خلافت کو مومن ہونے کی وجہ سے حاصل کیا ہے تو ہم بھی مومن ہونے کے زمرہ میں شامل ہیں۔ ہم اس معاملہ میں تمہارے شریک کار نہ ہوئے اور نہ ہی تم نے ہم سے مشورہ حاصل کیا۔ ہم تمہارے لئے خلافت کو ناجائز تصور کرتے ہیں۔ تمہارا یہ قول کہ تم میرے لئے خلافت سے کچھ حصہ مقرر کرو گے تو یہ اصولاً غلط ہے۔ اگر خلافت تمہارا حق ہے تو اسے اپنے لئے مخصوص رکھو، ہم تمہارے محتاج نہیں ہیں۔ اگر خالص مومنین کا حق ہے تو ہم اس بات پر کیسے رضامند ہو جائیں کہ کچھ تم سے لے لیں اور بقیہ تمہارے حوالے کر دیں۔ اے عمر، تمہارا یہ کہنا کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم اور تم دونوں میں سے تھے یہ بھی درست نہیں۔ رسولؐ اللہ ایک شجر کی مانند تھے جس کی شاخیں ہم ہیں۔ اور تم ہمسائیوں کی مانند ہو۔ اس لحاظ سے ہم تم سے افضل ہیں۔ تمہارا یہ قول کہ تمہیں ہم سے جھگڑنے کا خوف ہے تو یہ وہ کام ہے جو تم پہلے ہی کھڑا کر چکے ہو۔" حضرت عباسؓ کی تقریر کے بعد وہ لوگ واپس چلے گئے۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ یہ تمہاری بیعت اسلام میں پہلا فتنہ ہے۔

رسولؐ اللہ کی نماز جنازہ:

سلیمؓ بن قیس ہلالی روایت کرتے ہیں کہ میں نے سلمانؓ فارسی سے سنا کہ جب رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے جو طے کرنا تھا کر لیا۔ ابوبکر بن قحافہ، عمر بن خطاب اور ابوعبیدہ بن جراح آئے اور انصار سے جھگڑا شروع کر دیا۔ انصار حضرت علیؑ کے حق میں جھگڑ رہے تھے۔ ان تینوں حضرات نے کہا، اے گروہ انصار ہم تم سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں۔ رسولؐ اللہ قریش میں سے تھے۔ مہاجر تم سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے اور ان کی فضیلت بیان کی ہے۔ اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امام قریش میں سے ہوں گے۔

سلمانؓ فارسی نے کہا، میں حضرت علیؑ علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ رسولؐ اللہ کو غسل دے رہے تھے۔ کیونکہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ میرے غسل کو علیؑ کے سوا کوئی سرانجام نہ دے۔ اور اس کام میں ملائکہ ان

کی مدد کریں گے۔ جب حضرت علیؑ جس عضو کے غسل کا ارادہ کرتے تھے وہ خود بخود تبدیل ہو جاتا تھا۔ جب حضرت علیؑ نے رسولؐ اللہ کو غسل و کفن دے دیا تو مجھے اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اور جناب سیدہ فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو اندر داخل کر لیا۔ آپ آگے کھڑے ہو گئے۔ ہم نے آپؑ کے پیچھے نماز ادا کی۔

جناب سیدہؑ کا لوگوں کے گھر جانا:

شام ڈھلے جناب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے جناب سیدہؑ علیہ السلام کے ہمراہ جناب حسن علیہ السلام اور جناب حسین علیہ السلام کو ساتھ لیا اور مہاجرین اور انصار کے گھروں میں تشریف لے گئے۔ ان سب کو اپنا حق خلافت جتایا۔ ان کی خواتین سے جناب سیدہ نے بات کی۔ اور جناب علیؑ نے سب کو اپنی نصرت کی دعوت دی۔ چوالیس آدمیوں نے یہ دعوت قبول کی، آپؑ نے ان سب کو حکم دیا کہ صبح سویرے سر منڈوائے ہوئے ہتھیار لگائے ہوئے اور موت کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہو کر آئیں۔ لیکن اگلی صبح صرف چار لوگ آئے۔ سلمانؓ فارسی نے کہا کہ وہ چار لوگ ابوذر، مقدادؓ، میں خود یعنی سلمانؓ اور زبیر بن عوام تھے۔ جناب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام اگلی رات پھر لوگوں کے پاس گئے اور اپنے حق خلافت کی نصرت کی دعوت دی۔ لوگوں نے پھر وعدہ کیا لیکن اگلی صبح پھر چار لوگوں کے کوئی نہ آیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے لوگوں کی دھوکہ بازی اور بے وفائی کو ملاحظہ فرمایا تو اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔ اور قران کریم کی تالیف و ترتیب میں مشغول ہو گئے۔ اور جب تک اس کو جمع نہ کر لیا گھر سے باہر تشریف نہ لے آئے۔ ان ایام میں قران مجید کاغذوں، لکڑیوں، چمڑے کے ٹکڑوں اور کپڑے پر مرقوم تھا۔ جب آپؑ نے تمام قران کریم جمع فرما لیا تو اس کی تنزیل، تفسیر، ناسخ اور منسوخ آیات کو اپنے ہاتھ سے تحریر کیا۔

حضرت علیؑ کا اپنا جمع کیا ہوا قران پیش کرنا:

ابو بکر بن قحافہ نے ایک آدمی کو روانہ کیا کہ آپؑ باہر تشریف لائیں اور ابو بکر بن قحافہ کی بیعت کریں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں مصروف ہوں اور میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ نماز کے علاوہ چادر نہ اوڑھوں گا جب تک قران مجید جمع نہ کر لوں۔ ابو بکر بن قحافہ اس مطالبہ سے باز رہے۔ جب حضرت علیؑ نے قران کریم کو ایک کپڑے میں جمع فرما کر اپنی مہر لگا دی۔ پھر آپؑ لوگوں کے پاس مسجد میں تشریف لے آئے۔ لوگ ابو بکر بن قحافہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؑ نے بلند آواز میں خطاب کیا۔ اے لوگو! جس وقت رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انتقال ہوا، میں اس وقت سے لیکر اس وقت تک رسولؐ اللہ کے غسل و کفن اور قران مجید کے جمع کرنے میں مشغول رہا ہوں۔ میں نے تمام قران کریم ایک کپڑے پر جمع کر لیا ہے (کپڑے پر لکھ دیا ہے)۔ جو آیات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تھیں میں نے سب کو جمع کر لیا ہے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

مجھے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آیات کی تنزیل اور تفسیر کی تعلیم دی تھی۔ کل قیامت کے روز تم یہ نہ کہو کہ ہم اس بات سے غافل اور لاعلم تھے کہ تم نے ہم کو اپنی نصرت کی طرف دعوت ہی نہ دی تھی۔ تم نے اپنا حق نہ جتایا تھا۔ اور تم یہ نہ کہہ سکو کہ تم نے ہمیں اللہ کی طرف فاتحہ سے والناس تک دعوت نہ دی تھی۔

عمر بن خطاب نے کہا، جو قران کریم ہمارے پاس موجود ہے وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ جس قران کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ یہ سن کر جناب امیر علیہ السلام اپنے گھر تشریف لے گئے۔

حضرت علیؑ سے بیعت کا مطالبہ :

عمر بن خطاب نے ابو بکر بن قحافہ سے کہا کہ کسی کو علیؑ کے پاس بھیجو تا کہ وہ آکر آپ کی بیعت کر لیں۔ جب تک علیؑ بیعت نہ کریں گے ہمارا کام پختہ نہ ہوگا۔ اگر وہ بیعت کر لیں گے تو ہم مطمئن ہو جائیں گے۔ ابو بکر بن قحافہ نے ایک آدمی کو روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ خلیفتہ رسولؐ آپؑ کو بلاتے ہیں۔ قاصد نے حاضر ہو کر وہ پیغام من و عن پہنچا دیا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، "کس قدر جلد تم نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جھوٹ باندھ دیا ہے۔ ابو بکر بن قحافہ بھی جانتے ہیں اور وہ لوگ بھی جانتے ہیں جو ان کے پاس موجود ہیں کہ رسولؐ اللہ نے میرے علاوہ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ قاصد نے واپس آکر سارا قصہ سنا دیا۔ تو ابو بکر بن قحافہ نے دوسرا پیغام دیکر قاصد کو بھیجا۔ اور کہا کہ جا کر کہو کہ امیر المومنین ابو بکر بن قحافہ بلاتے ہیں۔ قاصد نے یہ پیغام بھی پہنچا دیا۔ تو امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے جواب دیا، اللہ کی قسم، ابھی تو اتنا لمبا عرصہ نہیں گزرا کہ وہ بھول گئے ہوں، اللہ کی قسم امیر المومنین کا لقب میرے سوا کسی اور کے لئے درست نہیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سات آدمیوں کو حکم دیا تھا جن میں خود ابو بکر بن قحافہ شامل تھے کہ وہ مجھے امیر المومنین کہہ کر سلام کریں۔

عمر بن خطاب بھی ان سات آدمیوں میں شامل تھے۔ اور عمر بن خطاب نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا تھا کہ آپؐ نے جو امیر المومنین کہہ کر علیؑ کو سلام کہلوایا ہے کیا یہ حکم اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہے۔ تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابو بکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب دونوں سے فرمایا تھا، اللہ کی قسم یہ حکم اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے ہے اور علیؑ امیر المومنین، سید المسلمین اور صاحب لواء غرا لمحجلین ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز علیؑ کو پل صراط پر بیٹھائے گا اور وہ اپنے دوستوں کو بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں ڈالیں گے۔" یہ سن کر قاصد واپس چلا گیا۔ اور جا کر ساری باتیں ابو بکر بن قحافہ کو سنائیں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے۔ اور اس دن مزید پیغام نہیں بھیجے۔ اس رات پھر جناب امیر المومنین

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

علیہ السلام لوگوں کے گھروں میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسمیں دیں اور اپنا حق جتلایا اور اپنی نصرت کی دعوت دی۔ لیکن ایک مرتبہ پھر ان چاروں کے علاوہ کوئی حاضر نہ ہوا۔ ان چاروں نے سر منڈوالیا تھا اور آپؑ کی نصرت پر بالکل مستعد تھے۔ جب جناب امیر علیہ السلام نے لوگوں کا اپنی مدد نہ کرنا ملاحظہ کیا تو اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔ عمر بن خطاب نے ابوبکر بن قحافہ سے کہا کہ اب کیا چیز آپ کو روک رہی ہے کہ آپ علیؑ کو بلا کر ان سے اپنی بیعت منوالیں۔ کیونکہ اب تو لوگوں میں سے صرف چار کے سوا سب نے آپ کی بیعت کر لی ہے۔

جناب سیدہؑ کے گھر اجتماع:

سلمانؓ فارسی راوی ہیں کہ ابوبکر بن قحافہ نے عمر بن خطاب سے کہا کہ میں کس کو حضرت علیؑ کے طرف روانہ کروں؟ عمر بن خطاب نے کہا میں قنفذ کو روانہ کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ بنی عدی بن کعب کے ایک آدمی کا آزاد کردہ غلام ہے۔ وہ بدگو سنگدل اور خوفناک انسان ہے۔ ابوبکر بن قحافہ نے ایک جماعت کے ساتھ قنفذ کو حضرت علیؑ علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا۔ قنفذ، حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ جناب علیؑ نے اجازت نہ دی تو قنفذ کے مددگار واپس ابوبکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب کے پاس جا کر کہنے لگے کہ علیؑ نے اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ اس وقت ابوبکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب مسجد میں تھے اور ان حضرات کے گرد لوگ جمع تھے۔ عمر بن خطاب نے کہا واپس چلے جاو اور اگر علیؑ اندر آنے کی اجازت دیں تو بہتر ورنہ بلا اجازت اندر چلے جانا۔ ان لوگوں نے دوبارہ جا کر اجازت طلب کی تو جناب سیدہ علیہ السلام نے اندر سے فرمایا، میں تمہیں اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دوں گی اور تمہیں روکوں گی۔ قنفذ تو وہیں ٹھہرا رہا لیکن اس کے باقی ساتھی واپس مسجد چلے گئے۔ اور ابوبکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب سے جا کر کہا کہ حضرت فاطمہؑ علیہ السلام نے ایسا ارشاد کیا ہے۔ اور اپنے گھر میں داخل ہونے سے روک دیا ہے۔

یہ سن کر عمر بن خطاب ناراض ہو گئے اور کہنے لگے کہ عورت ہمارے معاملہ میں کیوں دخل انداز ہوئی ہے؟ عمر بن خطاب نے ایک جماعت کو لکڑیاں اٹھانے کے لئے کہا اور لکڑیاں اٹھوا کر خود ساتھ ہو لئے اور جناب امیر علیہ السلام کے گھر کے پاس وہ لکڑیاں رکھوادیں۔ اس وقت گھر میں علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ موجود تھے۔ عمر بن خطاب نے بلند آواز میں کہا، "اے علیؑ گھر سے باہر نکلو اور رسولؐ اللہ کے خلیفہ ابوبکر بن قحافہ کی بیعت کرو ورنہ میں گھر کو آگ لگادوں گا۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ اے عمر ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے، کیا تم اللہ کا خوف نہیں کرتے اور میرے گھر میں داخل ہوتے ہو؟ عمر بن خطاب نے

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

واپس جانے سے انکار کر دیا، آگ طلب کرکے لکڑی کے دروازے کو جلا دیا۔ اور دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو گئے۔ جناب فاطمہؑ نے اللہ کے رسولؐ کی آواز بلند کی اور آگے بڑھیں۔

جناب سیدہؑ کی فریاد

فاطمہ زہرا علیہا السلام فریاد کرنے لگیں، اے بابا، اے خدا کے رسول ﷺ ۔ عمر بن خطاب نے ان کو ہٹانے کے لئے الٹی تلوار ان کے پہلو پر ماری۔ سیدہؑ نے پھر فریاد کی ہائے میرے بابا، عمر بن خطاب نے کوڑا، ان کے ہاتھ پر مارا۔ سیدہؑ نے پھر فریاد بلند کی۔ یا رسول اللہ ﷺ آپؐ کے بعد ابو بکر و عمر نے کس قدر برا سلوک کیا ہے۔ جناب حضرت علیؑ نے دوڑ کر عمر بن خطاب کو گریبان سے پکڑا اور اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ جس سے اس کی ناک اور گردن زخمی ہوئی۔ قتل کرنا ہی چاہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وصیت یاد آ گئی۔ جو آپؐ نے جناب علیؑ کو صبر کرنے کی وصیت کی تھی۔ جناب حضرت علیؑ نے فرمایا، اے ابن ضحاک، اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے محمدؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نبوت بخشی ہے۔ اگر خدا کا لکھا ہوا اور اگر رسول اللہ ﷺ کا مجھ سے عہد نہ ہوتا تو تم دیکھ لیتے کہ میرے گھر میں گھس نہیں سکتے تھے۔ عمر بن خطاب نے لوگوں کو آواز دی۔ تو لوگ اس کی مدد کو اندر گھس آئے۔ جناب حضرت علیؑ نے اپنی تلوار کی طرف رخ کیا۔ لوگوں نے جناب حضرت علیؑ کو ہر طرف سے گھیر کر گلے میں کپڑا ڈال کر بے بس کر دیا۔ یہ دیکھ کر دروازہ کے قریب جناب فاطمہ علیہا السلام درمیان میں آ گئیں۔ قنفذ ملعون نے ان کے بازو پر اتنے زور سے کوڑا مارا کہ وفات کے وقت بھی گومڑ موجود رہا۔

یہ لوگ جناب امیر علیہ السلام کو نکال کر ابو بکر بن قحافہ کے پاس لے گئے۔ عمر بن خطاب تلوار نکال کر حضرت علیؑ کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ وہاں پہلے سے خالد بن ولید، ابو عبیدہ جراح، ابو حزیفہ کا غلام سالم، معاذ بن جبل، مغیرہ بن شعبہ، بشیر بن سعد اور دوسرے تمام لوگ ابو بکر بن قحافہ کے پاس ہتھیار لگائے موجود تھے۔

سلیمؒ بن قیس ہلالی نے سلمانؓ فارسی سے پوچھا یہ کیا واقعہ ہے کیا یہ لوگ واقعی جناب سیدہ علیہ السلام کے گھر بلا اجازت داخل ہو گئے تھے؟ سلمانؓ فارسی نے کہا اللہ کی قسم وہ اندر چلے گئے تھے۔ اور جناب سیدہ علیہ السلام فرما رہیں تھیں اے اللہ کے رسولؐ آپؐ کے بعد ابو بکر بن قحافہ و عمر نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ ابھی تو آپؐ کی آنکھیں بھی قبر میں بند نہ ہوئی تھیں۔ قنفذ نے جناب فاطمہ علیہا السلام کو کوڑا مارنے کے بعد اتنے زور سے دھکا دیا تھا کہ گر کر ان کی پسلی ٹوٹ گئی تھی اور جناب محسن

تدوین: سید قمر علی عباس بخاری

علیہ السلام کا حمل ساقط ہو گیا تھا۔ وہ صاحب فراش ہو گئیں اور انہیں زخموں کی وجہ سے شہید ہوئیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ہو اور ان کے قاتلین پر اللہ کی لعنت ہو۔

جب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کو ابو بکر بن قحافہ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر میرے ہاتھ میں تلوار آجاتی تو تم کو ضرور معلوم ہو جاتا اور تم میرے ساتھ یہ سلوک نہ کرتے۔ اللہ کی قسم تم سے جہاد کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ اگر مجھے چالیس آدمی بطور مددگار مل جاتے تو میں ضرور تمہاری طاقت کو توڑتا۔ اللہ اس قوم پر لعنت کرے جس نے مجھے میری بیعت (مقام غدیر میں) کرنے کے بعد اکیلا چھوڑ دیا۔ اے ابو بکر بن قحافہ تم نے کس حق اور کون سی منزلت کے لحاظ سے لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف دعوت دی ہے؟ کیا تم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم سے میری بیعت نہیں کی تھی؟

عمر بن خطاب نے حضرت علیؑ سے کہا، بیعت کرو اور یہ باطل دعوے چھوڑ دو۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا اگر میں بیعت نہ کروں تو تم لوگ کیا کروگے؟ حاضرین نے کہا ہم تمہیں قتل کر دیں گے ذلیل و خوار کریں گے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا، کیا تم بندہ خدا اور برادر رسولؐ کو قتل کروگے؟ ابو بکر بن قحافہ نے کہا کہ ہم آپ کو بندہ خدا مانتے ہیں مگر رسولؐ اللہ کا بھائی تسلیمؓ نہیں کرتے۔ حضرت علیؑ نے کہا جناب رسولؐ اللہ نے اپنے اور میرے درمیان بھائی چارہ نہیں کیا تھا؟ ابو بکر بن قحافہ نے کہا ہاں کیا تھا۔ یہ جملہ حضرت علیؑ نے تین مرتبہ ابو بکر بن قحافہ کے سامنے دہرایا۔

پھر امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، "اے گروہ مسلم مہاجر و انصار، میں تم کو اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم نے غدیر خم کے روز جناب رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے نہیں سنا؟؟؟ یہ کہہ کر حضرت علیؑ نے غدیر خم کے تمام واقعات دہرائے۔ یہ سن کر حاضرین نے کہا یا علیؑ ہم نے یہ باتیں سنی تھیں۔ یہ سن کر ابو بکر بن قحافہ نے کہا کہ اے علیؑ آپؑ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ درست ہے۔ لیکن اس کے بعد ہم نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایک اور حدیث سنی تھی۔ کہ اللہ نے ہم اہلبیتؑ کو برگزیدہ اور مکرم کیا ہے اور ہمارے لئے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند کیا ہے۔ ہم اہلبیتؑ کے لئے اللہ تعالیٰ نبوت اور خلافت کو جمع نہ کرے گا۔"

حضرت علیؑ نے فرمایا، اے ابو بکر بن قحافہ اس حدیث کا کوئی گواہ بھی ہے؟ عمر بن خطاب نے کہا اللہ کے رسولؐ کے خلیفہ نے سچ کہا میں نے خود رسولؐ اللہ کو یہ حدیث فرماتے ہوئے سنا تھا۔ ابو عبیدہ، ابو حزیفہ کا غلام سالم اور معاذ بن جبل نے بھی یہ کہا کہ ہم نے رسولؐ اللہ کو یہ حدیث فرماتے ہوئے سنا تھا۔

خانہ کعبہ کا نوشتہ (معاہدہ):

یہ ساری باتیں سن کر امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے کہا، تم لوگوں نے اس معاہدے کی پوری پوری پابندی کی ہے جس کو کانہ کعبہ میں بیٹھ کر تحریر کیا تھا۔ کہ اگر محمدؐ مر جائیں یا شہید کر دئے جائیں تو تم اہلبیتؑ سے خلافت چھین لوگے۔ ابو بکر بن قحافہ یہ آپؑ کو کس نے خبر دی ہے؟ ہم نے تو اس نوشتہ کی کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا، اے زبیر، اے سلمان، اے مقدادؓ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ تم نے یہ بات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنی تھی؟ جب رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے اس واقعہ کی اطلاع دی تھی اور انہوں نے پانچ آدمیوں کا نام بھی لیا تھا جنہوں نے وہ معاہدہ تحریر کیا تھا۔ اور معاہدے کا ذکر اور اس وقت اس کے صیغہ راز رکھنے کا بھی ذکر کیا تھا۔ ان حضرات نے گواہی دی کہ واقعی انہوں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ بات خود سنی تھی۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا، میں نے اس وقت رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ جب یہ بات ہو گی تو میرے لئے کیا حکم ہے؟ تاکہ میں اس پر عمل کر سکوں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ اے علیؑ اگر تمہیں مددگار مل جائیں تو اللہ کی راہ میں ان سے جہاد کرنا اور ان کو نیست و نابود کر دینا۔ اور اگر مددگار نہ ملیں تو اپنی جان کی حفاظت کرنا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا، اللہ کی قسم اگر مجھے چالیس آدمی مل جاتے تو میں ضرور تم لوگوں سے جہاد کرتا۔ اللہ کی قسم ان پانچ آدمیوں میں سے اس خلافت کو صرف دو آدمی حاصل کر سکیں گے۔ اور تمہارے اس جھوٹ کی جو تم نے رسول اللہ پر باندھا ہے یہ آیت تکذیب کرتی ہے، "کیا لوگ ان حضرات پر حسد کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا ہے۔ ہم آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت اور ملک عطا کیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ کتاب سے مراد نبوت، حکمت سے مراد سُنت اور ملک سے مراد خلافت ہے۔ اور آل ابرھیم سے مراد ہم ہیں۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباس بخاری

اصحاب باوفا کی جرات

جب حضرت مقدادؓ نے یہ سنا تو جوش میں آکر کھڑے ہوگئے اور کہا اے مولا! اگر آپ حکم دیں تو میں ان سب کی گردنیں اڑا دوں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اے مقدادؓ رک جاو، اور رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد و وصیت کو یاد کرو۔ مقدادؓ نے لوگوں سے کہا، کیا تم رسولؐ اللہ کے بھائی، رسولؐ اللہ کے خلفیہ، وصی اور فرزندان رسولؐ کے بیٹوں کے باپ کے خلاف تیار ہوگئے۔ اگر ایسا ہے تو اُمت جان و مصیبت کے لئے تیار ہو جاو اور خوشی سے ناامید ہو جاو۔

پھر جناب ابوذرؓ کھڑے ہوئے اور کہا، اپنے نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد گناہوں کی وجہ سے رسوا اُمت، اللہ تعالیٰ کا حکم قران میں ہے کہ، بے شک اللہ نے چن لیا آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے بعض کو اور عمران علیہ السلام کی اولاد میں سے بعض کو، تمام جہانوں پر، بعض ان میں بعض کی اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور، آل محمد، آل ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے جانشین ہیں۔ اہل بیت نبوت ہیں۔ رسالت کا مقام ہیں۔ فرشتوں کے نازل ہونے کی جگہ ہیں۔ یہ بلند آسمان ہیں۔ نصب شدہ پہاڑ ہیں۔ کعبہ منور ہین، روشن آنکھ ہیں، رہنمائی کرنے والے ستارے ہیں۔ برکت والے درخت کی مانند ہیں۔ جس کا نور روشن ہو۔ جس کی زینت باعث برکت ہو۔ جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاتم الانبیا اور تمام اولاد آدم علیہ السلام کے سرادر ہیں۔ جناب علیؑ علیہ السلام تمام اوصیاکے وصی، امام المتقین، قائد الغرا لمحجلین، صدیق اکبر، فاروق اعظم اور وصی محمد مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کے وارث اور تمام مومنین سے افضل ہیں۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے، نبیؐ مومنین کی جان سے افضل ہیں۔ نبیؐ کے بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔ اللہ کی کتاب کی رو سے رشتہ دار ہیں۔ بعض بعض سے زیادہ حقدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو آگے بڑھایا وہ آگے بڑھ گئے۔ جنہیں پیچھے رکھا وہ پیچھے رہ گئے۔ اے لوگو! خلافت و وراثت کو وہاں رکھو جہاں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔

ابوبکر بن قحافہ منبر پر بیٹھے تھے۔ عمر بن خطاب نے ابوبکر بن قحافہ سے کہا کہ تم منبر پر بیٹھے ہوئے ہو اور یہ (علیؑ) یہاں سے اٹھتا کیوں نہیں۔ تاکہ تمہاری بیعت کرے۔ یا ہمیں حکم دو اور ہم اس کی گردن اڑا دیں۔ جناب حسنؑ و جناب حسنؑ (جن کی عمر چھ سات سال تھی) وہیں موجود تھے۔ عمر بن خطاب کی بات کو سنا تو وہ رونے لگے۔ جناب امیر علیہ السلام نے ان کو سینوں سے لگایا اور فرمایا، تم مت رو اللہ کی قسم ان دونوں میں تمہارے باپ کو قتل کرنے کی قدرت نہیں۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ

وسلم کی دائی اُم ایمن آگے بڑھیں اور کہا، اے ابو بکر بن قحافہ تم نے کس قدر جلدی اپنا حسد اور باطن ظاہر کر دیا ہے۔ عمر بن خطاب نے کہا اسے نکال دو، وہ نکال دی گئیں۔ اور کہا کہ ہمیں عورتوں کی باتوں پر توجہ نہیں دینی چاہیے۔ بریدہ اسلمی نے کھڑے ہو کر کہا، اے عمر، تم رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بھائی اور رسولؐ اللہ کے بیٹوں کے باپ پر زیادتی کرتے ہو۔ تم وہ ہو جس کو قریش میں سب جانتے ہیں۔ کیا تم وہ نہیں کہ جن سے رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ تم دونوں علیؑ کے پاس جاو اور ان کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرو۔ ابو بکر بن قحافہ نے کہا ہاں ایسا ہی ہوا تھا لیکن بعد میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا کہ نبوت اور خلافت ہم اہلبیتؑ میں جمع نہ ہو گی۔ بریدہ اسلمی نے سن کر کہا، اللہ کی قسم رسولؐ اللہ نے ہر گز ایسا نہیں فرمایا تھا، اللہ کی قسم میں بھی اسی شہر میں رہتا ہوں جس میں تم رہتے ہو۔ عمر بن خطاب نے حکم دیا کہ بریدہ کو باہر نکال دیا۔ پھر زبیر بن عوام سے کہا گیا کہ بیعت کرو۔ انہوں نے انکار کیا تو انہیں عمر بن خطاب اور خالد بن ولید اور مغیرہ بن شعبہ نے مع دوسرے لوگوں کے بچھاڑ دیا۔ ان کی تلوار چھین کر زمین پر مار کر توڑ دی گئی۔ اور ان سے کہا کہ اب بیعت کرو۔ زبیر بن عوام نے کہا جبکہ عمر بن خطاب ان کے سینے پر سوار تھے۔ او ضہاک کے بیٹے، اگر میری تلوار میرے ہاتھ میں ہوتی تو پھر میری حفاظت کرتی۔ یہ کہہ کر زبیر بن عوام نے بیعت کر لی۔

سلمانؓ فارسی کہتے ہیں کہ پھر سب نے مجھے پکڑا اور میرا گلا گھونٹا اور میرا ہاتھ پکڑ کر جبراً مجھ سے بیعت کرالی۔ پھر ابوذرؓ اور مقدادؓ سے بھی اسی طرح بیعت لی گئی۔ ہم چار سے بیعت کرائی۔ ہم میں سب سے سخت جواب زبیر بن عوام نے دیئے۔ اس لئے کہ انہوں نے بیعت کے وقت کہا تھا کہ اے ابن ضہاک اگر یہ مددگار جو تیرے مددگار ہیں نہ ہوتے اور میری تلوار میرے پاس ہوتی تو تُو مجھ پر حملہ نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ تیری فطرت اور طبیعت کو خوب پہچانتا ہوں۔ لیکن تجھے غدار مل گئے ہیں۔ جن کی قوت کے بھروسے پر تو حملے کر رہا ہے۔ عمر بن خطاب نے جھنجھلا کر کہا، تم ضہاک کا بڑا ذکر کرتے ہو؟۔ زبیر بن عوام نے کہا، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ضہاک کون ہے؟ اور مجھے اس کے ذکر سے کون روک سکتا ہے۔ ضہاک ایک زناکار ہو عورت تھی۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ وہ میرے نانا عبد المطلب کی حبشی کنیز تھی۔ اس سے تیرے دادا نفیل نے زنا کیا تو اس سے تیرا باپ خطاب پیدا ہوا۔ اس زنا کے جرم کے بعد جناب عبد المطلب نے وہ کنیز ہی تیرے دادا کے حوالے کر دی تھی۔ اسی سے تیرا باپ پیدا ہوا تھا۔ اور میرے نانا عبد المطلب کا غلام ہوا ز نازادہ۔ آخر ابو بکر بن قحافہ نے زبیر بن عوام اور عمر بن خطاب کو چھڑا کر الگ الگ کیا۔ اور بیچ بچاو کرایا۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

سلیم بن قیس ہلالی نے سلمانؓ فارسی سے پوچھا کہ آپؓ نے چپ چاپ بیعت کر لی؟ سلمانؓ فارسی بولے، کہ میں نے ان سے کہا تھا کہ تم ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوگئے۔ کیا تم جانتے ہو کہ تم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا جس طرح پچھلی امتوں نے اپنے نبیوں کے بعد تفرقے ڈالے اور اختلافات پیدا کیے۔ ان کی سنت پر چل کر تم لوگ بھی اس غلطی میں مبتلا ہوگئے۔ تم نے اپنے نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کی مخالفت کی۔ یہاں تک کہ تم نے خلافت کو اس کی کان اور اس کے اہل سے نکال باہر کیا۔ عمر بن خطاب نے کہا اب تم نے بیعت کر لی ہے جو جی میں آئے کہتے رہو۔ سلمانؓ فارسی نے جواب دیا، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تمہارے بارے میں اور ابو بکر بن قحافہ کے بارے میں جس کی تو نے ابھی بیعت کی ہے سنا ہے کہ قیامت تک کی ساری امت کے گناہوں کا بوجھ ہے اور ان پر ساری امت کے عذاب کے برابر عذاب ہوگا۔ عمر بن خطاب نے کہا اب جو چاہے کہتے پھرو۔ اللہ تعالیٰ نے تیری آنکھیں ٹھنڈی نہیں کی کہ اس خلافت کا والی تیرا صاحب علیؑ ہوتا۔ سلمانؓ فارسی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ نازل کی ہوئی بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ تو اپنے نام و نسب اور صفت سمیت جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ عمر بن خطاب نے جواب دیا جو چاہو کہو۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اسے ان اہلبیت سے دور نہیں کر دیا جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا رب بنا رکھا ہے۔ سلمانؓ فارسی نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تھا، "اس دن اس کا ایسا عذاب کسی پر نہ ہوگا۔ اور اس کی طرح کسی کو پکڑ کر نہ باندھا جائے گا۔" ۔ تو نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس آیت سے مراد عمر بن خطاب ہے۔ یہ سن کر عمر بن خطاب نے کہا، چپ رہ۔ اللہ تعالیٰ تیری زبان بند کرے۔ اے غلام ابن لخنا۔ جناب حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا اے سلمانؓ، تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ چپ ہو جاو۔ سلمانؓ فارسی بولے اے عمر، اگر علیؑ مجھے قسم نہ دیتے تو میں ہر اس امر کی خبر تجھ کو دیتا جو تیرے بارے میں قران مجید میں نازل ہوئی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے اور اس کے ساتھی کے بارے میں فرمائی ہے۔ جب عمر بن خطاب نے دیکھا کہ سلمانؓ فارسی چپ ہوگئے تو عمر بن خطاب نے کہا کہ تم ابو بکر بن قحافہ کے مطیع و فرمانبردار ہو۔ جب ابو ذرؓ اور مقدادؓ نے بیعت کر لی اور انہوں نے کچھ نہیں کہا تو اے سلمانؓ فارسی تم ان دونوں سے زیادہ اس گھر کے حب دار نہیں ہو۔ اور نہ ان سے بڑھ کر ان کے حق کا احترام کرتے ہو۔ حالانکہ جیسا تم نے دیکھا کہ ان دونوں نے ابو بکر بن قحافہ کی بیعت کر لی ہے۔ جناب ابو ذرؓ نے کہا، اے عمر بن خطاب تم ہم پر اہلبیتؑ کی محبت و تعظیم کو الزام کی طرح لگاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہ تو وہ لوگ بھی کرتے تھے جو ان اہلبیت کا دشمن ہے۔ جس نے ان پر بہتان لگائے اور ان کے حق چھینے اور لوگوں کو ان کی گردن پر سوار کیا اور اس امت کو پچھلے پیر پھیر دیا۔ عمر بن خطاب نے کہا آمین۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان پر جنہوں نے ان کا حق چھینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم خلافت میں ان کا کوئی حق

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

نہیں ہے۔ اس میں وہ اور سب لوگ برابر ہیں۔ ابوذرؓ نے کہا کہ پھر تم نے اس حق کے بارے میں انصار سے جھگڑا کیوں کیا تھا۔

جناب حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، کیوں اے ابن ضہاک، کیا اس خلافت میں ہمارا حق نہیں ہے بلکہ تیرا اور مکھیاں کھانے والی کے بیٹے کا حق ہے؟ عمر بن خطاب نے کہا اے ابوالحسنؑ اب چپ رہو۔ اس لئے کہ عوام میرے ساتھی پر راضی ہیں۔ اور تم پر راضی نہ ہوئے۔ پس میرا گناہ کیا ہے؟ آپؑ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو میرے سوا کسی پر راضی نہیں ہیں۔ پس تمہیں اور تمہارے ساتھی کو اور جس جس نے تم دونوں کی پیروی کی اور تمہارا ابوجھ بٹایا، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب اور رسوائی کی خوشخبری ہو۔ تجھ پر وائے ہو اے ابن خطاب، کاش تو جان لیتا کہ تو نے اپنے نفس پر اور اپنے امیر ابوبکر بن قحافہ پر کیا ظلم کیا ہے۔ ابوبکر بن قحافہ کہنے لگے کہ اے عمر جب ہماری بیعت ہو گئی اور ہم ان کے شر و گزند اور قتل و غارت سے محفوظ ہو گئے ہیں تو انہیں چھوڑ دو جو چاہیں کہتے رہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا، کہ میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور سلمانؓ، ابوذرؓ، زبیر اور مقدادؓ سے خطاب کرکے فرمایا، میں تمہیں خدا یاد دلا کر کہتا ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا، دوزخ میں ایک صندق ہے جس میں بارہ آدمی ہوں گے۔ چھ آدمی اولین میں سے اور چھ آدمی آخرین میں سے قصر جہنم کے ایک کنوائیں میں ہونگے۔ یہ مقفل صندوق کنوئیں میں ہوگا۔ اس کنوئیں کے منہ پر پتھر ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ دوزخ کو اور مشتعل اور گرم کرے تو پتھر کو ہٹا دے گا۔ اس کنوئیں کی گرمی سے دوزخ بھڑک اٹھے گی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ مجھے ان اولین چھ کے نام بتایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ان میں ایک تو آدمؑ کا بیٹا قابیل ہے۔ جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔ دوسرا فرعون ہے، تیسرا نمرود ہے۔ جس نے ربّ کے بارے میں ابراہیم علیہ السلام سے مباحثہ کیا تھا۔ اور دو مرد ان میں سے بنی اسرائیل سے ہیں۔ جنہوں نے ان کی کتاب بدل ڈالی۔ ایک یہودیوں کا ہود ہے اور دوسرا نصرانیوں کا نصر ہے۔ اور چھٹا وہ شقی القلب ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی اونٹنی قتل کی تھی۔ اور ایک یحییٰ بن زکریہ کا قاتل ہے۔ اور آخرین میں دجال ہے۔ اور یہ پانچ ہیں جو صحیفہ والے اور تحریر والے اور تحریری معاہدہ کرنے والے ہیں۔ امر خلافت پر اور ان کے وہ جبت و طاغوت ہیں جنہوں نے تیرے خلاف عہد کیا ہے۔ اور تیری دشمنی گرہ باندھی ہے۔ اے میرے بھائی علیؑ، وہ میرے بعد تجھ پر غلبہ پانے کی کوشش کریں گے۔ اور یہ اور یہ آپ نے ایک ایک کے نام بتلائے اور شمار کر دیے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؔ بخاری

سلمانؓ فارسی کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت عرض کیا تھا کہ جناب علیؑ آپ نے درست فرمایا ہم نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سنا تھا۔

عثمان بن عفان نے کہا، اے ابوالحسنؑ آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے پاس میرے بارے میں تو کوئی ایسی حدیث نہیں ہے نا؟ جناب حضرت علیؑ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں نے تمہارے بارے میں بھی جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ وہ تم پر لعنت کرتے تھے۔ لعنت کے بعد تمہارے حق میں استغفار بھی نہیں کیا۔ یہ سن کر عثمان بن عفان کو غصہ آگیا۔ اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ زبیر بن عوام اسلام سے مرتد ہو کر قتل کیا جائے گا۔ جناب حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ عثمان بن عفان نے سچ کہا، وہ اس طرح کہ زبیر بن عوام قتل عثمان کے بعد میری بیعت کرے گا پھر توڑ دے گا پس مرتد ہو کر قتل ہوگا۔

ابلیس ملعون کا تعجب

سلیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے سلمانؓ فارسی کو کہتے ہوئے سنا۔ کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ابلیس کو آگ کی رسی سے جکڑ کر لایا جائے گا۔ اور ایک آدمی کو آگ کی دو رسیوں سے جکڑ کر لایا جائے گا۔ ابلیس فریاد کرے گا۔ تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے، تُو کون ہے؟؟ میں تو وہ ہوں جس نے تمام اگلوں اور پچھلوں کو گمراہ کیا۔ میں تو ایک رسی سے باندھا گیا ہوں۔ اور تجھے دو رسیوں سے باندھا گیا ہے؟ وہ جواب دے گا کہ میں وہ ہوں کہ تو نے جو حکم دیا میں نے اس پر عمل کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا تھا میں نے اس کی نافرمانی کی۔

عمر بن خطاب نے کہا، اے ابوطالبؑ کے بیٹے اٹھو اور بیعت کرو۔ حضرت علیؑ نے انکار کیا۔ پھر عمر بن خطاب نے کہا کہ ہم تمہاری گردن اڑا دیں گے۔ حضرت علیؑ نے کہا میں بیعت نہیں کروں گا۔ اور تین مرتبہ کہہ کر حجت تمام کی۔ یہ فرما کر وہ گھر چلے گئے اور کسی نے مزید تعرض نہیں کیا۔ کیونکہ وہ اکیلے تھے جبکہ ان کے ساتھی پہلے ہی بیعت کر چکے۔

فضیلت علیؑ رسولؐ اللہ کی زبانی:

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے بارے میں ارشاد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے، اے بھائی تم تمام عرب کی فضیلت کا باعث ہو۔ تم اپنے چچازاد بھائی، اپنے باپ، اپنے نفس و نسب، بیوی، اولاد اور چچا کے لحاظ سے سب سے زیادہ مکرم ہو، اپنے نفس کو تکلیف برداشت کرانے اور مال کی کمی کے رنج سہنے میں سب سے بڑے ہو۔ حکم کے لحاظ سے

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

زیادہ مکمل ہو۔ سب سے زیادہ علم والے ہو۔ کتاب خدا کے زیادہ قاری ہو۔ ہتھیلی کے لحاظ سے زیادہ سخت ہو۔ دنیا میں سب سے زیادہ پرھیزگار ہو۔ سب سے زیادہ کوشش کرنے والے ہو۔ سب سے زیادہ صاحب اخلاق ہو۔ تم میرے بعد تیس سال تک زندہ رہو گے۔ اللہ کی عبادت کرو گے۔ قریش کے ظلم پر صبر کرو گے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرو گے۔ اگر مددگار مل جائیں تو قران اور تفسیر پر لوگوں سے جہاد کرنا۔

جس طرح قران اترنے کے موقع پر ان سے جہاد کیا تھا۔ تم اس اُمت کے ناکثین، قاسطین اور مارقین سے جہاد کرو گے۔ تم شہید کئے جاوگے۔ تمہاری داڑھی تمہارے سر کے خون سے حضاب کی جائے گی۔ تمہارا قاتل اللہ کی دوری اور ناراضگی میں اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والے (وہ ملعون جس نے حضرت صالح علیہ السلام کے زمانہ میں ناقہ اللہ کی ٹانگیں کاٹیں تھیں تو پھر اللہ کا عذاب آگیا تھا)، یحیٰ بن زکریہ علیہ السلام کے قاتلم، اور فرعون ذوالاتار کے برابر ہوگا۔

تہتر فرقوں کا بیان:

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے، کہ یہ اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ اور ان میں سے بہتر فرقے جہنم میں داخل ہونگے۔ ان تہتر فرقوں میں سے تیرہ فرقے ہم اہلبیتؑ کی محبت کے دعویٰ دار ہونگے۔ جن میں سے ایک بہشت میں داخل ہوگا اور بارہ دوزخ میں داخل ہونگے۔ وہ فرقہ جو نجات پانے والا، ہدایت یافتہ، ایمان لانے والا، اسلام اور حق پر قائم رہنے والا وہ ہے جو میرا حکم ماننے والا، میری اماُمت کو تسلیمؐ کرنے والا، میرے دشمن سے بیزاری ظاہر کرنے والا مجھے دوست رکھنے والا اور میرے دشمن سے ناراض ہونے والا ہوگا۔

یہ وہ فرقہ ہے جس نے میرے حق اور میری اماُمت کو پہچان لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کے ذریعے میری اطاعت فرض جان لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ہمارے حق کی معرفت کا نور اس کے دل میں روشن کیا ہے پھر اس میں نہ شبہ کیا ہے اور نہ شک۔ حق کے نور کی معرفت کی وجہ سے اس کو صاحب بصیرت بنایا۔ اس کو الہام کیا۔ اس فرقہ کے افراد کی پیشانیوں کو پکڑ کر ہمارے شیعوں میں داخل کیا۔ ان کے دل مطمئن ہوگئے وہ یقین میں پختہ ہوگئے پھر ان کو شک چھو نہیں سکے گا۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

بے شک میں اور میرے قیامت تک ہونے والے اوصیا، ہدایت یافتہ ہیں اور ہدایت کرنے والے ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب کی آیات میں اپنے ساتھ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ فرمایا ہے۔ (ارشاد رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاک و معصوم بنایا۔ ہمیں اپنی مخلوق میں زمین پر گواہ۔ اپنی حجت، اپنے علم کا خازن، اپنی حکمت کا منبع اور اپنی وحی کا ترجمان بنایا۔ ہمیں قران کے ساتھ اور قران کو ہمارے ساتھ گردانا۔ نہ ہم قران کو چھوڑیں گے اور نہ قران ہمیں چھوڑے گا۔ جیسا کہ ارشاد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے کہ ہم دونوں حوض کوثر پر وارد ہونگے۔ تہتر فرقوں میں ایک نجات پانے والا، تمام فتنوں گمراہیوں اور شبہات سے بری ہے۔

یہ لوگ یقیناً جنتی ہیں۔ ان میں سے ستر ہزار ہیں۔ جو بلا حساب بہشت میں داخل ہونگے۔ باقی تمام فرقے گمراہی پر چل رہے ہونگے۔ وہ شیطان کے دین کے مددگار ہیں۔ یہ طریقہ انہوں نے شیطان اور اس کے دوستوں سے سیکھا ہے۔ یہ لوگ اللہ، رسولؐ اللہ اور مومنین کے دشمن ہیں۔ یہ بلا حساب دوزخ میں جائیں گے۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے دور ہیں۔ انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک و کفر کیا ہے۔ اور انہوں نے غیر اللہ کی عبادت کی ہے۔ ان کا یہ گمان ہے کہ وہ نیکی پر گامزن ہیں۔ جیسا کہ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں۔ قیامت کے دن قسم کھا کر کہیں گے اللہ کی قسم، اے ہمارے رب ہم مشرک نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے قسمیں کھائیں گے۔ یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ کسی حقیقت پر قائم ہیں۔ خبردار وہ جھوٹے ہیں۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام سے سوال کیا گیا کہ جو شخص توقف میں رہا ہو۔ آپ کے بارے میں، اس کے بارے میں کیا حکم ہے جس نے نہ آپ کی نافرمانی کی ہو اور نہ آپ کی فرمانبرداری۔ نہ آپ سے دشمنی کی ہو اور نہ آپ کو تکلیف دی ہو۔ آپ سے محبت نہ کی ہو اور نہ ہی آپ کے دشمنوں سے بیزاری کی ہو؟ امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ ایسا آدمی بھی ہے۔ اگر واقعی ہے تو وہ ان تہتر فرقوں سے الگ ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تہتر فرقوں سے مراد باغی اور ناجی (نجات پانے والا) دونوں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو شہرت دی اور لوگوں کو اپنے دین کی طرف دعوت دی۔ ان میں صرف ایک فرقہ اللہ تعالیٰ کے دین کا پیروکار ہے باقی بہتر فرقے شیطان کے دین کے پیرو ہیں۔ شیطان ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو ان بہتر فرقوں میں شامل ہیں۔ شیطان اس شخص کی مخالفت کرتا ہے جو ان بہتر فرقوں کی مخالفت کرتا ہے۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو واحد جانا، رسولؐ اللہ پر ایمان لایا۔ اس کو ہماری ولایت کی خبر نہ تھی۔ ہمارے دشمنوں کی گمراہی سے بے خبر تھا۔ کوئی نیا مذہب ایجاد نہیں کیا۔ نہ کسی چیز کو حلال اور حرام کیا۔ اس بات پر عمل کیا جو متنازعہ نہ تھی۔

تدوین: سید قمر علیؒ عباسؒ بخاری

جو بات اس کی عقل کی بالاتر تھی اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا ایسے لوگ نجات پانے والے ہیں۔ یہ لوگ مومنین اور مشرکین کے درمیان قسم کے ہیں۔ یہ لوگ عام لوگوں سے بڑے اور بزرگ ہیں۔ یہ لوگ صاحب موازین اور اعراف ہیں۔

دوزخی وہ لوگ ہیں جن کی بعد میں سفارش انبیا، فرشتے اور مومنین کریں گے۔ مومنین نجات پائیں گے اور بلاحساب جنت میں داخل ہونگے۔ حساب کا تعلق ان سے ہوگا جو مومن اور مشرک کے درمیان راہ اختیار کریں گے۔ مولفہ القلوب اور متفرقہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے نیک عمل اور برے عمل کو غلط ملط کر دیا ہے۔ مستفیض وہ لوگ ہیں جو حیلہ اور بہانہ کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔ نہ ہی سیدھے رستے پر چلے تھے۔ کفر اور شرک کی صفات کی طاقت ان میں موجود نہ ہوگی۔ یہ لوگ یہ بھی نہیں چاہتے کہ کسی کو اپنا پیشوا بنائیں اور نہ سیدھے راستے کی طرف ہدایت چاہتے ہیں تاکہ مومن عارف بن جائیں یہ لوگ اعراف میں رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر ہونگے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کارفرما ہوگی۔ اگر ان میں سے کسی کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا تو اس کے گناہوں کی وجہ سے اور اگر کسی کو معاف کر دیا تو اپنی رحمت کی وجہ سے معاف کر دیا۔ سلیمؓ بن قیس ہلالی نے امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا مولا، مومن عارف حق کی طرف بلانے والا بھی دوزخ میں داخل ہوگا، فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا کیا وہ شخص بھی جنت میں داخل ہوگا جو اپنے امامؑ کو نہ پہچانتا ہو۔ فرمایا نہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایسا ہو سکتا ہے۔ دوزخ میں کافر کے سوا کوئی نہ جائے گا مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ وہ مومن جو گناہ کبیرہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا وہ اللہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ اگر چاہے تو اپنی رحمت کی وجہ سے اس معاف کردے و گرنہ عذاب دے۔ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں بھی داخل کیا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ یہ ان مومنین میں سے نہیں ہے جن کے بارے میں اللہ رب العزت نے قران کریم میں فرمایا ہے، کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نیک اعمال بجالاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے ایمان کو کفر کے ساتھ ملوث نہیں کیا۔

ایمان اور اسلام کیا ہے:

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ ایمان اور اسلام کی تعریف کیا ہے؟ ایمان اقرار معرفت کے ساتھ کا نام ہے۔ اسلام محض اقرار کا نام ہے۔ اور تسلیمؑ اوصیا کا ماننا اور ان کی اطاعت کا نام ہے۔ اسلام وہ ہے کہ جس کا تم نے اقرار کیا۔ اور ایمان معرفت کے بعد اقرار کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو اپنی ذات اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور امامؑ کی پہچان کرادی پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اقرار کیا وہ مومن ہے۔ معرفت اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا اور حجت ہے۔ اقرار کرنا اللہ کی طرف سے ہے۔ بندہ کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ جس پر چاہتا ہے کرتا ہے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

معرفت اللہ کی ایجاد کا نام ہے جو دل میں پیدا کرتا ہے۔ اور اقرار بندہ کا فعل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عصمت اور رحمت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس شخص کو عارف نہیں بناتا اس پر کوئی بازپرس نہیں کرتا۔

اس پر واجب ہے کہ جس چیز کو وہ نہیں جانتا اس سے باز رہے۔ اور توقف کرے، اللہ تعالیٰ اس کی جہالت کی وجہ سے اس کو عذاب نہیں دے گا۔ اطاعت کرنے پر اس کی مدح کرے گا۔ گناہ کرنے پر اس کو عذاب دے گا۔ اس شخص میں قدرت ہے کہ وہ اطاعت کرے اور اس میں یہ طاقت ہے کہ وہ گناہ کرے۔ اس شخص میں یہ استطاعت نہیں ہے کہ معرفت حاصل کرے۔ اس میں یہ قدرت ضرور ہے کہ جاہل رہے یہ امر مشکل ہے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر اور علم و کتاب کی وجہ سے بغیر کسی مجبوری کے حاصل ہوتی ہے۔ یہ چیز کسی مجبوری کے سوا اللہ تعالیٰ کی مدد اور علم و کتاب کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر لوگ مجبور کئے گئے ہوتے تو وہ ضرور وہ مجبور ہوتے اور ان کی تعریف نہ ہوتی۔ جو شخص بے علم ہو اس چاہیے کہ جو بات مشکل ہو جائے اسے ہماری طرف لوٹا دے۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تعریف کی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اللہ سے مغفرت طلب کی، اطاعت گزار لوگوں کو دوست رکھا اور ان کی تعریف کی، نافرمان لوگوں سے نفرت کی اور ان کو برا تصور کیا۔ یہ بات نجات دلانے کے لئے کافی ہوگی۔ جب اس نے اس بات کی حقیقت کو ہماری طرف لوٹا دیا۔

ایمان کیا ہے؟

سلیمؑ بن قیس ہلالی روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب جبرائیل علیہ السلام، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس انسانی شکل میں حاضر ہوئے اور سوال کیا کہ اسلام کیا چیز ہے؟ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، خانہ کعبہ کا حج ادا کرنا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا، جنابت کے بعد غسل کرنا۔ پھر اس شخص نے سوال کیا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ تو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں، موت کے بعد زندگی، اللہ کی تقدیر، اس کی بھلائی، مضر میٹھی اور کڑوی بات پر ایمان لاو۔ جب وہ آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ نے سچ کہا۔ یہ بتایے کہ قیامت کب آئے گی؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ سوال کرنے والے سے مسئول زیادہ نہیں جانتا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سچ فرمایا۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، خبر دار ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔ **یقین، صبر، عدل اور جہاد**۔ یقین چار شاخوں پر قائم ہے۔ شوق، شفق، زہد اور ترقب۔ جو شخص جنت کا مشتاق ہوتا ہے وہ خواہشات سے دور ہو جاتا ہے۔ جو آگ سے ڈرتا ہے وہ حرام چیزوں سے بچتا ہے۔ جو دنیا سے کم لگاور کھتا ہے اس کی مصیبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ جو موت کا انتظار کرتا ہے وہ نیکیاں کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ صبر چار چیزوں پر متضرع ہے۔ دلیل سے بصیرت حاصل کرنا، عقل کی حقیقت معلوم کرنا، دانائی کی تشریح کرنا، مقام عبرت سے نصیحت حاصل کرنا، گزشتہ لوگوں کے طریقے پر چلنا صبر کی شاخ ہے۔ جس نے دانائی میں بصیرت حاصل کی اس نے حجت کو ظاہر کیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ اس نے حکمت کو ظاہر کیا۔ جس نے حکمت کو ظاہر کیا اس نے عبرت کی معرفت حاصل کی، جس نے عبرت کو پہچانا اس نے حکمت کی تشریح کی۔ جس نے حکمت کی تشریح کی اس نے عبرت کو ظاہر کیا۔ جس نے عبرت کو ظاہر کیا گویا وہ اولین میں سے تھا۔ عدل کی چار شاخیں ہیں۔ فہم کی گہرائی، علم کی بے پایاں وسعت، دانائی کی کلی اور حلم کا ثمرہ، جو شخص سمجھا اور اس کی تفسیر کی اس نے علم کو خوبصورت کیا اور جس نے علم حاصل کیا اس نے حکمت کے طریقوں کی معرفت حاصل کی۔ جس نے صبر کیا اور اپنے کام میں زیادتی نہ کی اس نے لوگوں میں اچھی زندگی بسر کی۔ جہاد کے چار حصے ہیں۔ نیکی کا حکم دینا۔ بری بات سے منع کرنا، ہر کام میں سچائی سے کام لینا۔ وصدق فی المواطن۔ اللہ کی راہ میں ناراض ہونا۔ بد عمل لوگوں سے دشمنی رکھنا۔ جس نے نیکی کا حکم دیا اس نے مومن کی پشت کو مضبوط کیا۔ جس نے بری بات سے منع کیا اس نے فاسق کی ناک کو خاک آلود کیا۔ جس نے صداقت کا دامن نہ چھوڑا اس نے اپنی ذمہ داری کا پورا پورا ثبوت دیا۔ جس نے بد عمل لوگوں سے دشمنی رکھی اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ناراض ہوا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کی خاطر ناراض ہوا۔ یہ ہے ایمان اور یہ اس کے ستون اور شاخیں۔

اس شخص نے امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام سے سوال کیا کہ وہ کون سی چھوٹی سے چھوٹی چیز ہے جس سے انسان کافر یا مومن ہو جاتا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے جواب دیا، وہ چھوٹی چیز جس سے انسان مومن ہو جاتا ہے وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان میں اپنی ذات کی معرفت پیدا کر لے۔ اور وہ انسان، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور وحدانیت کا اقرار کر لے۔ اپنے نبیؐ کی معرفت اس کے اندر داخل کرے، وہ نبیؐ کی نبوت کا اقرار کرے، اللہ تعالیٰ اپنی حجت (امام) اور خلائق پر اپنے گواہ (امام) کی اس کو پہچان کرائے۔ اور وہ اس کی اطاعت کا اقرار کرے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

اس شخص نے کہا، اے امیر المومنینؑ جن باتوں کا آپؑ نے ذکر فرمایا ہے ان کے علاوہ اور باتوں سے لاعلم ہو تب بھی وہ مومن ہو سکتا ہے؟ امیر المومنینؑ نے فرمایا، ہاں، جب اس کو حکم دیا گیا ہو۔ اس نے اطاعت کی ہو اور جب اس کو منع کیا گیا ہو وہ باز رہا ہو۔

وہ مختصر سی چیز جس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کسی چیز کو بطور مذہب اختیار کرے اور یہی تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔ اور اس سے منع نہیں کیا۔ پھر اپنی چیز کو ایک مستقل مذھب بنا لے۔ اس طریقہ پر چلنے والوں سے محبت کرے اور ان سے بیزاری کا اظہار نہ کرے۔ اور دل میں یہی خیال کرے کہ وہ اس چیز کی عبادت کرتا ہے۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا ہے۔ وہ چیز جس سے آدمی گمراہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حجت اور مخلوق پر اس کے گواہ کو نہ پہچانے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اس کی ولایت کو فرض کیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قران میں فرمایا ہے، "اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسولؐ کی اور صاحبان امر (امام) کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہیں۔" یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے آخری خطبے میں ارشاد کیا تھا، میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر دونوں کا دامن پکڑے رہوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب قران ہے اور دوسرے میرے اہلبیتؑ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس کوثر پر وارد نہ ہوں گے۔ یہ دونوں میری ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔ آپؐ نے شہادت کی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ دونوں ساتھ ہیں۔ ان دونوں کا دامن پکڑو تا کہ گمراہ نہ ہو جاو۔ ان سے آگے نہ بڑھو ورنہ ہلاک ہو جاوگے۔ نہ ان سے کنارہ کش ہو جاو ورنہ بکھر جاوگے ان کو مت سکھاو وہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔

یہ وہ شخص ہے جس کو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غدیر خم کے روز اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ اور تمام حاضرین کو آگاہ کیا تھا کہ وہ (علیؑ) ان سب کو جانوں سے افضل ہیں۔ رسولؐ اللہ نے حکم دیا تھا ہر موجود آدمی نہ حاضر ہونے والے کو جا کر یہ بات بتا دے۔ میں علیؑ ان میں سے پہلا آدمی ہوں۔ اور ان سے افضل ہوں۔ پھر میرا بیٹا حسنؑ مومنین سے ان کی جان سے افضل ہے۔ پھر میرا بیٹا حسینؑ مومنین کی جان سے افضل ہے۔ پھر رسولؐ اللہ کے اوصیا افضل ہیں جو پے در پے رسولؐ اللہ کے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔" وہ آدمی کھڑا ہو گیا اور آگے بڑھ کر امیر المومنینؑ علیہ الصلوۃ والسلام کے سر کا بوسہ لیا اور بولا اے امیر المومنینؑ آپؑ نے پوری وضاحت کر دی ہے۔ آپؑ نے میرے دل کی بے چینی کو دور کر دیا ہے جو چیز کھٹک رہی تھی اس کو زائل کر دیا ہے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؔ بخاری

اسلام کیا ہے:

سلیمؓ بن قیس ہلالی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص، امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اسلام کے بارے میں سوال کیا۔ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اسلام کو واضع طور پر آشکار فرمایا ہے۔ اس کی راہیں اس کے لئے آسان کر دیں ہیں۔ جو اس پر چلنا چاہے۔ اسلام کے ستونوں کو مضبوط کر دیا ہے اگر کوئی اس سے جنگ کرنے لگے۔ جو اس سے محبت کرے، اس کے لئے اس کو عزت قرار دیا۔ جو اس میں داخل ہو جائے، اس کے لئے صلح کا نشان ہے۔ اسلام اس کا پیشوا ہے جو اس کی پیروی کرے، اس کے لئے زیب جو اس کا لباس پہنے۔ اس کو فصیل بنایا اس کے لئے جو اس میں پناہ لے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو رسی بنایا اگر کوئی اسے پکڑنا چاہے۔ اسلام کو دلیل بنایا اس کے لئے جو اس کی تعلیم لینا چاہے۔ اس کے لئے نور بنایا جس نے اس سے روشنی حاصل کی۔ جو اسلام سے لڑائی کرے تو اس کے لئے اسے گواہ بنایا۔ اسلام کی تقسیم برابر ہے جو اس سے حکم لے۔ جو یاد کرنا چاہے اسلام اس کے لئے علم ہے۔ جو اسلام کو روایت کرنا چاہے اس کے لئے حدیث ہے۔ جو اسلام کے ذریعے فیصلہ کرنا چاہے اس کے لئے منصف ہے۔ جو اسلام کا تجربہ کرنا چاہے اس کے لئے صبر ہے۔ جو اسلام میں غور کرنا چاہے اس کے لئے باعث شفاعت ہے۔ جو اسلام سے دانائی حاصل کرنا چاہے اس کے لئے یہ فہم ہے اور یقین ہے۔ جو عزم صمیم کا مالک ہو اسلام اس کے لئے بصیرت ہے۔ جو تلاش کرنا چاہے اسلام اس کے لئے نشانی ہے۔

جو نصیحت کو قبول کرنے والا ہو اسلام اس کے لئے عبرت کی نشانیاں دیکھاتا ہے۔ جو تصدیق کرنے والا ہو اسلام اس کے لئے نجات ہے۔ جو اپنی اصلاح کرنے والا ہو اسلام اس کے لئے مودت ہے۔ جو بزرگی اختیار کرنے والا ہو اسلام اس کے لئے باعث مرتبہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے والا ہو اسلام اس کے لئے اطمینان ہے۔ جو اپنا کام اس کے سپرد کردے اسلام اس کے لئے امید ہے۔ جو نیکی کرنے والا ہو اسلام اس کے لئے سبقت ہے۔ جو اس کی طرف دوڑے اسلام اس کے لئے نیکی ہے۔ جو صبر کا حامل ہو اسلام اس کے لئے ڈھال ہے۔ جو پرھیزگار ہو اسلام اس کے لئے لباس ہے۔ جو ہدایت یافتہ ہو اسلام اس کے لئے مددگار ہے۔ جو ایمان لایا ہو اسلام اس کے لئے پناہ ہے۔ سچے لوگوں کے لئے اسلام راحت و آرام ہے۔

پرھیزگاروں کے لئے نصیحت ہے۔ کامیاب لوگوں کے لئے نجات ہے۔ اسلام حق ہے اس کا راستہ ہدایت ہے۔ اس کی صفت نیکی ہے اور اس کی نیکی بزرگی ہے۔ اسلام، راستوں میں سب سے روشن راستہ ہے، اس کا ہیں مارہ روشن ہے۔ اس کا چراغ دور تک روشنی پھیلاتا ہے۔ اس کا انجام بلند ہے۔ میدان دوڑ میں سب سے آگے ہے۔ آگے بڑھنے والے گھوڑوں کا جمع کرنے والا

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

ہے۔اس کے گھوڑے ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔اسلام دردناک بدلہ لینے والا ہے۔اس کا وعدہ لوگوں سے عالم ارواح میں پہلے ہی لے لیا گیا ہے۔اس کے گھوڑے اچھی نسل کے ہیں۔ایمان اس کا راستہ ہے۔نیکیاں اس کا ہیں‌ارہ ہیں۔علم و دانش اس کے چراغ ہیں۔موت اس کا انجام ہے۔دنیا اس کی جولان گاہ ہے۔قیامت اس کی دوڑ کا میدان ہے۔ جنت اس کی آخری منزل ہے۔جہنم اس کا عذاب ہے۔تقویٰ جس کا وعدہ ہے۔نیکیاں کرنے والے جس کے شہ سوار ہیں۔ ایماں کے ذریعے اعمال صالحہ پر راہنمائی پاتا ہے۔اعمال صالحہ کے ذریعے علم و دانش کی تعمیر ہوتی ہے۔علم و دانش سے موت کا خوف ہوتا ہے۔موت کے ذریعے دنیا ختم ہوتی ہے۔دنیا کے ذریعے قیامت طے ہوتی ہے۔قیامت کے ذریعے بہشت نزدیک ہوگی۔دوزخیوں کے لئے حسرت ہے۔دوزخ پرھیزگاروں کے لئے نصیحت ہے۔پرھیزگاری ایمان کی جڑ ہے۔یہ اسلام ہے۔

بناوٹی حدیث کے بارے میں:

سلیمؓ بن قیس ہلالی روایت کرتے ہیں، میں نے امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی، یا امیر المومنینؑ میں نے سلمانؓ، مقدادؓ اور ابوذرؓ سے تفسیر قران اور رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث سے متعلق چند چیزیں سنی ہیں۔پھر آپؑ سے میں ان سنی ہوئی چیزوں کی تصدیق حاصل کی ہے۔میں نے لوگوں کے ہاں تفسیر قران اور احادیث رسولؐ کے بارے بہت سی چیزیں دیکھی ہیں۔وہ ان سے تضاد رکھتی ہیں جو آپؑ سے سنی ہیں۔آپؑ فرماتے ہیں کہ وہ سب باطل اور جھوٹ ہیں۔ کیا وہ لوگ جان بوجھ کر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جھوٹ باندھتے ہیں؟ کیا وہ اپنی مرضی کی قران کی تفسیر کرتے ہیں؟

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے متوجہ ہو کر فرمایا، اے سلیمؓ تم نے سوال کیا ہے اب اس جواب کو سمجھ لو۔بیشک لوگوں کے درمیان حق، باطل، صدق، کذب، ناسخ، منسوخ، خاص، عام، محکم، متشابہ، حفظ اور وہم موجود ہے۔رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ان کی زندگی میں بھی جھوٹ باندھا گیا تھا۔حتیٰ کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا تھا۔اے لوگو! مجھ پر کثرت سے جھوٹ باندھا گیا ہے۔پس جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ سے نسبت دی ہے۔اسے چاہیے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔پھر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتقال کے بعد آپؐ کی طرف جھوٹ منسوب کیا گیا (بناوٹی احادیث گھڑی گئیں)۔حدیث بیان کرنے والے چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ان میں پانچویں قسم نہیں۔پہلا منافق ہے، جو اپنے آپ کو ایمان والا ظاہر کرتا ہے۔لیکن اس کا اسلام بناوٹی ہے۔وہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر دیدہ ودانستہ طور پر جھوٹ باندھنا گناہ نہیں سمجھتا۔اور نہ وہ اس بات سے باز رہے گا۔اگر مسلمانوں کو یہ پتہ ہوتا کہ وہ منافق ہے، بڑا جھوٹا ہے تو وہ اس کی بات

کو قبول نہ کرتے۔ لیکن لوگوں نے یہی خیال کیا کہ یہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا صحابی ہے۔آپؐ سے حدیث کو سنا ہے، جھوٹ نہیں بولتا اور نہ ہی رسولؐ اللہ پر بہتان باندھتا ہے۔ حالانکہ منافقین کے بارے میں قران کریم میں پوری تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

سورہ منافقون، آیت 4

واذا رایتہم تعجبک اجسامہم وان یقولوا تسمع لقولہم کانہم خشب مسندۃ یحسبون کل صیحۃ علیہم ہم العدو فاحذرہم قاتلہم اللہ انی یوفکون O

جب تو انہیں دیکھے تو ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں، اور اگر وہ باتیں کریں تو ان کی گفتگو تو غور سے سنے وہ لوگ گویا دیوار کے سہارے کھڑی کی ہوئی لکڑیاں ہیں، وہ ہر اونچی اواز کو اپنے اوپر سمجھتے ہیں، وہی دشمن ہیں سو ان سے بچتے رہو، اللہ انہیں غارت کرے وہ کہاں بہکے پھرتے ہیں o

رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد بھی منافقین باقی رہے تھے۔ جھوٹ، کذب اور بہتان کے ذریعے آئمہ ضلال اور جہنم کی طرف دعوت دینے والوں کا تقرب حاصل کیا۔آئمہ ضلال کے اعمال کی (جھوٹی احادیث کے ذریعے) تصدیق کی۔ اور ان (احادیث) کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کیا۔ ان سے مل کر مال دنیا کھاتے رہے۔ یہ حقیقت ہے کہ لوگ، بادشاہوں اور دنیا کا ساتھ دیتے ہیں۔ مگر وہ شخص ان سے الگ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ یہ ان چار میں سے پہلی قِسم ہے۔

دوسرا وہ شخص، جس نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا لیکن اس کو پوری طرح یاد نہ رکھ سکا۔ وہ اس حدیث کو یاد کرنے میں وہم کا شکار ہو گیا۔ اس کو اس بات کے جھوٹ ہونے کا یقین نہ ہوا۔ اب وہ حدیث اس کے پاس موجود ہے اور وہ اس کو روایت کرتا رہتا ہے۔ اور اس پر عمل کرتا ہے۔ اور لوگوں سے کہتا ہے کہ میں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے۔ اگر مسلمانوں کو علم ہوتا کہ وہ شخص محض شک اور گمان کی وجہ سے ایسا کر رہا ہے تو وہ اس کی حدیث کو قبول نہ کرتے۔ اگر خود اس کو علم ہوتا کہ وہ حدیث محض گمان ہی گمان ہے۔ تو ضرور اس حدیث کو ترک کر دیتا۔

تیسرا وہ شخص ہے جس نے کسی چیز کے متعلق پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حکم تو سنا ہے۔ لیکن بعد میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے متعلق منع کر دیا ہے۔ اس شخص کو حکم کے متعلق تو علم ہے لیکن منع کرنے کے متعلق کوئی خبر نہیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کسی چیز کی ممانعت کے متعلق علم ہے لیکن رسولؐ اللہ نے بعد میں اس چیز کے ترک کے

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

متعلق حکم دے دیا ہے۔ نہ اسے منسوخ کا علم ہے اور نہ ناسخ کا۔ اگر اسے پتہ ہوتا کہ یہ حدیث منسوخ ہے تو ضرور اس کو چھوڑ دیتا۔ اگر مسلمانوں کو پتہ ہوتا کہ یہ حدیث منسوخ ہے تو ضرور اس کو ترک کر دیتے۔

چوتھا وہ شخص ہے، جو جھوٹ سے نفرت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم کی خاطر اللہ تعالیٰ اور رسولؐ اللہ پر جھوٹ نہیں باندھتا۔ نہ وہ گمان میں مبتلا ہوا بلکہ حدیث کو جیسے سنا ویسے ہی یاد رکھا۔ حدیث کو ویسے ہی بیان کیا جیسے رسولؐ اللہ سے سنا تھا۔ نہ اس میں زیادتی کی نہ کمی۔ منسوخ حدیث کو چھوڑ کر ناسخ کو یاد رکھا۔ ناسخ پر عمل کیا اور منسوخ کو ترک کر دیا۔ یہ حقیقت ہے کہ رسولؐ اللہ کا حکم اور منع بھی قران کریم کی مانند ہے۔ اس قران میں بھی ناسخ، منسوخ، عام، محکم اور متشابہ موجود ہے۔ رسولؐ اللہ کا کلام بھی قران کریم کی طرح دو طرح کا ہوتا ہے۔ خاص کلام اور عام کلام . قران کی آیت کو سنا لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو کہ رسولؐ اللہ کا اس سے مقصد کیا ہے؟ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہر صحابی ایسا نہ تھا کہ جو رسولؐ اللہ سے پوچھتا تھا تو اس کو سمجھتا بھی تھا۔

ان اصحاب میں ایسے بھی تھے تو رسولؐ اللہ سے پوچھتے تو تھے لیکن سمجھ نہیں پاتے تھے۔ میں علیؑ ہر روز اور ہر رات تخلیہ کے مقام پر پوشیدہ باتیں کرنے کی خاطر رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے تخلیہ کی جگہ بیٹھاتے، جہاں آپؐ تشریف لے جاتے میں آپؐ کے ساتھ جاتا۔ اصحاب رسولؐ کو علم ہے کہ رسولؐ اللہ میرے علاوہ کسی سے تخلیہ میں بات نہیں کرتے تھے۔ کبھی یہ انتظام میرے گھر ہوتا۔ اور جب میں آپؐ کے گھر حاضر ہوتا تو آپؐ میرے ساتھ علیحدہ بات چیت کرتے تھے۔ اپنی روجہ محترمات کو الگ کر دیتے۔ میرے اور رسولؐ اللہ کے علاوہ اس مقام پر کوئی اور موجود نہ ہوتا تھا۔ جب علیحدہ بیان کرنے کے لئے آپؐ میرے گھر تشریف لاتے تو ہمارے پاس فاطمہؑ اور ہمارے بچوں حسنؑ و حسینؑ کو وہاں سے نہیں اٹھایا جاتا تھا۔ جب رسولؐ اللہ سے میں سوال کرتا تو آپؐ جواب دیتے جب میں چپ ہو جاتا یا میرے سوال ختم ہو جاتے۔ آپؐ خود میرے ساتھ بات چیت شروع کر دیتے۔

قران کریم کی ایک ایک آیت جو نازل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو پڑھا دی۔ اور بیان کر کرنے کے بعد لکھوا بھی دی۔ میں نے ایک ایک آیت کو اپنے ہاتھوں سے لکھا ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے کہ وہ مجھ علیؑ کو ان آیات کے سمجھنے اور یاد رکھنے کی قوت عطا کرے۔ اور میں نے یاد کرنے کے بعد کسی بھی آیت قران کو نہیں بھولا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے ان آیات کی تفسیر کی تعلیم دی۔ میں نے اس کو بھی یاد کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

تدوین: سید قمر علیؓ عباسؓ بخاری

مجھے لکھوایا اور میں نے اس کو لکھ لیا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حلال و حرام، امر و نہی اور اطاعت و معصیت، گزشتہ واقعات یا قیامت تک ہونے والے واقعات، جن کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دی تھی ان سب کی تعلیم مجھے دے دی۔ میں نے ان سب کو یاد کر لیا۔ ان میں سے ایک حرف بھی نہیں بھولا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ میرے سینے کو علم و فہم، فقہ، حکمت اور نور سے بھر دے۔ مجھے ایسی تعلیم دے جس کے بعد میں ناواقف نہ رہوں۔ مجھے ایسا حافظہ دے کہ میں نہ بھولوں۔ ایک مرتبہ میں نے رسولؐ اللہ سے پوچھا، یا رسولؐ اللہ، جس دن سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے بارے میں دعا کی ہے میں کچھ نہیں بھولا پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ سب لکھواتے کیوں ہیں کیا مجھ سے نسیان کا خوف ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا، اے میرے بھائی، مجھے تم سے نسیان اور جہل کا خوف نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آگاہ کر دیا ہے کہ اس نے تمہارے حق میں اور تمہارے ساتھیوں (آئمہ الطاہرین) کے حق میں جو تمہارے بعد ہوں گے۔ میری دعا کو قبول کر لیا ہے۔

اوصیا رسولؐ:

سلیمؑ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ، امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے، میں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسولؐ اللہ میرے ساتھی کون لوگ ہیں؟ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا، یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں قران کریم میں ارشاد ہوا ہے، اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسولؐ کی اور تم میں جو صاحبان امر (امامؑ) ہوں ان کی۔" یہ وہ لوگ ہیں جو میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ وہ تمام کے تمام ہدایت کرنے والے اور خود ہدایت یافتہ ہیں۔ ان کو مکر کرنے والے کا مکر اور ساتھ چھوڑنے والے کا ساتھ چھوڑنا کوئی نقصان نہ دے گا۔ وہ قران کے ساتھ ہیں، قران ان کے ساتھ ہے۔ نہ وہ قران کو چھوڑیں گے اور نہ قران ان کو چھوڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے میری اُمت کی مدد کرے گا۔ میری اُمت کے لوگ ان کے ذریعے باران رحمت حاصل کریں گے۔ ان کی دعا قبول ہونے کی وجہ سے میری اُمت کی مصیبت دور ہو گی۔

میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ مجھے ان کے نام بتایئے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ان میں ایک یہ میرا بیٹا ہے۔ آپؐ نے حسنؑ کے سر پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا۔ پھر فرمایا کہ پھر یہ میرا بیٹا ہے آپ نے حسینؑ کے سر پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا۔ پھر میرے اس بیٹے کا بیٹا (زین العابدینؑ) ہوگا۔ پھر اس کے بیٹے کا بیٹا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر (محمد باقرؑ) ہوگا۔ وہ میرے علم کا باقر (میرے علم کا چشمہ اس سے پھوٹے گا) ہوگا۔ وہ اللہ کی وحی کا خازن ہوگا۔ عنقریب علیؑ (زین العابدینؑ) تمہاری زندگی میں پیدا ہونگے۔ اے میرے بھائی ان سے میرا اسلام کہہ دینا۔ پھر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حسینؑ کی طرف متوجہ

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

ہوئے۔ عنقریب تمہارے زمانہ میں محمد (باقر) بن علیؑ (زین العابدینؑ) پیدا ہونگے ان سے میرا اسلام کہہ دینا۔ پھر اے میرے بھائی تمہارے بیٹے کی اولاد سے بارہ آئمہ کی تعداد پوری ہو گی۔ میں نے عرض کی، یا رسولؐ اللہ مجھے ان کے نام بتائیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے ایک ایک کا نام بتایا۔ پھر فرمایا کہ انہیں میں سے میری اُمت کا مہدی علیہ الصلوۃ و السلام پیدا ہو گا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اس سے پہلے وہ ظلم و جور سے پُر ہو گی۔ اللہ کی قسم میں ان تمام لوگوں کے نام جانتا ہوں جو رکن اور مقام کے درمیان اس کی بیعت کریں گے۔ میں ان تمام کے نام اور ان کے قبائل بھی جانتا ہوں۔

سلیمؓ بن قیس ہلالی کا بیان ہے کہ میں جناب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کی شہادت کے بعد جناب حسن علیہ الصلوۃ والسلام اور جناب حسین علیہ الصلوۃ والسلام کے خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حدیث جناب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کی روایت سے ان کی خدمت میں پیش کی۔ دونوں نے فرمایا۔ اے سلیمؓ تم نے سچ کہا، ہمارے والد بزرگوار نے تم یہ سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ ہم دونوں بیٹھے ہوئے تھے اور ہم نے ایسا ہی رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یاد کیا ہوا ہے۔ جیسا کہ ہمارے باپ نے تم سے بیان کیا ہے۔ یہ پوری حدیث ہے نہ اس میں زیادتی کی ہے اور نہ کمی کی ہے۔ سلیمؓ بن قیس ہلالی بیان کرتے ہیں کہ بعد میں جناب علیؑ زین العابدین علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے پاس آپ کے فرزند جناب محمد باقر علیہ الصلوۃ والسلام بھی موجود تھے میں نے آپ کے والد اور چچا اور جناب امیر علیہ السلام سے سنا تھا وہ ان کو بیان کیا۔

جناب علیؑ زین العابدین علیہ السلام بن امام حسین علیہ السلام نے فرمایا، مجھے امیر علیہ السلام نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سلام اس وقت پہنچا دیا تھا جب میں لڑکا تھا۔ اور ان کے صاحبزادے جناب محمد باقر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، مجھے میرے داد حسینؑ علیہ الصلوۃ والسلام نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا پیغام پہنچایا تھا۔ اور ابانؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ حدیث سلیمؓ کی روایت سے جناب علیؑ زین العابدین علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں پیش کی تو انہوں نے کہا سچ ہے۔ صحابی رسولؐ جابر بن عبداللہ انصاریؓ میرے بیٹے محمد باقر علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس آئے تھے جو ابھی کمسن تھے۔ جابرؓ نے آپؑ کا بوسہ لیا اور رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سلام پہنچایا۔ ابانؓ روایت کرتے ہیں کہ فریضہ حج کے بعد میں ابو جعفر محمد بن علیؑ علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں یہ حدیث ایک لفظ چھوڑے بغیر آپؑ کی خدمت میں بیان کی۔ آپؑ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، اور فرمایا، سلیمؓ نے سچ کہا، میرے داداؑ کی شہادت کے بعد جابرؓ بن عبداللہ انصاری میرے پاس آئے تھے۔ میں اپنے والد ماجد کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ میرے والد نے سلیمؓ سے کہا تھا تم نے سچ کہا۔ میرے والدؑ نے یہ حدیث جناب امیر المومنینؑ کے حوالے سے تم سے

بیان کی ہے اور ہم موجود تھے۔ پھر دونوں امام علیؑ زین العابدین علیہ الصلوۃ والسلام اور امام محمد باقر علیہ الصلوۃ والسلام نے سلیمؓ سے وہ حدیث بیان کی۔

قریش کے بارے میں

ابانؓ نے سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت کی ہے مجھے جناب محمد باقر علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ "ہم نے کس قدر قریش کے مظالم برداشت کئے ہیں۔ ان لوگوں نے ہمارے گرانے میں اتفاق کر لیا۔ ہمیں قتل کیا، ہمارے شیعوں اور دوستوں نے ان لوگوں کی تکلیفیں برداشت کیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم انتقال فرماگئے لیکن ہمارے حق کو قائم کر گئے۔ ہماری اطاعت کا حکم دے گئے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہماری ولایت اور محبت کو فرض کیا اور لوگوں کو اس بارے میں آگاہ بھی کیا۔ کہ ہم ان لوگوں کی جان سے افضل ہیں۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ سننے والا اس کو جا کر بتلا دے جس نے نہ سنا ہو۔ مگر ان لوگوں نے امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف اتحاد کر لیا۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے اپنے حق کے اثبات میں وہ تمام احادیث ارشاد کیں جو رسولؐ اللہ فرماگئے تھے۔ عام لوگوں نے بھی ان احادیث کو سنا تھا۔ لیکن قریش نے کہا کہ اے علیؑ آپؑ نے سچ فرمایا ہے۔ بے شک رسولؐ اللہ نے آپؑ کے حق میں ایسا ہی کہا تھا۔ لیکن بعد میں استحقاق خلافت کو منسوخ فرمادیا تھا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم اہلبیتؑ کو مکرم اور برگزیدہ بنایا ہے اور ہمارے لئے دنیا کو پسند نہیں کیا۔ ہمارے لئے خلافت و نبوت کو جمع نہیں کیا۔ اور امیر المومنین علیہ الصلوۃ و السلام کے سامنے اس حدیث کی صداقت میں چار لوگوں نے جھوٹی گواہی دی تھی۔ کہ رسولؐ اللہ نے یہ حدیث بیان کی تھی۔ حالانکہ مزکورہ حدیث جھوٹی ہے۔ گواہی دینے والے یہ چار لوگ تھے۔

عمر بن خطاب، ابوعبیدہ، معاذ بن جبل اور ابوحزیفہ کا غلام سالم ان لوگوں نے غلط حدیث پر گواہی دے کر عام لوگوں کو شبہ میں ڈال دیا۔ ان کو حق سے روک دیا اور ان کی پہلی حالت کی طرف لوٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کا جہاں رکھا تھا اس کو وہاں سے نکال دیا۔ انصار کے سامنے ہمارے حق پر حجت کے ساتھ اپنا حق جتلاتے رہے۔ قریش نے خلافت پر ابوبکر بن قحافہ پر اتفاق کر لیا۔ پھر ابوبکر بن قحافہ نے خلافت کا رخ عمر بن خطاب کی طرف موڑ دیا۔ تاکہ ابوبکر بن قحافہ ان کے احسان کا بدلہ چکا سکیں جو عمر نے ان کو خلیفہ بناتے وقت ساتھ دیا تھا۔ پھر عمر بن خطاب نے خلافت کو چھ آدمیوں کی شوریٰ میں بند کر دیا۔ پھر عبدالرحمٰن بن عوف نے خلافت کو عثمان بن عفان کے حق میں تجویز کیا۔ تاکہ عثمان مرنے سے پہلے خلافت کو

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

عبدالرحمٰن بن عوف کو حوالہ کر دیں۔ بعد میں آپس کے جھگڑے کی وجہ سے عبدالرحمٰن بن عوف نے عثمان کو کافر اور جاہل جیسے الفاظ سے یاد کیا۔ ابن عوف، عثمان بن عفان کی زندگی میں ہی طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر مر گئے۔ ابن عوف کے لڑکے نے کہا کہ عثمان نے ان کو زہر دیا تھا۔

پھر طلحہ و زبیر اٹھ کھڑے ہوئے۔ حالانکہ ان دونوں نے اپنی خوشی سے بلاجبر حضرت علیؑ علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ پھر دونوں نے بیعت توڑ کر بے فائی کی۔ وہ دونوں ام المومنین بی بی عائشہ کے ساتھ بصرہ چلے گئے۔ پھر معاویہ نے ظالمین شام کو خون عثمان کا بدلہ لینے کی خاطر دعوت دی۔ اہل شام نے ہمارے ساتھ لڑائی شروع کر دی۔ پھر حضرت علیؑ علیہ السلام کی مخالفت اہل حرورا (خارجیوں) نے کی۔ وہ کہنے لگے کہ خلافت کا فیصلہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ پر کیا جائے۔ اگر دونوں حکم (جج) ابو موسیٰ اشعری اور عمرو عاص ان شرائط کے تحت فیصلہ کرتے جو ان پر عائد کیے گئے تھے تو وہ ضرور فیصلہ کرتے کہ علیؑ ہی کتاب اللہ اور اس کے رسولؐ کی زبان اور سنت کے لحاظ سے امیر المومنینؑ ہیں (یعنی خلافت کے اہل ہیں) ۔ پھر اہل نہروان کی ہی جنگ و عداوت کی وجہ سے امیر المومنینؑ علیہ السلام کی شہادت ہوئی۔ پھر ان لوگوں نے امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد امام حسن علیہ السلام سے بیعت کی۔ آپؑ سے بے وفائی کرتے ہوئے آپؑ کو اکیلا چھوڑا۔ آپؑ کی ران مبارک پر خنجر مارا اور آپؑ کے لشکر کو لوٹ لیا۔ جب آپؑ کو مددگار نہ مل سکے تو آپؑ نے اپنی اور اپنے شیعوں کی جان بچانے کے لئے معاویہ سے صلح کر لی۔ شیعہ تعداد میں تھوڑے ہیں۔ اور حق بھی تھوڑا ہے۔

پھر کوفہ کے اٹھارہ ہزار آدمیوں نے امام حسینؑ کی بیعت کی۔ پھر بے وفائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔ آپؑ سے جنگ کی۔ آپؑ نے بھی ان سے جہاد کیا۔ یہاں تک کہ آپ شہید کر دیئے گئے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتقال کے بعد ہم اہلبیتؑ کو ذلیل کیا گیا، محروم کیا گیا، قتل کیا گیا اور بھگایا گیا۔ ہمیں اور ہر اس شخص کو جو ہمیں دوست رکھتا ہے اپنی زندگی کا خوف ہے۔ جھوٹے لوگوں نے اپنے جھوٹ کے باعث ظالم بادشاہوں کے نزدیک مرتبہ حاصل کر لیا ہے۔ وہ اس کے باعث ہر شہر میں اپنے دوست حکام اور گورنروں کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔ وہ لوگ ہمارے دشمنوں کے سامنے ان کے اور گزشتہ خلفا کے حق میں جھوٹی احادیث بیان کرتے ہیں۔ اور ان جھوٹی احادیث کو ہم سے منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم نے ان جھوٹی احادیث کو بیان نہیں کیا۔ وہ لوگ ہماری برائی بیان کرتے ہیں۔ ہم پر جھوٹ کی نسبت دیتے ہیں۔ وہ لوگ جھوٹ اور کذب سے اپنے خلفا اور احکام کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔ یہ باتیں کثرت سے امام حسن بن علیؑ علیہ الصلوۃ والسلام کی شہادت کے بعد معاویہ کے زمانے میں پھیلائی گئیں۔ ہر جگہ شیعوں کا قتل عام شروع ہو گیا۔ ان کے ہاتھ پاوں کاٹے گئے۔ ہم سے محبت رکھنے کی وجہ

تدوین: سید قمر علیؑ عباس بخاری

سے سولی پر چڑھائے گئے۔ یہ مصیبت ہمیشہ جاری رہی۔امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کی شہادت کے بعد ابن زیاد کے زمانے میں شدت اختیار کر گئی۔ حجاج بن یوسف نے آکر اہلبیتؑ رسولؐ کے محبان و دوستوں کو بد گمانی اور تہمت کی وجہ سے چن چن کر قتل کیا۔ اگر کسی آدمی کو زندیق اور مجوسی کہا جاتا تھا تو وہ اس کے نزدیک زیادہ پسندیدہ تھا بہ نسبت اس کے کہ اس کو امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کا شیعہ کہا جائے۔اے میرے اللہ! میرے قول کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قول اور امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کا قول بنا۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتقال کے بعد اُمت محمدیہ میں اختلاف رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مہدی علیہ الصلوۃ والسلام کو ظاہر کرے گا۔

فضائل امیر المومنینؑ علیہ السلام

سلیمؓ بن قیس ہلالی روایت کرتے ہیں کہ تیسرے خلیفہ عثمان بن عفان کے دور خلافت میں ایک دن میں نے امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کو مسجد رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ کچھ لوگ آپس میں علم و فقہ کی باتیں کر رہے تھے۔ ان لوگوں نے قریش کی فضیلت، سبقت، اور ہجرت کا ذکر کیا۔ اور ان احادیث کا بھی ذکر کیا جن کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے حق میں ارشاد کیا تھا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا تھا کہ آئمہ قریش میں سے ہوں گے۔ قریش کے پیروکار لوگ ہیں۔ قریش عرب کے امام ہیں، قریش کو گالیاں نہ دیا کرو۔ ایک قریش کی قوت دوسرے دو آدمیوں کی قوت کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے دشمنی رکھتا ہے جو لوگ قریش کو دشمن رکھتے ہیں۔ جو قریش کی ذلت کا سوچے اللہ اس کی ذلت کا ارادہ کر لیتا ہے۔

نیز ان لوگوں نے انصار کی فضیلت اور نصرت کا ذکر کیا۔ ان باتوں کا بھی ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے قران کریم میں انصار کے بارے میں نازل کیں۔ اور جو فضیلت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انصار کے حق میں بیان کی تھی وہ بھی بیان کی۔ اس حدیث کا بھی ذکر ہوا جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سعد بن معاذ کے جنازہ کے متعلق ارشاد کی تھی۔ پھر حنظلہ بن ابو عامر کا ذکر کیا جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔ جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔ اور جن کے جنازے کے ساتھ رسولؐ اللہ بلا چادر اوڑھے ننگے پیر چلے۔ اور اس صحابیِ رسولؐ عاصم بن ثابت انصاری کا بھی ذکر ہوا جو احد کی لڑائی میں شہید ہوا تھا۔ جس کی لاش کی حفاظت شہد کی مکھیوں نے کی تھی۔ ان لوگوں نے انصار کی ہر فضیلت کو بیان کیا۔ ہر ایک قبیلے نے کہا کہ ہم میں فلاں شخص ہے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

قریش نے کہا، ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، حمزہ علیہ السلام، جعفرؑ طیار علیہ السلام، عبیدہؓ بن حارث، ابو بکر بن قحافہ، عمر بن خطاب، سعد، ابو عبیدہ سالم، اور عبدالرحمٰن بن عوف ہیں۔ سابقین فی الاسلام میں ہر ایک آدمی کا نام لے کر ذکر کیا گیا۔ اس مجمع میں سو آدمی شامل تھے۔ قریش سے جو آدمی وہاں موجود تھے اور مجھے (سلیمؒ بن قیس ہلالی) کو یاد ہیں وہ یہ تھے۔ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام، سعد، ابن عوف، زبیر، طلحہ، عمار یاسر، مقدادؓ، ابوذرؓ، ہاشم بن عقبہ، عبداللہ ابن عمر، جناب حسن علیہ الصلوۃ والسلام، جناب حسین علیہ الصلوۃ والسلام، عبداللہ ابن عباس، محمد بن کعب، زید بن ثابت، ابوایوب، ابو ہشم بن تہیمان، محمد بن سلمہ، قیس بن سعد، جابر بن عبداللہ انصاری، ابو مریم، انس بن مالک، زید بن ارقم، عبداللہ بن ابی، ابو لیلیٰ، عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ، حسن بصری اور ابو الحسن بصری۔ اس روز لوگ صبح ہی سے کافی تعداد میں جمع ہو گئے تھے۔ ان باتوں باتوں میں نماز ظہر کا وقت آگیا۔ خلیفہ عثمان بن عفان اپنے گھر میں تھے۔ آپ کو لوگوں کی اس بات چیت کا علم نہیں تھا۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام اور ان کے اہلبیتؑ میں سے ہر ایک آدمی خاموش تھا۔ لوگ حضرت علیؑ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے، اے ابوالحسنؑ آپ کیوں خاموش ہیں۔؟ آپ کو گفتگو کرنے میں کون سی چیز مانع ہے؟، جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر قبیلہ نے اپنی اپنی فضیلت بیان کی ہے۔ لیکن اے گروہ قریش و گروہ انصار اللہ تعالیٰ نے تمہیں کس کی وجہ سے یہ فضیلت عطا کی ہے؟ اپنی ذات کی وجہ سے؟ اعزاز کی وجہ سے؟ گھر والوں کی وجہ سے؟ یا کسی غیر کی وجہ سے؟ یہ شرف تمہیں حاصل کیسے ہوا؟۔ ان لوگوں نے جواب دیا ہمیں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے طفیل یہ شرف حاصل ہوا ہے۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا اے گروہ انصار کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ جس ذات کی وجہ سے تم نے یہ فضیلت حاصل کی ہے وہ دنیا و آخرت میں سب سے افضل ہے؟۔ وہ تم میں سے نہیں بلکہ ہم اہلبیتؑ میں سے ہیں۔ میرے چچازاد بھائی رسولؐ اللہ ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ میں اور میرا بھائی علیؑ ابن ابی طالب اپنے باپ آدم علیہ السلام کی مٹی ہیں۔ اہل بدر، اہل احد، اہل سبقت اور اہل تقدم اصحاب نے کہا ہم نے رسولؐ اللہ سے ایسے ہی سنا تھا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم نور محض تھے جو خلقت آدم علیہ السلام سے 14 ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رواں دواں تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو خلق کیا تو اس نور کو آدم علیہ السلام کی صلب میں ڈال کر زمین میں اتارا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسی نور کو نوح کی پشت میں ڈال کر کشتی میں سوار کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسی نور کو ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں رکھ کر آگ میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

اصلاب کریم اور ارحام طاہرہ (کریم و نیک و طاہر والدین) کے ذریعے منتقل کیا۔ پشت در پشت۔ ان والدین سے کوئی بھی غیر اسلامی طریقے سے پیدا نہیں ہوا۔ سب اصحاب نے کہا جی ہاں ہم نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے کہا، میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے اپنے ہر صحابی کو دوسرے صحابی کا بھائی بنایا تھا؟ اور مجھے خود اپنا بھائی بنایا تھا (واقعہ مواخات) ؟ اور فرمایا تھا کہ اے علیؑ تم دنیا وآخرت میں میرے بھائی ہو۔ سب اصحاب نے کہا جی ہاں ہم نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے پوچھا، کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے مسجد اور اپنے گھروں کی جگہ کو خرید فرمایا (مسجد تعمیر کرنے کے بعد) دس گھر بنائے تھے۔ ان میں سے نو گھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تھے اور ایک گھر میرا تھا۔ میرا گھر ان نو گھروں کے درمیان میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ کے حکم پر ان تمام گھروں کے وہ دروازے جو مسجد کی جانب کھلتے تھے وہ بند کروادیئے تھے اور صرف میرا دروازہ کھلا چھوڑا تھا۔ لوگوں کے اعراض کرنے پر کہ آپ نے علیؑ کا دروازہ کیوں بند نہیں کروایا؟ تو رسولؐ اللہ نے جواب دیا تھا کہ تمہارے دروازے بند کرانے کا اور علیؑ کا دروازہ کھلا رکھنے کا حکم مجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تمام کو میرے سوا مسجد میں سونے سے منع کر دیا تھا۔ صرف رسولؐ اللہ اور میرا گھر مسجد میں تھا۔ رسولؐ اللہ کی اولادیں اور میری اولادیں وہیں پیدا ہوئیں تھیں۔

سب اصحاب نے کہا جی ہاں ہم نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے۔ حالانکہ عمر ابن خطاب نے ایک سوراخ کو باقی رکھنے پر اصرار کیا تھا لیکن رسولؐ اللہ اس امر کو بھی منع کر دیا تھا۔ عمر کے جواب میں رسولؐ اللہ نے ارشاد کیا تھا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ ایک پاکیزہ مسجد تیار کریں اس میں موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کے سوا کوئی اور نہ رہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے (رسولؐ اللہ) کو حکم دیا ہے کہ میں ایک پاکیزہ مسجد تیار کروں اور اس میں میرےؐ اور میرےؐ بھائی علیؑ اور اس کے دونوں بیٹوںؑ کے سوا کوئی نہ رہے۔ (سب نے کہا ہاں درست ہے)۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا، کیا تم اس بات کا اعتراف کرتے ہو کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جنگ تبوک کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا اے علیؑ تم کو مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ تم میرے بعد ہر مومن کے سردار ہو۔ (سب اصحاب نے کہا جی ہم نے سنا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے)۔ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

نے پوچھا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ جب اہل نجران نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مباہلہ کی دعوت دی تھی تو رسولؐ اللہ نے مجھ کو اور میری بیوی (جناب سیدہؑ فاطمہؑ) اور میرے دونوں بیٹوں کے علاوہ کسی اور کو ساتھ نہیں لے تھے؟ (سب نے کہا جی ہاں) ۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے پوچھا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ خیبر کی جنگ کے روز رسولؐ اللہ نے مجھے علم عطا فرمایا تھا۔ ارشاد فرمایا تھا کہ کل میں علم اس شخص کو دوں گا جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ دوست رکھتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ نہ بزدل ہے اور نہ بھاگ جانے والا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے خیبر فتح کرے گا۔ (سب نے کہا ہاں)۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے سورہ برات (توبہ) دے کر روانہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ میری طرف سے کوئی شخص آیات کی تبلیغ نہیں کر سکتا مگر صرف وہ جو مجھ سے ہو۔ (سب نے اقرار کیا) ۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے پوچھا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ جب بھی کوئی مصیبت رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر وارد ہوتی تھی آپؐ مجھ پر اعتماد کرتے تھے۔ اور مجھے آگے کرتے تھے۔ رسولؐ اللہ نے مجھے نام لے کر کبھی نہیں بلایا بلکہ ہمیشہ کہتے تھے کہ میرے بھائی کو میرے پاس لاو۔ (حاضرین نے اقرار کیا)۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے پوچھا کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے میرے اور زید کے درمیان حمزہؓ کی بیٹی کے بارے میں فیصلہ کیا تھا اور مجھے کہا تھا کہ اے علیؑ تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔ اور تم میرے بعد ہر مومن کے سردار ہو۔ (سب نے اقرار کیا)۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے پوچھا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ ہر رات اور ہر دن مجھے رسولؐ اللہ سے پوشیدہ باتیں کرنے اور تنہائی کا موقعہ حاصل ہوتا تھا۔ جب میں آپؐ سے سوال کرتا تھا آپ جواب عنایت کرتے تھے اور جب میں خاموش ہوتا تھا تو آپؐ گفتگو کرتے تھے۔ (سب نے اقرار کیا)۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے پوچھا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے مجھے جناب حمزہؓ اور زید پر فضیلت دی تھی۔ اور جناب سیدہ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ میں نے تمہاری شادی اس سے کی ہے جو میرے خاندان میں سب سے بہتر اور میری اُمت میں سب سے افضل ہے۔ سب سے زیادہ صلح پسند، بڑے صبر والا اور بڑے علم والا ہے۔ (سب نے اقرار کیا) ۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے پوچھا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ میں تمام اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور میرا بھائی علیؑ عرب کا سردار ہے۔ اور فاطمہؑ علیہ السلام جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ (سب نے اقرار کیا)۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے اپنے غسل کا حکم مجھے دیا تھا۔ اور مجھے آگاہ فرمایا تھا کہ اس امر میں میری مدد جبرائیل علیہ السلام کریں گے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

آخری خطبے میں ارشاد فرمایا تھا، اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو تم ہر گز گمراہ نہیں ہوگے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میرے اہلبیتؑ (سب نے اقرار کیا)۔

سلیمؓ بن قیس ہلالی روایت کرتے ہیں کہ اس دن امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے قران کریم میں جو خاص آیات آپؑ کے حق میں اور آپؑ کے اہلبیتؑ کے حق میں نازل ہوئیں سب کو بیان کیا۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہر حدیث کو بیان کیا۔ ہر ایک چیز کے متعلق لوگوں کو اللہ کی قسمیں دے کر دریافت کرتے تھے۔ بعض چیزوں کے متعلق سب لوگ اقرار کرتے تھے۔ اور بعض کے متعلق خاموش ہو جاتے تھے۔ خاموش رہنے والے لوگ کہتے تھے کہ آپؑ ہمارے نزدیک ہاں کہنے والوں سے معتبر ہیں۔ ہمیں ان لوگوں نے بیان کیا ہے جن پر ہم کو اعتماد ہے۔ انہوں نے ان احادیث کو رسولؐ اللہ سے سنا ہے۔ جب حضرت علیؑ علیہ السلام اس بیان سے فارغ ہوئے تو فرمایا، "اے میرے اللہ، ان لوگوں پر گواہ رہنا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے ہمارے اللہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے حق کہا ہے۔ اور وہی بات کہی ہے جو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنی تھی۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے پوچھا کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ جو شخص یہ خیال کرے کہ اس نے مجھے دوست رکھا اور علیؑ سے دشمنی کی وہ جھوٹا ہے۔ اس نے مجھؐ سے محبت نہیں کی۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھ دیا تھا۔ ایک شخص نے رسولؐ اللہ سے کہا یہ کیسے؟ تو رسولؐ اللہ نے ارشاد کیا، علیؑ مجھ سے ہے میں علیؑ سے ہوں، جس نے علیؑ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا، جس نے مجھے دوست رکھا اس نے اللہ کو دوست رکھا۔ جس نے علیؑ سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا اور جس نے مجھ سے بغض کیا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔۔۔ معزز قبائل کے تقریباً بیس افراد نے اقرار کیا کہ یہ حدیث ہم نے خود سنی ہے۔ باقی لوگ خاموش رہے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے خاموش رہنے والوں سے پوچھا تمہاری خاموشی کی کیا وجہ ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ جن لوگوں نے گواہی دی ہے وہ ہمارے لئے معتبر ہیں۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے کہا اے اللہ تو ان لوگوں پر گواہ رہنا۔

طلحہ بن عبداللہ نے قریش کی طرف سے سوال کیا۔ ہم ابوبکر بن قحافہ، عمر بن خطاب اور ان کے حامیوں کے دعویٰ خلافت والی حدیث کا کیا جواب دیں؟ اور جن لوگوں نے ان کی تصدیق کی اور شہادت دی تھی۔ یعنی ان کے مطابق رسولؐ اللہ نے کہا تھا کہ نبوت اور خلافت ہم اہلبیتؑ میں جمع نہ ہوگی۔ اور ابوبکر بن قحافہ کی اس حدیث پر عمر بن خطاب، ابوعبیدہ، سالم اور معاذ بن جبل نے تصدیق کی تھی۔ اے علیؑ جس بات کا آپؑ نے ذکر اور دعویٰ کیا ہے وہ حق ہے۔ آپؑ نے اپنی سبقت اور

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

فضیلت بیان کی ہے۔ ہم اس کا اقرار کرتے ہیں اور جانتے ہیں لیکن خلافت کا معاملہ ایسا ہی ہے جیسا ان پانچ آدمیوں نے ابو بکر بن قحافہ کی بیان کردہ حدیث پر گواہی دی تھی۔ جناب حضرت علیؑ علیہ السلام نے طلحہ کی بات پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا، اے طلحہ تم جس چیز کو برابر چھپاتے رہے آج ظاہر کر دیا۔ (یعنی نوشتہ کعبہ)۔ اے طلحہ اللہ کی قسم میرے نزدیک وہ نوشتہ زیادہ محبوب ہے جس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز پھینکے گا۔ ان پانچ آدمیوں کے نوشتہ سے جو ان لوگوں نے خانہ کعبہ میں بیٹھ کر آخری حج کے موقع پر طے کیا تھا۔ اور وہ نوشتہ یہ تھا، اگر محمدؐ فوت ہو جائیں یا قتل ہو جائیں تو یہ لوگ مجھ (علیؑ) پر غالب آجائیں گے اور حکومت کریں گے۔ مجھ تک خلافت کو نہیں آنے دیں گے۔

سورہ احزاب

144. وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم و من ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا و سیجزی اللہ الشاکرینO

144. اور محمد رسول ہی ہیں، اپ سے پہلے بھی کئی پیغمبر گزر چکے ہیں، پھر اگر وہ وفات فرما جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنے الٹے پاوں پھر جاوگے، اور جو کوئی اپنے الٹے پاوں پھرے گا تو وہ اللہ کا ہر گز کچھ نہیں بگاڑے گا، اور اللہ عنقریب شکر کرنے والوں کو جزا عطا فرمائے گاO

اے طلحہ ! رسولؐ اللہ کے یوم غدیر کے مطابق میرے متعلق ان کی یہ دلیل باطل ہے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ جس کی جان سے میں افضل ہوں علیؑ اس کی جان سے افضل ہیں۔۔۔ طلحہ اگر کوئی میرا امیر یا حاکم ہوگا میں اس کی جان سے افضل کیسے ہو سکتا ہوں ؟؟

رسولؐ اللہ نے مجھے فرمایا تھا اے علیؑ نبوت کے سوا تمہیں مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو جناب ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھی۔ اے طلحہ کیا تمہیں علم نہیں کہ خلافت نبوت سے الگ چیز ہے۔ اگر اس حدیث کے مطابق رسولؐ اللہ کو نبوت کے علاوہ کسی اور چیز کو الگ کرنا ہوتا تو وہ ضرور الگ فرماتے۔ کیا اُمت کا خلیفہ اس کو نہیں ہونا چاہیے جو سب سے زیادہ عالم کتاب خدا اور ماہر سنت نبیؐ ہو ؟ کیا رسولؐ اللہ نے نہیں فرمایا تھا کہ میرے اہلبیتؑ سے آگے نہ بڑھنا نہ ان کو چھوڑ دینا اور نہ ان کو تعلیم دینا یہ تم سے زیادہ عالم ہیں ؟؟؟ کیا یہ حدیث نبیؐ نہیں ہے کہ جب لوگ ایسے آدمی کو خلیفہ منتخب کر لیں جس سے زیادہ علم رکھنے والے لوگ موجود ہوں تو ایسے لوگوں کا کام ہمیشہ زوال کی طرف ہی جاتا رہے گا۔ جب تک وہ واپس نہ آجائیں جہاں انہوں نے خلافت کو چھوڑا تھا۔ کیا خلافت اور چیز ہے اور حکومت اور چیز ؟؟؟

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے مزید ارشاد کیا، ان لوگوں کے جھوٹا اور نافرمان ہونے پر ایک دلیل قائم ہے۔ وہ دلیل یہ ہے ان لوگوں نے رسولؐ اللہ کے حکم سے مجھے امیر المومنین کہہ کر سلام کیا تھا۔ یہ بات اس چیز کا ثبوت ہے اور حجت ہے کہ میں خلیفہ برحق ہوں۔ یہ بات ان لوگوں پر، خاص طور پر تم پر، اور تمہارے ساتھی زبیر پر، تمام اُمت پر، ابن عوف پر، اور تمہارے اس موجودہ خلیفہ عثمان بن عفان پر حجت اور ثبوت ہے۔

عمر بن خطاب نے چھ افراد پر جو شوریٰ قائم کی تھی وہ چھ کے چھ لوگ زندہ ہیں۔ اگر ابو بکر بن قحافہ بن قحافہ، رسولؐ اللہ کی حدیث بیان کرنے میں سچے ہیں تو پھر عمر بن خطاب نے مجھے خلافت کے چناو کی مجلس شوریٰ میں کیوں شامل کیا؟ اگر ابو بکر بن قحافہ کی بیان کردہ حدیث کے مطابق نبوت اور خلافت اہلبیتؑ رسولؐ میں جمع نہ ہوگی تو پھر میرا نام بطور متوقع خلیفہ اس شوریٰ میں کیسے دیا گیا؟ اگر تم یہ کہو کہ وہ شوریٰ خلافت کے علاوہ کسی اور امر کے لئے تھی تو پھر عثمان بن عفان کی خلافت ہی جائز نہیں کیونکہ یہ خلیفہ اسی شوریٰ نے چنا تھا۔ اور اگر یہ شوریٰ خلافت کے لئے ہی تھی تو پھر مجھے عمر بن خطاب نے شوریٰ میں شامل کیوں کیا اور خارج کیوں نہ کیا۔ ؟ عمر بن خطاب نے اپنے آخری دنوں میں جب ہمیں بلایا تھا تو اپنے بیٹے عبداللہ سے کیا کہا تھا؟ عبداللہ ابن عمر یہیں موجود ہے۔ میں عبداللہ تمہیں اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جب ہم سب لوگ باہر چلے گئے تھے تو عمر بن خطاب نے تم سے کیا کہا تھا؟ عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ آپؑ نے قسم دی ہے تو سنیں، میرے والد نے کہا تھا کہ اگر لوگ بنی ہاشم کے اس آدمی کی بیعت کر لیں جس کے سر کے بال آگے سے کم ہیں تو وہ ان لوگوں کو روشن راستہ پر چلائے گا۔ اور ان کو نبیؐ کی سنت پر قائم رکھے گا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا تو پھر آپ ان کے خلیفہ بنانے میں کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے جو جواب دیا وہ میں پوشیدہ رکھوں گا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا عبداللہ، مجھے یہ جواب رسولؐ اللہ نے اپنی زندگی میں ہی بتا دیا تھا۔ دوسری دفعہ اس رات خواب میں بتایا جس رات تمہارے والد کا انتقال ہوا تھا۔ جس شخص نے رسولؐ اللہ کو خواب میں دیکھا وہ حقیقت کی مانند ہے۔ عبداللہ ابن عمر نے پوچھا آپؑ کو رسولؐ اللہ نے کیا بتایا تھا۔ ؟ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، اے عمر کے فرزند، میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اگر میں تم کو وہ بات بتا دوں تو تم ضرور اس کی تصدیق کرنا۔ عبداللہ نے کہا، میں تصدیق کروں گا ورنہ خاموش ہو جاوں گا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، جب تم نے اپنے والد سے پوچھا کہ علیؑ کو خلیفہ بنانے میں کیا چیز حائل ہے تو تم سے عمر بن خطاب نے کہا تھا کہ ہم کو اس معاہدے کا پاس ہے جس کو آخری حج کے موقع پر طے کیا تھا۔ (یہ سن کر عبداللہ بن عمر خاموش ہو گیا)، امیر علیہ السلام نے فرمایا، اے عبداللہ میں تمہیں رسولؐ اللہ کی ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں تم میری بات سے خاموش کیوں ہو گئے ہو؟

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؔ بخاری

سلیمؓ بن قیس ہلالی روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن عمر کو اس مجلس میں دیکھا اس کے گلے میں جیسے اچھو پھنس گیا ہو۔اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر حضرت علیؑ علیہ السلام نے طلحہ، زبیر، ابن عوف اور سعد کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، "اللہ کی قسم، اگر ان پانچ آدمیوں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جھوٹ باندھا ہے (یعنی جھوٹی حدیث بیان کی ہے کہ خلافت و نبوت اہلبیتؑ میں جمع نہ ہو گی)، تو تمہارے لئے ان کی سرداری جائز نہیں۔اور اگر وہ پانچ سچے تھے تو تمہارے لئے یہ جائز نہیں تھا کہ مجھے خلافت کی شوریٰ میں داخل کرتے۔ مجھے شوریٰ میں داخل کرنا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان کی خلاف ورزی اور انحراف کے مترادف ہے۔" پھر حضرت علیؑ علیہ السلام نے عام لوگوں کو خطاب کیا، اپنے نزدیک میری منزلت بتلاو؟ تم میرے متعلق کیا جانتے ہو؟ کیا میں سچا ہوں یا جھوٹا؟ لوگوں نے فوراً جواب دیا کہ آپ صدیقؑ ہیں اور صدوقؑ ہیں۔اللہ کی قسم نہ ہم نے آپؑ کو زمانہ جاہلیت میں جھوٹ بولتے دیکھا نہ اسلام کے آنے کے بعد۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس نے ہم اہلبیتؑ کو نبوت کے ساتھ مکرم کیا۔اور ہم میں سے ہی جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو منتخب کیا۔اور جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد ہم کو مکرم کیا۔ مومنین کے امامؑ ہم میں سے پیدا کئے۔اور کار رسالت کو ہمارے سوا کوئی انجام نہ دے گا۔ امامت اور خلافت ہمارے علاوہ کسی اور کے لئے جائز نہیں۔اس میں اللہ تعالیٰ نے کسی کا حق اور حصہ مقرر نہیں کیا۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آخری نبیؐ ہیں۔آپؐ کے بعد نہ کوئی نبیؐ اور نہ کوئی رسولؐ آئے گا۔اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد قیامت تک کے لئے انبیاؑ کا اختتام کر دیا ہے۔قران کریم کے بعد قیامت تک کے لئے سب کتابوں کو ختم کر دیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد ہمیں اپنا خلیفہ بنایا اور اپنی مخلوق پر گواہ بنایا۔ ہماری اطاعت کو اپنی کتاب میں فرض کیا۔ ہمیں اطاعت میں اپنے اور اپنے نبیؐ کی ذاک کے ساتھ قران کریم میں ذکر کیا۔اللہ تعالیٰ نے جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نبیؐ بنایا اور جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد ہمیں اپنی مخلوقات کا خلیفہ اور ان پر گواہ بنایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو حکم پہنچا دیا۔اب بتاو ہم دونوں میں سے کون رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جگہ بیٹھنے کا حق دار ہے۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، تم نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا تھا کہ سورت برات (توبہ) لوگوں کو کوئی نہیں سنا سکتا، یا تو میں خود یا وہ شخص جو مجھ سے ہو۔ پھر انہوں نے مجھے سورت توبہ دے کر بھیجا تھا۔ تمہارے ساتھی (ابو بکر بن قحافہ) کے لئے اتنا بھی جائز نہ ہوا کہ چار انگشت کا خط لوگوں کو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے پہنچا سکے۔اس چار انگشت

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

کے خط کو میرے سوا کوئی پہنچانے کا اہل نہ ہوا۔ تو اب بتاؤ ہم دونوں میں سے کون رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جگہ بیٹھنے کا حقدار ہے؟ جس کو خود رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مقرر کیا ہو؟ یا جس کو لوگوں نے چنا ہے؟؟

غدیر خم کا بیان:

حضرت علیؑ علیہ السلام نے بات کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا، وہ بات جو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے آخری حج کے موقع پر غدیر خم کے دن اور عرفات کے دن اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمائی تھی۔ ارشاد نبویؐ تھا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب خدا ہے اور دوسرے میرے اہلبیت۔ مجھے خدائے لطیف و خبیر نے آگاہ کیا ہے کہ یہ اس وقت تک جدا نہیں ہونگے حتیٰ کہ میرے پاس کوثر پر وارد ہوں گے۔ وہ ان دو انگلیوں کی مانند ہیں جیسے ایک کے بعد دوسری۔ ان کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ نہ تم ان کو گراؤ اور نہ تم ان سے آگے بڑھو۔ نہ ان سے اختلاف کرو اور نہ ان کو تعلیم دو۔ یہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تمام لوگوں کو حکم دیا تھا کہ وہ جس سے ملیں اس کو یہ پیغام پہنچادیں۔ آئمہ اہلبیتؑ کی اطاعت کو فرض تصور کریں۔ اس کے علاوہ آپؐ نے کوئی اور چیز بیان نہ کی تھی۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عام لوگوں کو حکم دیا تھا کہ لوگوں تک یہ پیغام پہنچادیں کہ وہ تمام چیزیں جن کے اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو معبوث کیا ہے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے اہلبیتؑ کے سوا اور کوئی نہیں پہنچا سکتا۔

اے طلحہ کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے متعلق ارشاد کیا تھا، اے میرے بھائی میرے قرض کی ادائیگی اور میری ذمہ داری کی برات تمہارے سوا کوئی نہیں کرے گا۔ تم میری ذمہ داری کو پورا کرو گے۔ تم میری سنت پر لڑائی کرو گے۔ جب ابو بکر بن قحافہ خلیفہ بنے تو سب نے ان کی بیعت کر لی حالانکہ نہ تو اس نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قرض ادا کیا اور نہ ہی آپؐ کے وعدے پورے کیئے۔ میں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قرض ادا کیا اور وعدے پورے کیئے۔ اور میں نے لوگوں کو بتا دیا ہے کہ میرے سوا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قرض اور وعدہ کوئی پورا نہیں کرے گا۔ ابو بکر بن قحافہ نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قرض اور وعدے کے متعلق کوئی چیز ادا نہیں کی۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جو احکام نازل کیئے گئے تھے ان کو آئمہ اہلبیتؑ ہی انجام دے سکتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے قران کریم میں فرض بتایا ہے۔ ان کی سرداری کا حکم دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ اور ان کی نافرمانی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نافرمانی مانا ہے۔" طلحہ نے کہا، اے علیؑ آپ نے وہ بات ظاہر کر دی ہے جس کا مجھے علم نہ تھا۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس سے کیا مراد ہے۔ اے ابوالحسنؑ اللہ آپؑ کو تمام اُمت کی جانب سے جزائے خیز عطا کرے۔

قران کی تالیف:

طلحہ نے کہا اے ابوالحسنؑ میں چاہتا ہوں کہ ایک چیز کے متعلق آپؑ سے سوال کروں۔ میں نے آپؑ کو دیکھا تھا کہ آپ ایک مہر شدہ کپڑا لئیے ہوئے تشریف لائے تھے ابو بکر بن قحافہ کے پاس اور فرمایا تھا، اے لوگو میں لگاتار رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کفن اور دفن میں مصروف رہا پھر پیں کتاب خدا کے معاملے میں مشغول ہو گیا۔ میں نے اللہ کی کتاب کو جمع کر لیا۔ اس کا کوئی حرف نہیں چھوڑا۔ " اے ابوالحسنؑ میں نے وہ کتاب (قران) آج تک نہیں دیکھا۔ (کیونکہ ابوبکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب نے اسے لینے سے انکار کر دیا تھا اور جناب علیؑ اسے واپس لے گئے تھے)، اور جب عمر بن خطاب خلیفہ بنے تھے تو انہوں نے ایک آدمی آپؑ کی خدمت میں روانہ کیا تھا تاکہ آپ قران کو ان کے پاس روانہ کر دیں لیکن آپؑ نے وہ کتاب دینے سے انکار کر دیا تھا۔ لہٰذا پھر عمر بن خطاب نے لوگوں کو دعوت دی اور قران کو جمع کرنا شروع کیا۔ جب دو آدمی قران کی آیت ہونے کی گواہی دیتے تھے تو وہ اس آیت کو لکھ لیتے تھے۔ جس پر دو آدمی قران کی آیت ہونے کی گواہی نہیں دیتے تھے اس کو پھینک دیتے تھے۔ لکھتے نہیں تھے۔ عمر بن خطاب نے کہا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ یمامہ کی لڑائی میں وہ لوگ قتل ہو گئے جو قران کو پڑھتے تھے۔ ان کے علاوہ آیات اور کوئی نہیں پڑھتا۔ قران کا حصہ ضائع ہو گیا۔ (یہ طلحہ کے خیالات ہیں)۔ اور ایک بکری، عمر بن خطاب کے صحیفہ اور کتاب جس کو لوگوں نے لکھا تھا کھا گئی تھی؟ اس صحیفہ میں جو کچھ تھا وہ ضائع ہو گیا تھا؟ ان ایام میں قران لکھنے کا کام عثمان بن عفان کرتے تھے۔ آپؑ کا ان معاملات کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ میں نے عمر بن خطاب اور ان کے ساتھیوں جنہوں نے قران کو لکھا تھا کہتے ہوئے سنا تھا کہ سورہ اعراف، سورہ بقرہ کے برابر تھی؟ سورہ نور میں ایک سو ساٹھ آیات تھیں؟ سورہ حجرات میں ساٹھ آیات تھیں؟ اور سورہ حجر میں ایک سو ساٹھ آیات تھیں۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ اللہ تعالیٰ آپؑ پر رحم کرے آپ اس قران کو جس کو آپؑ نے جمع کیا ہے کیوں ظاہر نہیں کرتے؟ میں عثمان بن عفان کے پاس موجود تھا۔ جب اس نے عمر بن خطاب کے جمع کئے ہوئے قران کو لے کر کتابی شکل میں جمع کر دیا تھا۔ لوگوں کو ایک قرات کے پڑھنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ابی بن کعب اور ابن مسعود کے جمع شدہ قران کو پھاڑ کر جلا دیا تھا۔ یہ کیا بات ہے؟

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے جواب دیا، اے طلحہ ہر وہ آیت جس کو اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل کیا ہے میرے پاس رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی لکھوائی ہوئی موجود ہے۔ ہر حلال و حرام، حد، حکم یا ہر وہ چیز جس کی اُمت کو

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

ضرورت ہے میرے پاس لکھی ہوئی موجود ہے۔ خط میرا ہے حتیٰ کہ اس میں خراش تک کا تاوان موجود ہے۔" طلحہ نے پوچھا، ہر چھوٹا بڑا، خاص و عام، گزشتہ اور قیامت تک آنے والے واقعات آپؑ کے پاس لکھے ہوئے ہیں؟۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے جواب دیا، ہاں میرے پاس لکھے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی مرض الموت کے وقت مجھے ایک ہزار باب کی تعلیم دی تھی۔ میرے لئے ہر باب سے ہزار باب اور کھل گئے تھے۔ اگر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتقال کے بعد اُمت میری اطاعت و تابعداری قبول کر لیتی تو وہ آسمان و زمین دونوں سے رزق حاصل کرتی۔

اے طلحہ کیا تم اس وقت موجود نہ تھے جب رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کاغذ کا ٹکڑا طلب کیا تھا تا کہ وہ اس پر وہ چیز لکھ دیں جس سے اُمت گمراہ نہ ہو۔ اور اختلاف میں مبتلا نہ ہو۔ تمہارے ساتھی نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا نبیؐ (معاذ اللہ) ہذیان کہہ رہا ہے۔ یہ سن کر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ناراض ہوگئے تھے۔" طلحہ نے کہا، ہاں میں موجود تھا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، اے طلحہ جب تم لوگ باہر چلے گئے تھے تو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے وہ بات بتلادی تھی جس کو کہ آپؐ تحریر فرمانا چاہ رہے تھے۔ عام لوگوں کو اس کا پابند بنانا چاہ رہے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آگاہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو اس اُمت کی تفرقہ بازی اور اختلاف کا علم ہے۔ پھر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک صحیفہ لکھا اس میں وہ چیز تحریر فرمائی جس کو آپ اس وقت کاغذ پر تحریر کروانا چاہ رہے تھے۔ اس نوشتہ پر اپنے تین اصحاب سلمانؓ فارسی، ابوذرؓ غفاری اور مقدادؓ کی گواہی کروائی تھی۔ جن آئمہ کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے حکم دیا تھا ان کے نام بتلائے تھے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سب سے پہلے میرا نام لیا تھا۔ پھر میرے بیٹے حسنؑ کا پھر میرے بیٹے حُسینؑ کا اور پھر حسینؑ کی ذریت میں نو فرزندوں کا۔

پھر حضرت علیؑ علیہ السلام نے ابوذرؓ اور مقدادؓ جو وہیں موجود تھے پوچھا، اے ابوذرؓ اے مقدادؓ کیا ایسا ہی ہوا تھا؟ ان دونوں نے گواہی دی کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا تھا۔ طلحہ نے کہا میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا کہ (عام لوگوں میں) ابوذرؓ سے زیادہ صادق القول آدمی پر نہ ہی آسمان نے سایا کیا ہے اور نہ ہی ایسے شخص کو زمین نے اٹھایا ہے اور نہ ہی اس سے زیادہ کوئی نیک ہے۔ طلحہ نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ ان دونوں آدمیوں نے حق بات کہی ہے۔ اے علیؑ آپؑ میرے نزدیک ان دونوں سے زیادہ سچے ہیں۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے طلحہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، اے ابن زبیر، اے سعد اے ابن عوف، اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اس کی رضا طلب کرو اور وہ چیز اختیار کرو جو اس کو پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں مُلامت کرنے والے کا مت خوف کھاو۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

طلحہ نے حضرت علیؑ علیہ السلام سے پھر سوال کیا، اے ابوالحسنؑ آپؑ نے میرے سوال کا جو قران کے بارے میں تھا جواب نہیں دیا۔ آپؑ اس قران کا ذکر لوگوں سے کرتے رہتے ہیں۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے جواب دیا، اے طلحہ میں نے جان بوجھ کر تمہارے سوال کا جواب نہیں دیا۔ طلحہ نے پوچھا، اے علیؑ یہ بتایے کہ جو کچھ عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان نے جمع کیا ہے وہ تمام کا تمام قران ہے؟ یا اس میں کوئی ایسی چیز ہے جو قران نہیں ہے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، وہ تمام کا تمام قران ہی ہے۔ اس میں کوئی اور ایسی چیز نہیں جو قران نہ ہو۔ وہ تمام کا تمام قران ہے۔ جو کچھ اس میں ہے اگر اس پر عمل کروگے تو دوزخ سے نجات پاوگے۔ بہشت میں داخل ہو جاوگے۔ اس قران میں ہماری محبت، ہمارے حق اور ہماری اطاعت کا فرض ہونا موجود ہے۔ طلحہ نے کہا مجھے کافی ہے۔ جب وہ قران ہے تو مجھے کافی ہے۔ مجھے اس قران کے بارے میں بتلایئے جو کہ آپؑ کے پاس موجود ہے۔ اس قران کو کس کے سپرد کریں گے؟ اس قران کی تشریح علم، حلال و حرام کے متعلق بتلایئے۔ اے علیؑ اس قران کو کس کے سپرد کریں گے؟ (یعنی آپؑ کا جمع شدہ قران نزول کے لحاظ سے اور تشریح و تفسیر کے لحاظ سے)

آپؑ کے بعد اس قران کا کون حامل ہوگا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے جواب دیا اس قران کا حامل وہ شخص ہوگا جس کے بارے میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا۔ طلحہ نے پوچھا وہ کون ہے؟ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، میرے بعد میرا بیٹا تمام لوگوں سے افضل، حسنؑ ہے۔ پھر میرا بیٹا حسنؑ اپنی موت کے وقت اس قران کو حسینؑ کے سپرد کرے گا۔ پھر یہ قران پے در پے حسینؑ کی اولاد میں منتقل ہوتا رہے گا حتیٰ کہ ان کا آخری شخص اس قران کو حوض کوثر پر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کرے گا۔ یہ لوگ قران کے ساتھ ہیں اور قران ان کے ساتھ ہے۔ وہ قران سے جدا نہ ہونگے اور قران ان سے جدا نہ ہوگا۔ عثمان بن عفان کی وفات کے بعد معاویہ اور اس کا بیٹا یزید حاکم ہونگے۔ ان دونوں کے بعد حکم بن العاص کے سات بیٹے یکے بعد دیگرے حاکم ہونگے۔ یہ سارے گمراہ کرنے والے بارہ امام ہونگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے منبر پر عالم خواب میں دیکھا تھا۔ جو اُمت کو رجعت قہقری کی طرح دین سے واپس لوٹا رہے ہیں۔ دس آدمی بنی امیہ کے ہیں۔ دو آدمی وہ ہیں جنہوں نے ان کے لئے زمین ہموار کی ہے۔ ان دو بانیان پر اتنا عذاب ہوگا جتنا کہ کل گمراہ ہونے والوں پر فرداً فرداً ہوگا۔ سامعین نے کہا اے ابوالحسنؑ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو جزائے خیر دے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

جناب امیرؑ کا خطبہ جہاد پر:

سلیمؓ بن قیس ہلالی روایت کرتے ہیں کہ ہم امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے، اور آپؑ کی خدمت میں احباب کی ایک جماعت موجود تھی۔ ان میں سے ایک آدمی نے عرض کی، اے امیر المومنین علیہ السلام اگر آپؑ لوگوں کو جہاد پر آمادہ کرتے وہ تیار ہو جاتے۔ یہ سن کر امیر المومنین علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور فرمایا،

میں نے تمہیں جہاد کے لئے آمادہ کیا، لیکن تم آمادہ نہیں ہوئے۔ میں نے تمہیں جہاد کی دعوت دی مگر تم نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا۔ تمہارا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ تمہارے زندہ آدمی مُردوں کی مانند ہیں۔ تمہارے کان بہرے ہیں۔ میں نے تم پر حکمت کو ظاہر کیا۔ کافی و شافی نصیحت کی ہے۔ میں نے تمہیں ظالمین سے جہاد پر آمادہ کیا ہے۔ ابھی میں نے اپنی بات ختم نہیں کی تھی کہ تم کو مختلف گروہوں میں بٹا ہوا دیکھا۔ آپس میں شعر پڑھتے ہو، مثالیں بیان کرتے ہو، ایک دوسرے سے کھجوروں اور دودھ کا بھاو دریافت کرتے ہو۔ تمہارے ہاتھ ٹوٹ جائیں تم جنگ اور اس کی تیاری سے گھبراتے ہو۔ تمہارے دل لڑائی کا نام سن کر خوف زدہ ہوگئے ہیں۔ تم جہاد کو چھوڑ کر باطل اور بے ہودہ باتوں میں مشغول ہوگئے ہو۔ تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ ان کے حملے سے پہلے ان سے جہاد کرو۔ اللہ کی قسم جو قوم اپنے گھروں کے پاس لڑی وہ ذلیل ہو گئی۔ اللہ کی قسم مجھے یقین نہیں کہ تم کچھ کرو گے۔ اور دشمن ختم ہو جائے گا۔ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ دشمن کو ان کی موت کے بعد دیکھوں۔ (انہیں ان کا انجام معلوم ہو) ، اللہ تعالیٰ سے بصیرت اور یقین کے ساتھ ملاقات کروں۔ تاکہ تمہارے دکھ اور رنج سے نجات حاصل کروں۔ تمہاری مثال اونٹ کے اس گلہ کی مانند ہے جس کا نگہبان غائب ہو گیا ہو۔ اگر ان کو ایک طرف جمع کیا جائے تو وہ دوسری طرف منتشر ہو جاتے ہیں۔ اللہ کی قسم میں تمہارے بارے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر لڑائی چھڑ جائے اور موت کا بازار گرم ہو جائے تو تم علیؑ ابن ابی طالبؑ سے ایسے جدا ہو جاوگے جیسے سر تن سے جدا ہو جاتا ہے۔ تم جدا ہونے کی ایسی خواہش کروگے جیسے بچہ جننے والی عورت، بچے کی پیدائش کے وقت بچے کے جلد پیدا ہونے کی خواہش کرتی ہے۔ اور چھونے والے ہاتھ کو نہیں روکتی۔

اشعث ابن قیس نے کہا، اے علیؑ آپ ایسا کیوں نہیں کرتے جیسا کہ عثمان بن عفان نے کیا تھا۔ (یعنی اپنے دشمنوں کو طاقت سے نہیں کچلا تھا)، حضرت علیؑ علیہ السلام نے جواب دیا، کیا میں ویسا کروں جیسا کہ عثمان بن عفان نے کیا تھا؟ میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری بری بات کی پناہ مانگتا ہوں۔ اے قیس کے بیٹے جو عثمان بن عفان نے کیا وہ ایک بدنما دھبہ ہے۔ مجھ سے یہ کیسے

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

ہو سکتا ہے میں اپنے رب کی بینہ پر قائم ہوں۔ دلیل میرے ساتھ موجود ہے، حق میرے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جو اپنے دشمن کو اپنے اوپر قدرت دے گا وہ اپنے گوشت کے خود ٹکڑے کروائے گا۔ اپنے چمڑے اور ہڈی کے جدا کرنے کا خود ذمہ دار ہوگا۔ عثمان بن عفان کو قدرت حاصل تھی وہ اپنے دشمن کو روک سکتا تھا۔ اگر اس نے اپنے دشمن کو نہیں روکا تو یہ اس کا بڑا گناہ ہے۔ جس کو اس کے سینے کی پسلیوں نے نیچے چھپا کر رکھا ہے۔ وہ انسان کمزور ہے۔ اے قیس کے بیٹے تم ایسے ہو جاو، اے قیس کے بیٹے تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ مومن ہر قسم کی موت مر سکتا ہے لیکن اپنے آپ کو قتل نہیں کرتا۔ جو شخص اپنی جان بچا سکتا ہو اس کے باوجود اگر وہ اپنے اوپر اس شخص کو قدرت دے جو اس کو قتل کر دے تو ایسا انسان اپنا قاتل خود ہے۔ اے قیس کے بیٹے، یہ اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ ایک فرقہ بہشت میں داخل ہوگا۔ باقی جہنم واصل ہونگے۔ ان میں سب سے گندہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور فرقہ سامرہ ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ لڑائی کی ضرورت نہیں، حالانکہ باغیوں سے لڑنا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور سنت میں تحریر کیا ہے۔ یہی صورت حال خارجی فرقہ کی ہے۔

اشعث بن قیس نے ناراض ہو کر کہا، اے ابو طالبؑ کے بیٹے، جب ابو بکر بن قحافہ کی بیعت بنی تمیم، بنی عدی، ابی کعب اور بنی امیہ نے کی تھی، آپؑ کو کس چیز نے روک دیا تھا؟ آپؑ تلوار لے کر ان سے جہاد شروع کر دیتے۔ اب جب آپؑ عراق تشریف لائے تو نہ ہی آپؑ نے ہمیں کوئی خطبہ دیا اور نہ ہی خلافت کے متعلق کوئی بات بتائی۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے جواب دیا، اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے افضل ہوں۔ جب سے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انتقال ہوا ہے مجھ پر لگاتار ظلم ہوتا رہا ہے۔ اشعث نے کہا، مظلومی کی حالت میں کس بات نے آپؑ کو تلوار چلانے سے روکا تھا؟ حضرت علیؑ علیہ السلام نے جواب دیا، اے قیس کے بیٹے میرا جواب سنو، مجھے تلوار چلانے سے نہ بزدلی نے روکا تھا اور نہ ہی مجھے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے میں نفرت تھی (شہادت سے نفرت نہ تھی) میں جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ چیز موجود ہے جو اس دنیا اور اس کے رہنے سے اچھی ہے۔

مجھے ایسا کرنے سے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان نے روک رکھا تھا۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے وعدہ لیا تھا۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے آگاہ کر دیا تھا کہ آپؐ کے بعد آپؐ کی اُمت کیا کرنے والی ہے۔ اور اُمت نے کیا کیا، میں نے بچشم خود ملاحظہ کر لیا ہے۔ مجھے پہلے سے علم اور پختہ یقین تھا۔ جب اُمت کے حالات کو خود مشاہدہ کیا اور میرا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان پر مزید یقین بڑھ گیا ہے۔ جب رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے وعدہ لیا تھا تو میں نے عرض کیا تھا، کہ اے اللہ کے رسولؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب یہ ہوگا تو مجھے کیا کرنا چاہیے۔ تو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

اگر تم کومددگار مل جائیں توان سے جہاد کرنا۔ ورنہ اپنے ہاتھ روک لینا۔ اور اپنی جان بچانا۔ جب تک تمہیں اقامت دین، کتاب اللہ اور میری سنت کی خاطر مددگار نہ مل جائیں۔

رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اُمت مجھے چھوڑ دے گی اور دوسرے آدمی کی بیعت کرے گی۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ میری منزلت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نزدیک ایسی ہی ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھی۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد اُمت کی حالت ہارون علیہ السلام اور اس اُمت کے پیروکاروں کی حال گوسالہ (سونے کا بچھڑا جس کو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں پوجنا شروع کر دیا تھا) کے پیروکاروں جیسی ہو جائے گی۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے جناب ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بناتے وقت کہا تھا، اگر لوگ گمراہ ہو جائیں تو مددگار تلاش کرنا اور ان کے ذریعے جہاد کرنا۔ اگر مددگار نہ ملیں تو اپنے ہاتھ روکے رکھنا۔ اپنی جان بچانا اور لوگوں میں تفریق پیدا نہ کرنا۔

رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی مجھ سے یہی فرمایا تھا۔ مجھے خوف تھا کہ کہیں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھ سے یہ نہ فرما دیں کہ اے علیؑ میں نے تجھ سے وعدہ لیا تھا کہ اگر مددگار نہ ملیں تو اپنے ہاتھ روک رکھنا اور اپنی، اور اپنے اہلبیتؑ کی اور اپنے پیروکاروں کی جان بچانا۔ جب رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انتقال ہوا تو لوگوں نے ابو بکر بن قحافہ کی طرف مائل ہو کر بیعت کر لی۔ میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غسل و کفن میں مصروف ہو گیا۔ میں نے قسم کھائی ہوئی تھی کہ جب تک قرآن کریم کو ایک کتاب کی صورت میں جمع نہ کر لوں گا میں باہر نہ آوں گا۔ میں نے ایسا کر لیا تھا۔ پھر سیدہ فاطمہؑ سلام اللہ علیہا، حسنؑ و حسینؑ کو ساتھ لے، اہل بدر، سابقین فی الاسلام، مہاجرین و انصار میں سے ہر ایک کے پاس گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسمیں دلائیں۔ اپنا حق جتلایا اور اپنی نصرت کی دعوت دی۔ صرف چار آدمیوں کے سوا میری دعوت کسی نے قبول نہ کی۔ وہ چار آدمی زبیر، سلمان، ابوذرؓ اور مقداد تھے۔ اہلبیتؑ میں سے کوئی میرے پاس موجود نہ تھا۔ جن کے ذریعے جہاد کرتا۔ اور مضبوط ہوتا۔ حضرت حمزہ احد کی لڑائی میں شہید ہو چکے تھے، جعفر موتہ کی لڑائی میں مارے گئے۔ میں صرف دو لاچار اور کمزور آدمیوں کے درمیان جو کہ عقیل اور عباسؓ تھے رہ گیا تھا۔ لوگوں نے مجھے مجبور کیا، مجھے ستایا تو میں نے ایسا ہی کہا جیسا کہ ہارون علیہ السلام نے اپنے بھائی سے کہا تھا، اے میرے بھائی، میری قوم نے مجھے کمزور کر دیا ہے۔ قریب ہے کہ مجھے قتل کر دیں۔ میرے لئے ہارون علیہ السلام کی سیرت نمونہ تھی۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وعدہ مضبوط دلیل تھی۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

اشعث بن قیس نے کہا، ایسا ہی عثمان بن عفان نے کیا تھا۔ لوگوں نے استغاثہ کیا۔ ان کو اپنی امداد کی طرف بلایا جب ان کو امداد نہ ملی تو مظلومی کی حالت میں قتل ہو گئے۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے جواب دیا، اے قیس کے بیٹے تم پر ہلاکت ہو، قوم نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھ کو کمزور کر دیا۔ قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیں۔ اگر وہ مجھے کہتے کہ ہم آپؑ کو قتل کر دیں گے تو میں یقیناً اپنے اپ کو بچاتا۔ اگرچہ اکیلا ہی کیوں نہ ہوتا۔ ان لوگوں نے صرف یہی مطالبہ کیا تھا کہ اگر آپؑ بیعت کر لیں تو آپ رک جائیں گے۔ آپ کی عزت کریں گے۔ آپ کو اپنا مقرب بنائیں گے۔ آپ کو فضیلت دیں گے۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو آپ کو قتل کر دیں گے۔ جب کہ عثمان بن عفان سے لوگوں نے کہا کہ اگر آپ خلافت سے دستبردار ہو جائیں تو ہم آپ سے رک جائیں گے، یعنی آپ کو قتل نہیں کریں گے۔ اگر عثمان بن عفان خلافت سے دستبردار ہو جاتا تو قتل نہ ہوتا۔

عثمان بن عفان نے کہا کہ میں خلافت سے دستبردار نہیں ہونگا۔ لوگوں نے کہا پھر ہم آپ کو ضرور قتل کریں گے۔ یہاں پر عثمان بن عفان کو لوگوں کی بغاوت کا علاج کرنا چاہیے تھا۔ حتیٰ کہ لوگوں نے آپ کو قتل کر دیا۔ مجھے اپنی ذات کی قسم اس کے لئے خلافت چھوڑ دینا اچھا تھا۔ عثمان بن عفان نے خلافت کو بلا حق حاصل کیا تھا۔ اس نے غیر کے حق کو چھینا تھا۔ اے قیس کے بیٹے، عثمان بن عفان کی حالت دو صورتوں سے خالی نہیں ہو سکتی۔ یا تو اس نے لوگوں کو اپنی امداد کے لئے بلایا ہو اور انہوں نے اس کی مدد نہ کی ہو۔ یا لوگوں نے عثمان بن عفان کو دعوت دی ہو اور عثمان بن عفان نے امداد لینے سے انکار کر دیا ہو۔ عثمان بن عفان کے لئے یہ جائز نہ تھا کہ وہ ایک ہدایت کرنے والے ہدایت یافتہ امام کی امداد سے لوگوں کو روکتے۔ امامؑ بھی ایسا جس نے کوئی نئی چیز اسلام میں داخل نہ کی ہو۔ اور نہ ہی خود کسی بدعت کا مرتکب ہوا ہو۔ اگر ایسے امامؑ کو عثمان بن عفان نے امداد سے روکا تو اچھا نہ کیا۔

اگرچہ لوگوں نے بھی اچھا نہ کیا، جب وہ عثمان بن عفان کی اطاعت کر چکے تھے تو اس کو قتل کیوں کیا۔ یا پھر عثمان بن عفان کے ظلم کی وجہ سے لوگوں نے اسے اپنی امداد کا اہل نہ سمجھا ہو۔ عثمان بن عفان کی امداد اس لئے نہ کی ہو کہ آپ نے کتاب خدا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلاف حکم کیا ہو۔ عثمان بن عفان کے پاس اس کے اپنے اعزہ، غلام اور دوستوں میں چار ہزار جوان موجود تھے۔ اگر آپ چاہتے تو اپنے آپ کو بچا سکتے تھے۔ عثمان بن عفان نے کیوں ان لوگوں کو اپنی امداد کے

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

لئے نہ بلایا۔ جس روز ابو بکر بن قحافہ کی بیعت کی گئی اگر اس روز مجھے چالیس آدمی مل جاتے تو میں ضرور ان سے جنگ کرتا۔

اے قیس کے بیٹے، تمہارے لئے ہلاکت ہو، جب عثمان بن عفان قتل کئے گئے، اس روز کے بعد مجھے مددگار مل گئے تھے۔ تم نے دیکھا کہ میں نے کیا کیا تھا؟ کیا تم نے بصرہ کے روز (جنگ جمل)، مجھ میں کمزوری و بزدلی دیکھی تھی؟ بصرہ والے اس ملعون اونٹ کے گرد جمع تھے۔ جو اس اونٹ کے ساتھ تھا وہ بھی ملعون تھا۔ جو اونٹ کے گرد قتل ہوا ہے وہ بھی ملعون ہے۔ جس نے اس لڑائی کے بعد توبہ اور استغفار نہیں کیا وہ بھی ملعون ہے۔ ان لوگوں نے میرے اصحاب انصار کو قتل کیا تھا اور میری بیعت کو توڑا تھا۔ اور میرے عامل (گورنر) کا مثلہ (مارنے کے بعد ہاتھ پاوں کاٹے تھے) کیا تھا۔ اور میرے خلاف بغاوت کی تھی۔ میں ان لوگوں کے پاس دس ہزار کا لشکر لے کر گیا، بصرہ والے ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ تھے۔ (ایک روایت میں ہے کہ بصرہ والے پچاس ہزار تھے)۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری امداد کی ان کو میرے ہاتھوں قتل کرایا۔ اور مومنین کے سینوں کو ٹھنڈا کیا۔

اے قیس کے بیٹے، تم نے صفین میں ہمارے جہاد کو کیسا دیکھا تھا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے پچاس ہزار ہمارے ہاتھوں قتل کئے۔ وہ سب مقتول ایک ہی راستے سے دوزخ میں گئے۔ اے قیس کے بیٹے، تم نے ہمیں نہروان کی لڑائی کے روز کیسا دیکھا تھا؟ میں نے خوارج سے جہاد کیا تھا۔ یہ لوگ وہ تھے جو خوامخواہ اپنے آپ کو عقلمند اور دین دار سمجھتے تھے۔ ان کی کوشش دنیا کی زندگی میں بے کار ہو گئی ہے۔ وہ خیال کرتے تھے کہ وہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کرکے ایک ہی راستہ پر جہنم واصل کیا۔ ان کے دس آدمی بھی نہ بچے تھے اور مومنین کے دس بھی نہ مرے تھے۔

اے قیس کے بیٹے تمہارے لئے ہلاکت ہو، تم نے کبھی مجھے دیکھا کہ جنگ سے بھاگنے کی وجہ سے مجھ سے علم لے لیا گیا ہو۔ یا میں نے خود واپس کر دیا ہو۔ میں ہر لڑائی میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ رہا۔ میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے جنگ کے شدائد میں گھس جاتا تھا۔ نہ میں جنگ سے بھاگتا تھا اور نہ کسی چیز کی پناہ لیتا تھا۔ اور نہ ہی کمزوری ظاہر کرتا تھا۔ نہ میں نے کبھی زخمی کو مارا اور نہ کبھی دشمن کو اپنی پشت دیکھائی۔ نبیؐ یا وصیؑ کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ جب لڑائی کے لئے زرہ کس لے، یا دشمن سے جہاد کا قصد کرے یا ارادہ کر لے اور واپس لوٹ آئے۔ وہ اس وقت لوٹے گا جب اللہ تعالیٰ اس کو فتح عنایت کرے گا۔ یا وہ قتل ہو گا۔ کیا تم نے میرے متعلق جنگ سے بھاگنا یا میری تلوار کا وار خطا ہوتے سنا ہے؟؟ قسم

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور مخلوق کو پیدا کیا۔ اگر جس روز ابو بکر بن قحافہ کی بیعت کی گئ تھی مجھے چالیس آدمی مل جاتے اور وہ سارے کے سارے ان چاروں کی طرح صاحب بصیرت ہوتے تو میں اپنے ہاتھ کو کبھی نہ روکتا اور اس قوم سے ضرور جہاد کرتا۔ لیکن میں نے ان چاروں کے علاوہ کسی کو نہ پایا۔ یہ چار سلمان، ابوذرؓ، مقدادؓ اور زبیر تھے۔

میری بیعت توڑنے والے سب سے پہلے زبیر بن صفیہ ہیں۔ زبیر نے میری دو مرتبہ بیعت کی۔ پہلی دفعہ بیعت اس وقت کی اور اس پر کاربند بھی رہے جب ابو بکر بن قحافہ کی بیعت کی جارہی تھی۔ اس وقت چالیس آدمی انصار و مہاجرین میں سے میرے پاس آئے اور میری بیعت کی۔ جن میں زبیر بھی شامل تھا۔ میں نے ان کو حکم دیا کہ صبح کے وقت سر منڈوا کر اور ہتھیار لگا کر میرے دروازے پر آجائیں۔ ان چار آدمیوں کے علاوہ کسی نے وفا نہ کی اور میرے دروازے پر کوئی نہ آیا۔ زبیر نے دوسری مرتبہ اس وقت بیعت کی جب عثمان بن عفان کے قتل کے بعد وہ خود اور طلحہ میرے پاس آئے اور رضامندی اور خوشی سے دونوں نے میری بیعت کی۔ پھر دونوں دین سے مرتد ہوتے ہوئے، بیعت توڑتے ہوئے، مکابرہ، دشمنی اور حسد کرتے ہوئے پھر گئے۔ ان چار میں سے تین سلمان، ابوذرؓ اور مقدادؓ دین محمد اور ملت ابراہیمؑ پر قائم رہے۔ اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل کرے۔ اے قیس کے بیٹے ابو بکر بن قحافہ کے وقت وہ چالیس لوگ جنہوں نے میری بیعت کی تھی مجھ سے وفا کرتے اور صبح کو سر منڈوا کر میرے دروازے پر آجاتے تو میں ان کے ہمراہ لڑتا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں روانہ کرتا۔ اگر مجھے عمر بن خطاب کی بیعت سے پہلے مددگار مل جاتے تو میں ضرور ان سے لڑتا اور ان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھیجتا۔ عبدالرحمٰن بن عوت نے خلافت کو عثمان بن عفان کے لئے تجویز کیا اور عبدالرحمٰن بن عوت نے عثمان بن عفان سے یہ بات طے کی کہ موت کے وقت وہ خلافت کو ابن عوف کے سپرد کریں گے۔ اشعث نے کہا اگر معاملہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آپؑ بتا رہے ہیں تو آپؑ نے اپنے اہلبیتؑ اور اپنے پیروکاروں کے علاوہ تمام اُمت کو ہلاک کر دیا۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے کہا اے اشعث، اللہ کی قسم، حق میرے ساتھ ہے۔ اُمت میں ناصبین، مکاربین، جامدین اور معاندین کے سوا کوئی ہلاک نہ ہوگا۔ جس نے توحید کا اقرار کیا، رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اسلام کا بھی اقرار کیا۔ ملت سے نہ نکلا۔ ہم پر ظلم نہ کیا ہمارے ساتھ دشمنی پیدا نہ کی۔ خلافت کے معاملے میں اس کو شک ہو گیا اور وہ خلافت کے حق دار کو نہ پہچان سکا۔ ہماری ولایت کا اس کو پتہ نہ رہا اور ہم سے دشمنی کی بنیاد بھی نہ رکھی۔ ایسا مسلمانؓ مستقعف ہے۔ ایسے مسلمانؓ کے

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

لئے اللہ کی رحمت کی امید کی جاتی ہے۔ ہاں البتہ اس کے گناہ اس کے خوف کا باعث ہو سکتے ہیں۔ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کے اس کلام کو ان کے جس پیروکار نے بھی اس دن سنا اس کا چہرہ ہشاش بشاش اور خوش نظر آتا تھا۔

شیعانِ علیؑ میں مسرت کی لہر

سلیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ اس دن امیر المومنین علیہ السلام کے شیعوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کا چہرہ روشن اور دل خوش نہ ہو گیا ہو۔ آپؑ کے ان ارشادات کی وجہ سے جبکہ آپؑ نے خود ہر بات کی تشریح فرما دی اور پردے ہٹا کر ہر بات کو بے حجابانہ کھول دیا اور جن جن لوگوں کو گزرے ہوئے خلفا کی خلافت کی حق میں شک تھا اور ان کے خلاف کچھ نہ کہتے تھے بلکہ ان سے بیزاری روکنے کو اپنا تقدس اور گناہ سے پرہیز سمجھتے تھے سب کو یقین ہو گیا۔ اور اچھی طرح سمجھ میں آ گیا۔ وہ شک و تردد سے باز آ گئے۔ اور جس جس نے عثمان بن عفان اور شیخین کی بیعت کی وجہ سے آپؑ کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ سب کو حقیقت نظر آ گئی۔ پچھلے خلفا کی باتوں سے کراہت کرنے لگے۔ اور سب سے بڑھ کر عوام الناس کی آنکھوں سے پردہ ہٹا اور وہ سمجھ گئے اور ان کے شکوک رفع ہو گئے۔ سلیم بن قیس ہلالی روایت کرتے ہیں کہ اس دن سے زیادہ عوام کے لئے کوئی ایسا دن نہیں گزرا جب سب سے زیادہ ہماری آنکھیں ٹھنڈیں ہوئی ہوں۔ جب آپؑ نے حقائق سے پردہ ہٹا کر اعلان حق کر دیا۔ اور خلافت کے امر کی تشریح کر دی۔ اور تقیہ چھوڑ دیا۔ اس دن کے بعد آپؑ کے شیعوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا۔ اور وہ، وہ باتیں کرنے لگے حالانکہ آپؑ کے لشکر میں قلیل تھے اور لوگ آپؑ کے علم کی وجہ سے آپ کی طرف مائل ہونے لگے۔ اور آپؑ کے درجہ کو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں فضیلت حاصل ہے اس کو جاننے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد شیعہ بزرگ ترین مسلمان ہو گئے۔ یہ جنگ نہروان کے بعد کا واقعہ ہے۔ جب آپؑ لوگوں کو معاویہ کے خلاف مقابلہ میں تیار ہونے کا حکم دے رہے تھے۔ پھر زیادہ وقت نہیں گزرا کہ ملعون عبدالرحمٰن ابن ملجم نے چھپ کر ظلم کے وار سے اس تلوار سے شہید کیا جسے زہر میں بجھایا گیا تھا۔

صفین کے دنوں میں امیرؑ کا خطبہ:

سلیمؓ بن قیس ہلالی روایت کرتے ہیں کہ صفین کی لڑائی سے پہلے امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک خطبہ ارشاد کیا۔
"بے شک یہ قوم حق کی طرف کبھی رجوع نہ کرے گی۔ اور نہ اس حکم کی طرف متوجہ ہو گی۔ ہو ہمارے اور ان کے درمیان مشترک ہے۔ یہاں تک کہ ان پر پے در پے لشکروں سے تیر اندازی نہ کی جائے۔ لشکروں کے پیچھے لشکر حملہ کریں۔ ان گنت لشکر ان کے شہروں کو تباہ کرے۔ اسلامی لشکر کے گھوڑے ان کی زمینوں کی چراگاہ میں کھائیں۔ ان پر ہر طرف سے

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؔ بخاری

تباہی ڈالی جائے۔ اور صابر لوگ ان کے پاس پہنچ جائیں۔ صابر و صادق وہ ہیں ان میں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دیتا ہے۔ وہ شہید ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی زیادہ کوشش کرتا ہے۔ اللہ کی قسم، ہم رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ جنگ میں اپنے رشتے داروں کو قتل کرتے تھے۔ یہ بات ہمارے ایمان کو اور اسلام کو اور زیادہ کرتی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کوشش کو زیادہ کرتی تھی۔ اور مقابلے سے لڑنے کے لئے ہماری ہمت کو بڑھاتی تھی۔

اگر ہم میں سے اور ہمارے دشمن میں سے دو آدمی سانڈھوں کی طرح آپس میں حملہ آور ہوتے تھے۔ تو وہ دونوں اپنے جسموں کو اچکاتے کہ ان میں سے کون اپنے مدمقابل کو موت کا پیالہ پلاتا ہے۔ کبھی ہم دشمن پر غالب آتے تھے اور کبھی دشمن ہم پر غالب آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے صدق اور صبر کو ملاحظہ فرمایا تو اپنی کتاب میں ہماری اچھی تعریف کی۔ اور اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا۔ اور ہم پر نصرت کو نازل فرمایا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو بھی رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ تھا وہ انہی صفات کا حامل تھا۔ لیکن ان کے بڑے بڑے سردار ایسے ہی تھے۔ ہمارے دلوں میں ایک خاص جذبہ ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔

اے قیس کے بیٹے، بعض اصحاب دین ایسے بھی ہیں جن کی تم اور تمہارے ساتھی تعریف بیان کرتے ہیں۔ نہ کبھی اس نے تیر مارا اور نہ تلوار کی ضرب لگائی اور نہ ہی نیزہ چلایا۔ جب موت اور سخت لڑائی کا وقت آجاتا تھا تو پناہ لیتے تھے۔ چھپ جاتے تھے۔ اور کھسک جاتے تھے۔ ایسے پناہ لیتے تھے جیسے بھیڑ چھونے والے کے ہاتھ کو نہیں روک سکتی۔ جب ان کی دشمن سے مڈبھیڑ ہو جاتی تھی تو بزدلی اور خست کی وجہ سے بھاگ جاتے تھے۔ اپنی پشت دشمن کے حوالے کر دیتے تھے۔ اور جب امن کا زمانہ ہوتا تھا اور مال غنیمت تقسیم کیا جاتا تھا تو ایسی گفتگو کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قران میں فرمایا ہے، کہ مال غنیمت لینے کے لئے گرے پڑتے ہیں۔ اور طرار زبانوں سے تم پر طعنوں کی بھرمار کرتے ہیں۔ سورہ احزاب۔ ایک دن اس نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایک ایسے شخص کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی جس کو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قتل نہیں کروانا چاہتے تھے۔ لہٰذا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کو قتل کی اجازت نہیں دی۔

اور ایک دن اس کو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہتھیار لگائے دیکھا تو ہنس پڑے اور فرمایا، اے فلاں کے بیٹے تمہارا کیا کہنا۔ اشعث نے کہا، امیر المومنین علیہ السلام آپ نے اس کا نام نہیں بتایا وہ کون ہے؟ اس کے خوف سے تو شیطان بھاگ جاتا تھا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا ایسا ہر گز نہ تھا۔ کیا شیطان کا خوف اللہ تعالیٰ کی وجہ سے تھا؟ جب ہم رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

کے ساتھ غزوات میں ہوتے تھے تو ایسی ہی تکالیف اور سختیاں جھیلتے تھے۔ جیسی آج تم برداشت کر رہے ہو۔ اس دن اللہ تعالیٰ کا دین اس طرح قائم نہیں ہوا تھا نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مضبوط کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میری بات کو یاد رکھو اور اس کے پلے باندھ لو۔ تم ندامت اور حسرت میں خون کے آنسو بہاؤ گے۔ تقیناً تم میں شریر آدمی جو نامعلوم باپ کی اولاد ہیں، طلقہ (آزاد کردہ غلام، روز فتح مکہ) ہیں۔ مدینہ سے نکالے گئے ہیں۔ منافق ہیں۔ تم پر مسلط ہو جائیں گے۔ وہ تمہیں ضرور قتل کریں گے۔ پھر تم اللہ تعالیٰ نے فریاد کرو گے لیکن اللہ تعالیٰ تمہاری فریاد کا جواب نہ دے گا اور نہ ہی تم سے مصیبت کو دور کرے گا۔ جب تک تم توبہ نہ کر لو۔ اسی حالت میں رہو گے اور اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کے فتنے اور گمراہی سے ایسے ہی نجات دے گا جیسے شرک اور جہالت سے دی تھی۔

اس اُمت کے جاہل پر سخت تعجب ہے کہ جو اس اُمت کو گمراہ کر رہا ہے اور ان کو آگے پیچھے دھکیل کر دوزخ کی طرف لے جا رہا ہے۔ یہ لوگ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کئی مرتبہ سن چکے ہیں کہ جب اُمت نے اپنی طرف سے کسی اُمتی کو خلیفہ مقرر کیا ہو اور اس اُمت میں اس مقرر کردہ خلیفہ سے زیادہ علم رکھنے والے آدمی موجود ہوں تو اس کا کام ہمیشہ گمراہی کی طرف جائے گا۔ جب تک وہ لوگ پھر وہاں نہ آجائیں جہاں انہوں نے (امام حق) کو چھوڑا تھا۔ مجھ سے پہلے ان لوگوں نے تین آدمیوں کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ ان میں سے کسی نے قران کریم کو صحیح طور پر جمع نہیں کیا اور نہ ہی کسی نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ وہ کتاب اللہ سے باخبر ہے۔ اور اس کو اپنے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کی حقیقت معلوم ہے۔ ان تمام لوگوں کو بخوبی معلوم ہے کہ سب سے زیادہ کتاب خدا کی کی حقیقت کو جانتا ہوں۔

مجھے اپنے نبیؐ کی سنت کا پورا علم ہے۔ میں ان سب سے زیادہ علم و دانش کا مالک ہوں۔ ان سب سے زیادہ کتاب خدا کا قاری ہوں۔ ان سب سے زیادہ اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے والا ہوں۔ ان تین میں سے کسی کو بھی یہ شرف رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حاصل نہیں ہوا۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غزوات میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ کسی نے کوئی تکلیف نہ اٹھائی۔ تیر تو پھینکا لیکن نیزے سے کسی کو زخمی نہیں کیا۔ بزدلی اور خست کی وجہ سے کسی سے تلوار سے نہ لڑا۔ یہ اس لئے ہوتا تھا کہ دنیا میں زندہ رہنے کی خواہش دامن گیر ہوتی تھی۔ ان لوگوں پر اچھی طرح واضح ہے کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بذات خود اُبی بن خلف اور مسجع بن عوت کو قتل کیا تھا۔ جو لوگوں میں جنگ سے میں سے سب سے زیادہ آگے بڑھنے والا ہو، وہی خلافت کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

یہ لوگ حتمی طور پر جانتے ہیں کہ ان میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو میرے برابر ہو سکتا ہو۔ میرے سوا بہادروں کے مقابلہ میں کوئی نہ نکلتا تھا۔ اور نہ میرے سوا کوئی قلعوں کو فتح کرتا تھا۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جو بھی مشکل، تنگی اور سخت مرحلہ پیش آتا تھا تو فرماتے تھے، میرے بھائی علیؑ کہاں ہیں؟ میری تلوار کہاں ہیں؟ میرا نیزہ کہاں ہیں؟ میرے غم کو دور کرنے والے کہاں ہیں۔ مجھے مشکل میں آگے بڑھاتے تھے۔ میں اکیلا اس مصیبت میں گھس جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مشکل کو دور کرتا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مجھ پر خاص مہربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان چیزوں کے ساتھ مخصوص کیا۔ اور مجھے اس بات کی توفیق دی۔

جس شخص کا تم نے نام لیا ہے کہ وہ بہادر تھا، اس نے تو کوئی فضیلت حاصل نہ کی اور نہ وہ میدان جنگ میں نکلا۔ اور نہ ہی فتح حاصل کی۔ اور نہ ہی اس نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امداد کی۔ ایک مرتبہ اس نے مقابلے کی ٹھان لی تھی۔ لیکن میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ اپنی پشت دشمن کو دکھادی۔ اور اس حالت میں واپس آیا کہ اس کے ساتھی اس کو بزدل کہتے تھے اور وہ اپنے ساتھیوں کو بزدل کہتا تھا۔ وہ صاحب کئی دفعہ جنگ سے بھاگ گئے۔ خندق کی لڑائی کے دن عمر بن عبدود نے اس کا نام لے کر لڑائی کے لئے للکارا۔ لیکن جان کتراتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے ہاں پناہ لی۔ جب رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کا خوف ملاحظہ کیا تو ہنس پڑے۔ اور فرمایا، میرا حبیب علیؑ کہاں ہے۔ اے میرے حبیب علیؑ آگے بڑھو۔ اس کی تو یہ حالت تھی کہ اس نے اپنے چار ساتھیوں سے کہا تھا (جنھوں نے نوشتہ تحریر کیا)، اگر دشمن نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا تو ہم محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کفار کے حوالے کر دیں گے۔ ان کی ایسی حالت ایسی تھی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

سورہ احزاب میں، آیت ۱۰، ۱۱، ۱۲

اذ جاوو کم من فوقکم و من اسفل منکم واذ زاعنت الابصار و بلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا ۔O ہنالک ابتلی المومنون وزلزلوازلزالا شدیدا ۔Oواذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض ماوعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا O

جب وہ تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے چڑھ ائے تھے اور جب انکھیں پھر گئی تھیں اور دل حلقوم تک اپہنچے تھے اور تم اللہ کی نسبت مختلف گمان کرنے لگے تھےo اس مقام پر مومنوں کی ازمائش کی گئی اور انہیں نہایت سخت جھٹکے دیئے گئے۔ اور جب منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری تھی، یہ کہنے لگے کہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے صرف دھوکہ اور فریب کے لئے وعدہ کیا تھاo

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ ہم ایک بُت بنا کر اس کی پوجا شروع کر دیں گے اگر ابن ابی کامیاب ہوگئے تو ہم محفوظ نہ ہوں گے۔ اس کی کامیابی میں ہماری اور تمہاری تباہی ہے۔ اگر قریش کامیاب ہوگئے تو ہم اس بت کی پوجا کو رواج دیں گے۔ اگر ابن ابی کبشہ کی حکومت قائم ہو گئی تو ہم اس بت کی پوجا پوشیدہ طور پر کریں گے۔ جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہوئے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس بات سے آگاہ کر دیا۔ جب میں نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا تو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس بات کا انکشاف کیا۔

رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان دونوں کو طلب کیا اور فرمایا کہ تم دونوں نے دور جاہلیت میں کتنے بتوں کی پوجا کی تھی؟ انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو دور جاہلیت میں ہو چکا اس کے متعلق ہمیں شرمسار نہ کریں۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، آج تم نے کتنے بتوں کی پوجا کی ہے۔ دونوں نے عرض کی، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو برحق معبوث کیا۔ ہم نے جس روز سے آپؐ کا مذہب اختیار کیا ہے اس روز سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کی عبادت نہیں کی۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اے علیؑ، اس تلوار کو لے کر فلاں جگہ چلے جاو اور اس بت کو نکال دو، جس کی یہ دونوں پوجا کرتے ہیں۔ اگر بت نکالتے وقت ان دونوں میں سے کوئی بھی تمہاری مخالفت کرے تو اس کی گردن اڑا دو۔ وہ دونوں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں جھک گئے اور کہنے لگے، آپؐ ہماری پردہ پوشی کریں اللہ تعالیٰ آپؐ کی پردہ پوشی کرے گا۔ میں (علیؑ) نے کہا، میں تم دونوں کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ضمانت دیتا ہوں۔ تم محض اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ دونوں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس بات کا وعدہ کیا، میں نے اس بت کو مقررہ جگہ سے نکال کر اس کے چہرہ اور ہاتھوں کو توڑ دیا۔ اس کے پاوں کو کاٹ دیا۔ پھر میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اللہ کی قسم، میں ان دونوں کے چہروں پر اس بات کا اثر ان کی موت تک دیکھتا رہا۔

جب رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انتقال ہوا تو دونوں صاحبان تشریف فرما ہوئے۔ میرے حق کے ساتھ انصار سے جھگڑا شروع کر دیا۔ اگر وہ سچے تھے اور ان کی دلیل حق تھی۔ کہ وہ قریش تھے اور انصار سے افضل تھے۔ تو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی قریش سے تھے اس لئے انصار سے افضل تھے۔ تو پھر جو شخص رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وجہ سے افضل ہو وہ خلافت کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے میرے حق میں مجھ پر ظلم کیا۔ اگر ان کی دلیل باطل تھی تو انہوں نے انصار پر ظلم کیا۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان جنہوں نے ہم پر ظلم کیا، لوگوں کو ہماری گردنوں پر سوار کیا، قیاُمت کے روز انصاف کرے گا۔ حیرانی کی بات ہے کہ لوگوں کے دل ان کی محبت میں فریفتہ ہو چکے ہیں۔ جنہوں نے ان کو صحیح راستے سے ہٹا دیا۔ اور دین سے منحرف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر یہ اُمت اپنے پاوں کے بل زمین پر کھڑی ہو جائے اور اپنے سروں پر خاک ڈال دے اور اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرے اور قیاُمت کے روز اس شخص سے بیزاری کا اظہار کرے جس نے ان کو گمراہ کیا۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک دیا ہے۔ انہیں آگ کی طرف دعوت دی ہے۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنا ہے۔ اپنے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو ان پر واجب قرار دیا ہے۔ تو ایسا کرنے سے بھی یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں گے۔ یہ اس لئے ہوگا کہ حق پر کاربند سچا انسان، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کو جاننے والا انسان، اگر ان کی بدعت (دین میں خلاف شرع) کی بات کو تبدیل کرتا ہے، اور جس انسان کے یہ پیروکار تھے۔ اگر اس کی کسی بات کو ٹوکتا تو ایسا کرنے پر حق پر کاربند انسان کو خوف لاحق تھا۔ اس کو اکیلا چھوڑ دیا، اس کا ساتھ دینے سے الگ ہو گئے۔

اگر میں (علیؑ) ان کی بدعت پر کاربند ہوتا اس کو جائز تصور کرتا ان کی ہاں میں ہاں ملاتا ان کی خلاف شرع بات کو بطور دین اپناتا تو وہ لوگ مجھے دوست رکھتے۔ عزت کرتے اور فضیلت دیتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر میں اپنے اس لشکر میں اُس اعلان حق جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل کیا اور اس حق کو بھی ظاہر کر دوں جس کی اللہ تعالیٰ نے دعوت دی ہے اور اس کی تشریح بھی کر دوں جس کو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے سنا ہے تو بہت کم لوگ میرا ساتھ دیں گے۔ میرے ساتھ کمزور اور غریب لوگ رہ جائیں گے۔ باقی سب متفرق ہو جائیں گے۔ اگر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وعدہ نہ لیا ہوتا اور آئندہ پیش آنے والے واقعات رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نہ سنے ہوتے تو ضرور میں ایسا ہی کرتا (حق کو ظاہر کر دیتا)۔ لیکن رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا، اے بھائی، جب مومن اس کام کے کرنے سے مجبور ہو جائیں جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حلال اور جائز کیا ہے، تو پھر تقیہ اللہ تعالیٰ کے دین کا جزو ہے۔ جو تقیہ نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں۔

آپؑ نے اپنے حکمین (سرکاری عہدہداران) کو روانہ کرتے ہوئے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کرنا۔ ان دونوں چیزوں میں میرے حق میں ضمانت موجود ہے۔ ان لوگوں کی طرف خلافت کو جو شخص لے گیا ہے۔ وہ ان کی خیانت کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام سے ایک انصاری نے سوال کیا،

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؔ بخاری

آپؑ کیوں پریشان ہوتے ہیں؟ اس اُمت میں کوئی بھی آپؑ سے زیادہ خلافت کا مستحق نہیں ہے۔ پھر یہ انتشار اور اختلاف کیوں؟۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے جواب دیا، میں تمہارا وہ دوست ہوں جس کو تم جانتے ہو۔ لیکن میں کیا کروں؟ مجھے اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ میں ان کو اپنی خلافت کی طرف دعوت دیتا ہوں تو وہ انکار کرتے ہیں۔ اگر میں ان کی خواہشات کی پیروی کروں تو تم لوگ مجھ سے الگ ہو جاوگے۔

نصرانی کی حاضری

سلیمؒ بن قیس ہلالی روایت کرتے ہیں کہ صفین سے واپسی پر ہمارا لشکر ایک نصرانی کے گرجا کے پاس رکا۔ وہاں ایک خوبصورت اچھی شکلو قامت والے بزرگ تشریف لائے ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ اس نے امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے جواب دیا، اے میرے بھائی شمعون بن جون خوش آمدید۔ مزاج کیسے ہیں اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ شمعون نے عرض کی، اے امیر المومنینؑ، سید المسلمین، وصی رسولؐ رب العالمین ، میں خیریت سے ہوں۔ آپؑ کے بھائی جناب عیسیٰ ابن مریمؑ علیہ السلام کے ایک حواری کی اولاد سے ہوں۔ میں شمعون بن یوحنا کی اولاد میں سے ہوں۔ جو جناب عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواریوں میں سے افضل اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزدیک محبوب اور صاحب منزلت تھے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو وصیت فرمائی تھی۔ ان کے سپرد اپنی کتاب علم و حکمت کو کیا تھا۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے وہ پیروکار لگاتار دین اور ملت پر قائم رہے۔ نہ انہوں نے کفر کیا اور نہ ہی دین میں کوئی تبدیلی اور تغیر کیا۔ یہ وہ کتاب جس کو جناب عیسیٰ علیہ السلام نے لکھوایا تھا۔ اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ اس کتاب میں وہ تمام واقعات درج ہیں جن کے ارتکاب لوگ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کریں گے۔ ہر بادشاہ کے حالات، اس کی سلطنت کی مدت اس کے زمانے کے واقعات اور اس کے ہمعصر بادشاہوں کے حالات تحریر ہیں،

ان کے بعد اور حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ رسالت کے درجے پر فائز کرے گا۔ وہ شخص تھامہ کی سرزمین اور مکہ کی بستی کا رہنے والا ہو گا۔ اس کی آنکھیں روشن اور ابرو گھنے بالوں والے ہونگے۔ اور اس کی سواری اونٹنی اور گدھا ہو گا۔ اس کے ہاتھ میں عصا اور سر پر عمامہ ہو گا۔ اس کے بارہ نام ہونگے۔ پھر اس نصرانی نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیدائش، بعثت، ہجرت، آپؐ کے دشمن، آپؐ کے ناصر، ان کی زندگی، اُمت کو درپیش واقعات، جناب عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول، بیان کیا۔ اس نے کتاب میں تیرہ اشخاص کا ذکر کیا جو حضرت اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اولاد میں سے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ برتر اور محبوب ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دوست رکھے گا جو ان کو

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؔ بخاری

دوست رکھیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ان سے دشمنی رکھے گا جو ان سے دشمنی رکھیں گے۔ جس نے ان کی اطاعت کی وہ نجات پا گیا۔ جس نے ان کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔ ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ اس کتاب میں میں ان تیرہ افراد کے نام، انساب اور اوصاف تحریر ہیں۔ ان میں سے ہر شخص کتنی زندگی بسر کرے گا۔ ان میں سے کتنے اپنے دین کو پوشیدہ رکھیں گے اور اپنی قوم سے چھپائیں گے۔ اور کون اس دین کو ظاہر کرے گا۔ ان کے آخری شخص کے ہاں جناب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

جناب عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے، اے مہدی برحق علیہ الصلوۃ والسلام آپ امامؑ ہیں۔ آپؑ سے آگے بڑھنا کسی کے لئے جائز نہیں۔ بقیتہ اللہ علیہ الصلوۃ والسلام آگے بڑھیں گے اور لوگ آپؑ کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام صف اول میں نماز ادا کریں گے۔ ان تمام افراد سے افضل و بہتر جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رسولؐ اللہ ہیں۔ اس کو ان تمام کے اجر اور ان لوگوں کا اجر کا ثواب ملے گا جنہوں نے ان حضرات علیہ الصلوۃ والسلام کی اطاعت کی۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام محمد، یاسین، مفتاح، خاتم، حاشر، عاقت، ماحی ہے۔ یہ اللہ کے نبیؐ اور حبیب ہیں۔ یہ اللہ کے دوست، برگزیدہ اور پسندیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ اس کا پھرنا دیکھا ہے۔ (یعنی ان کو انبیا کے صلبوں میں منتقل ہوتے دیکھا ہے)۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ ان سے بات کرے گا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو یاد کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوقات سے مکرم اور محبوب تر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو مقرب فرشتہ ہو یا نبیؐ مرسل ہو، خواہ آدم علیہ السلام ہوں خواہ کوئی اور ہوں پیدا ہی نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ نے نزدیک جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے زیادہ محبوب ہو۔ اللہ تعالیٰ قیأمت کے روز ان کو اپنے عرش پر بیٹھائے گا۔ وہ جس کے بارے میں شفاعت کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو منظور فرمائے گا۔

قلم جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام کے ساتھ لوح محفوظ ام الکتاب میں جاری ہوا۔ جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد آپؐ کے بھائی علیؑ کا مرتبہ ہے۔ علیؑ، قیأمت کبریٰ میں اپنے ہاتھ میں عَلَم (لوائے حمد) لئے ہوئے ہونگے۔ علیؑ، رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصی اور آپؐ کی اُمت میں آپؐ کے خلیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رسولؐ اللہ کے بعد تمام مخلوق میں علیؑ ابن ابی طالبؑ علیہ الصلوۃ والسلام زیادہ محبوب ہیں۔ جناب علیؑ علیہ السلام، رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد تمام مومنین کے سردار ہیں۔ جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اولاد سے گیارہ امام پیدا ہونگے۔ بارہ اماموں کے پہلے امام جناب علیؑ علیہ السلام ہیں۔ جناب علیؑ علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کے نام جناب ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر شبرؑ اور شبیرؑ ہیں۔ اس کتاب میں ہر ایک کا نام تحریر

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؔ بخاری

ہے۔اس کا بھی ذکر ہے جو ظاہری حکومت کرے گا۔اور اس کا بھی ذکر ہے جو اپنے دین کے ساتھ غائب ہو جائے گا۔اور غیب کے بعد ظہور کرے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔اس کی بادشاہت، مشرق سے لے کر مغرب تک ہوگی۔اللہ تعالیٰ اس کو تمام دینوں پر غلبہ دے گا۔

شمعون نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا، جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو معبوث کیا تو میرے والد زندہ تھے۔انہوں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تصدیق کی تھی اور آپؐ پر ایمان لائے تھے۔اور گواہی دی تھی کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں۔ میرے والد اس وقت بہت بوڑھے تھے۔اس دین پر میرے والد کے ساتھ اور کوئی آدمی نہ تھا۔انہوں نے مرتے وقت مجھے وصیت کی تھی اے میرے بیٹے، عنقریب تمہارے پاس جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصی کا گزر ہوگا۔ جس کا نام اور تعریف اس کتاب میں تحریر ہے۔ وہ وصی جس وقت آئے گا اس وقت تک تین ناحق آئمہ گزر چکے ہونگے۔اس نے ان تینوں آئمہ کے نام، اور ان کے قبائل کے نام اور ان کے اوصاف، کتنی مدت وہ رہیں گے بیان کیا۔ میرے والد نے مجھے کہا تھا کہ تم جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصی کے پاس جانا، اس کی بیعت کرنا اور اس کے ہمراہ جنگ کرنا۔اس کے ساتھ مل کر جہاد کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ جہاد کرنا ہو۔انؐ کے وصی کو دوست رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ نبیؐ کو دوست رکھا ہو اور ان کے وصی کے ساتھ دشمنی کرنا ایسا ہی ہے جیسے خود نبیؐ کے ساتھ دشمنی کی ہو۔اے امیر المومنینؑ، اس کتاب میں قریش کے ان سارے آئمہ ان کی قوم اور ان میں گمراہ کرنے والے آئمہ کا ذکر ہے۔ جو جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہلبیتؑ سے دشمنی کریں گے۔اور ان کا حق روک لیں گے۔اور ان کو مطرود کریں گے اور ان کو ان کے حق سے محروم کر دیں گے۔اور ان سے بیزاری کریں گے۔اور ان کو خوف زدہ کریں گے۔ سلسلہ وار نام اور اوصاف تحریر ہیں۔ان کی مدت حکومت بھی تحریر ہے۔آپ علیہ السلام کی اولاد، انصار، اور پیروکار جو کچھ ان سے قتل، جنگ، تکالیف اور خوف اٹھائیں گے تحریر ہے۔آئمہ ضلال اور ان کے دوستوں اور مددگاروں سے آپ کو اللہ تعالیٰ کیسے نجات دے گا یہ سب اس میں تحریر ہے۔

یہ کہہ کر شمعون اٹھا اور بولا، امیر المومنینؑ اپنا ہاتھ آگے بڑھایئے میں آپؑ کی بیعت کرتا ہوں۔ (آپؑ نے ہاتھ بڑھایا) تو وہ بولا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے بندے اور رسولؐ ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اے علیؑ آپ رسولؐ کے اُمت میں خلیفہ اور وصی ہیں۔ زمین میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر گواہ اور حجت ہیں۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔ میں ہر اس دین سے بیزار ہوں جو دین اسلام کا مخالف ہے۔ اسلام اللہ

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

تعالیٰ کا دین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے منتخب کیا ہے۔ اپنے دوستوں کے لئے اسلام کو پسند کیا ہے۔ اسلام جناب عیسیٰ علیہ السلام بن مریمؑ کا دین ہے۔ اسلام انبیا اور رسولوں کا دین ہے۔ جو جناب عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اسلام وہ دین ہے جس پر میرے پہلے آباواجداد کاربند رہے ہیں۔ میں آپؐ سے اور آپؐ کے اوصیا سے تولا کرتا ہوں۔ جو آپؐ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ میں ان کے دشمنوں اور مخالفوں سے بیزاری کرتا ہوں۔ جنھوں نے ان سے برات ظاہر کی۔ اور ان کا حق غصب کریں گے۔ خواہ اولین میں سے ہوں یا آخرین میں میں سب سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے شمعون سے کہا، مجھے اپنی وہ کتاب دے دو جس میں یہ سارے واقعات تحریر ہیں۔ اس نے کتاب آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپؐ نے اپنے ایک صحابی کو فرمایا، دوسرے آدمی (ترجمان) کو لے کر کھڑے ہو جاو۔ اس ترجمان کو تلاش کرو جو یہ کتاب سمجھتا ہو اور تمہارے لئے اس کا عربی میں ترجمہ کر دے۔ جب اس کتاب کا ترجمہ ہو چکا۔ تو جناب حضرت علیؑ علیہ السلام نے اپنے فرزند جناب حسن مجتبیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا، اے میرے بیٹے، وہ کتاب مجھے دے دو جو میں نے تمہیں دی جو مجھے جناب رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود لکھوائی تھی۔ جناب حسن مجتبیٰ نے جب دونوں کتابوں کو دیکھا تو ایک حرف بھی مخالف نہ پایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دونوں کتابیں ایک ہی آدمی نے لکھوائیں ہوں۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے دونوں کتابوں میں فرق نہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا، اس ذات کا شکر ہے۔ اگر وہ چاہتا تو اس اُمت میں اختلاف نہ ہوتا اور نہ وہ متفرق ہوتی۔ اس ذات کا شکر ہے جس نے مجھے فراموش نہیں کیا اور نہ میرے امر کو ضائع کیا۔ میرا ذکر، اللہ تعالیٰ اور اس کے اولیا کو بھولا ہوا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیطان اور اور اس کے دوستوں کا ذکر کم اور مٹایا جا چکا ہے۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کے شیعہ اس بات سے بہت خوش ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ آپ کے گرد جو لوگ جمع تھے ان میں سے کافی آدمیوں نے اس بات کو برا بھی محسوس کیا۔ ان کے اثرات ان کے چہروں سے نمایاں تھے۔ جبکہ آپؐ کے شیعہ نہال پھر رہے تھے۔

فتنہ کا بیان:

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ ایک دن امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد کیا، اے لوگو! میں وہ ہوں جس نے فتنہ کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے۔ میرے سوا اس پر کوئی جرات کرنے والا

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم، اگر میں نہ ہوتا تو جمل والے، صفین والے اور نہروان والے قتل نہ کئے جاتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تمہاری محض باتیں نہ ہوتیں اور عمل کو چھوڑ نا نہ ہوتا تو میں ضرور تم کو وہ بات بتاتا جس کو اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کی زبان مبارک سے جاری کرا چکا ہے۔ جس شخص نے میرے ہمراہ جمل، صفین اور نہروان والوں سے جنگ کی ہے وہ ان گمراہیوں کو اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ ہدایتوں کو جاننے والے تھے جس پر ہم قائم ہیں۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا، جس چیز کے بارے چاہو مجھ سے سوال کرو، اس سے پہلے مجھے نہ پاو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم، میں آسمان کی باتیں، زمین کی باتوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں دین کا یعسوب ہوں۔ میں اول السابقین ہوں۔ امام المتقین ہوں۔ خاتم الوصیین ہوں۔ انبیاؑ کا وارث ہوں۔ رب العالمین کا خلیفہ ہوں۔ میں قیامت کے دن لوگوں کو جزا اور سزا دینے والا ہوں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس منصب پر ہوں کہ جنت اور دوزخ کو تقسیم کروں گا۔ میں صدیق اکبر اور فاروق ہوں۔ جس کے ذریعے میں حق و باطل کو الگ الگ کروں گا۔ میں اموات، مصائب اور فصل خطاب کا علم جانتا ہوں۔ قران کی جو آیت نازل ہوئی جانتا ہوں۔ کیوں نازل ہوئی کہاں نازل ہوئی کس کے حق میں نازل ہوئی جانتا ہوں۔

اے لوگو! عنقریب تم مجھ کو نہ پاوگے۔ میں تم سے جدا ہونے والا ہوں۔ مرنے والا ہوں یا شہید کیا جانے والا ہوں۔ جس کے قتل کا انتظار اُمت کا شقی ترین آدمی کر رہا ہے۔ میری داڑھی کو میرے سر کے خون سے خضاب کرے گا۔ قسم ہے اس ذات کی، جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور مخلوق کو پیدا کیا، مجھ سے اس فتنہ کے متعلق سوال نہ کرو جو تین سو سال تک جاری رہے گا۔ اور اس سے آگے جائے گا۔ تمہارے اس زمانے سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک واقع ہوگا۔ اگر میں تمہیں آگاہ کر دوں کہ اس فتنہ کو چلانے والا کون ہوگا اور اس کو ہنکانے والا کون ہوگا۔ دنیا میں وہ کب تخریب کرے گا۔ تخریب کے بعد قیامت تک کیسے جڑ پکڑے گا۔ ایک آدمی کھڑا ہوگیا۔ اور عرض کی، امیر المومنینؑ بلایا (تکالیف و اُمت حانات) کے بارے میں بیان کریں۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، کہ جب سائل سوال کرے تو اس کو عقل سے کام لینا چاہیے۔ جب مسئول سے سوال کیا جائے تو اس کو سوچ لینا چاہیے۔ تمہارے پیچھے ایسے واقعات عظیمہ ہوں گے جو مخلوق میں اضطراب پیدا کر دیں گے۔ ایسے مصائب ہوں گے جو سخت تباہی پھیلانے والے ہوں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور مخلوق کو پیدا کیا اگر تم نے مجھے نہ پایا اور نہ ٹلنے والے مصائب اور بر حق اُمت حانات شروع ہوگئے۔ تو بہت سے سائل دروازہ کھٹکھٹاتے پھریں گے۔ اور بہت سے جواب دینے والے منہ موڑ لیں گے۔ یہ اس وقت ہوگا جب تمہاری جنگ جاری ہو جائے گی اور اپنی

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

داڑھ ظاہر کر دے گی۔ اور اپنی پنڈلی کے بل کھڑی ہو جائے گی۔ دنیا تمہارے لئے اُمت حان گاہ بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو باقی نیکوکار لوگوں کی خاطر دور کرے گا۔

ایک شخص کھڑا ہو گیا، اور بولا امیر المومنین علیہ السلام ہمیں فتنہ کے متعلق آگاہ کریں۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، جب فتنہ آتا ہے تو اس کی حقیقت مشتبہ ہو جاتی ہے۔ وہ حقیقت کو مشتبہ بنا دیتا ہے۔ جب وہ چلا جاتا ہے تو حقیقت کھلتی ہے۔ فتنہ کی موج سمندر جیسی ہو گی۔ اس کا جھکڑ ہوا کے تیز جھکڑ کی مانند ہو گا۔ وہ جھکڑ بعض شہروں میں پہنچے اور بعض میں نہ پہنچے۔ ان لوگوں کی طرف نگاہ کرو جو بدر کی لڑائی میں جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کی مدد کرو تمہاری مدد کی جائے گی۔ تمہیں اجر دیا جائے گا تم معذور تصور کئے جاوگے۔

خبر دار ! ! میرے بعد تمہارے لئے سب سے خوفناک فتنہ، بنی اُمیہ کا فتنہ ہو گا۔ وہ فتنہ اندھا اور بہرہ کر دینے والا ہو گا۔ کفر کے پردوں میں لپٹا ہوا ہو گا۔ فتنہ عام ہو گا۔ اس کی مصیبت خاص ہو گی۔ جو شخص اس فتنہ کے بارے میں غور و تدبر کرے گا وہ اس مصیبت کی لپیٹ میں آجائے گا۔ جو اس فتنہ سے چشم پوشی کرے گا وہ اس کی زد سے بچ جائے گا۔ باطل پرست، اہل حق پر غالب آجائیں گے۔ بے دین لوگ زمین کو بدعت، ظلم اور جور سے بھر دیں گے۔ سب سے پہلے اس فتنہ کی طاقت کو جو ختم کرے گا، اس کے ستون کو توڑے گا، اس کی میخیں نکال دے گا، وہ دنیا کا پالنے والا، سرکشوں کی قوت کو توڑنے والا اللہ تعالیٰ ہو گا۔

خبر دار ! ! میرے بعد تم بنو امیہ کو دانت کی داڑھ کی مانند برے حاکم پاوگے۔ جو منہ سے غلط اشاعت کریں گے اپنے ہاتھوں سے گمراہی پھیلائیں گے۔ اہل حق کو اپنے پاوں سے کچل دیں گے۔ خود کسی کو فائدہ نہ پہنچائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ان کا فتنہ لگاتار ہو گا۔ تم میں سے کوئی اس سے چھٹکارانہ حاصل کر سکے گا۔ مگر اتنا جتنا ایک غلام اپنے مالک سے۔ جب مالک موجود نہیں ہوتا تو غلام اس کو گالیاں دیتا ہے جب مالک آجاتا ہے تو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تم آسمان کے ہر ستارے کے نیچے پوشیدہ ہو جاو تو ان کی مصیبت کے لئے اللہ تعالیٰ تمہیں جمع کر دے گا۔ ایک آدمی بولا، اے امیر المومنینؑ کیا اس فتنہ کے بعد ہم منظّم ہو کر ایک جماعت کی صورت اختیار کر سکیں گے ؟ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، تم منظّم تو ہو جاو گے لیکن تمہارا حج، زکوۃ مختلف ہونگے۔ تمہارے دل مختلف ہونگے۔ جناب علیؑ نے اپنی انگلیوں کو کھولا، اس طرح الگ ہو جاو گے۔ افرا تفری کی حالت میں یہ اس کو قتل کرے گا اور وہ اس کو قتل کرے گا۔ رذیل جاہل باقی رہ جائیں گے۔ ان میں ہدایت

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

کا کوئی روشن مینار نہ ہوگا۔ اور نہ نیکی کا کوئی جھنڈا دکھائی دے گا۔ ان سے ہم اہلبیتؑ نجات میں ہونگے ہم ان دعوت دینے والے نہ ہوں گے۔ اس شخص نے پوچھا کہ پھر امیر المومنینؑ اس زمانہ میں کیا کیا جائے ؟ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، اپنے نبیؐ کے اہلبیتؑ کی طرف دیکھنا۔ اگر وہ خاموش ہوں تو خاموش رہنا اگر وہ تم سے امداد طلب کریں تو ان کی امداد کرنا، تمہاری امداد کی جائے گی۔ تم معذور تصور ہوگے۔ وہ ہدایت سے تمہیں ہرگز الگ نہ کریں گے۔ تم کو ہلاکت کی دعوت نہ دیں گے۔ تم ان کے آگے نہ بڑھنا ورنہ مصیبت تمہیں بچھاڑ دے گی۔ اور دشمن تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ میرے اہل بیت کے ایک آدمی کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو ایسے دور کرے گا جیسا چمڑہ اپنی جگہ سے الگ کیا جاتا ہے۔

دو بھوکے انسان ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے۔ ایک دنیا کا بھوکا جو دنیا سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک علم کا بھوکا جو کبھی علم سے سیر نہیں ہوتا۔ جس نے دنیا سے اتنا لیا جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے حلال کیا تھا تو وہ شخص سالم رہا۔ جس شخص نے دنیا کو جائز ضرورت سے زیادہ لیا وہ ہلاک ہوگیا۔ مگر یہ کہ توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ جس شخص نے علم کو اس کے اہل سے لیا اور اس پر عمل کیا۔ وہ نجات پا گیا۔ جس شخص نے علم کے بدلے دنیا کا قصد کیا وہ ہلاک ہوگیا۔ دنیا ہی اس کا حصہ مقرر ہوا۔ عالم دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ عالم جس نے اپنے علم پر عمل کیا وہ نجات پانے والا ہے دوسرا وہ عالم جو علم کا تارک ہے وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اہل جہنم بے عمل عالم کی بدبو سے عذاب دیے جائیں گے۔ دوزخیوں میں سب سے زیادہ ندامت اور حسرت کرنے والا وہ شخص ہوگا جس نے لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہو۔ اور لوگوں نے اس کی دعوت قبول کر لی ہو اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہو اور جنت میں داخل ہوگئے ہوں اور وہ خود دعوت دینے والا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے اپنے علم کو چھوڑنے کی وجہ سے خواہشات کی پیروی کرتا ہوا دوزخ میں داخل ہوا ہو۔

دو چیزیں ہیں خواہش کی پیروی اور لمبی آرزو۔ خواہش کی پیروی حق سے روکتی ہے۔ اور لمبی آرزو آخرت بھلا دیتی ہے۔ بیشک دنیا جانے والی سواری ہے اور آخرت آنے والی سواری ہے۔ ان دونوں کے چاہنے والے ہیں۔ اگر ہوسکے تو آخرت کے چاہنے والے بنو دنیا کے چاہنے والے نہ بنو۔ بے شک آج کا دن عمل کا دن ہے حساب کا دن نہیں۔ حساب کا دن کل ہوگا۔ جب عمل کی ضرورت نہ ہوگی۔ خواہشات کی پیروی اور احکام کی اختراع سے فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ ان فتنوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی جاتی ہے۔ انسان انسان کو دوست رکھتا ہے۔ اور انسان انسان سے دشمنی کرتا ہے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

خبر دار!! اگر حق میں غور و تدبر کیا جائے تو وہ مخفی نہیں ہوتا اور اگر باطل کو صاف کیا جائے تو وہ عقلمندوں سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ لیکن اگر ان دونوں میں سے تھوڑا تھوڑا لیا جائے پھر ان کو یعنی حق و باطل کو ملا دیا جائے تب باطل پرست ان دونوں سے نتیجہ مرتب کرتے ہیں۔ اس مقام پر شیطان اپنے دوستوں پر مسلط ہو جاتا ہے۔ صرف وہی لوگ اس فتنہ سے نجات پاتے ہیں جن کو ہماری طرف سے ہدایت پہنچ جاتی ہے۔ میں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا، اس وقت تمہاری حالت کیا ہو گی جب تم پر فتنہ سوار ہو گا۔ ان فتنوں میں بچے پرورش پائیں گے اور بڑے اپنی عمر گزاریں گے اور بوڑھے ہو جائیں گے۔ (یعنی طویل عرصہ تک فتنہ رہیں گے)، لوگ ان فتنوں پر عمل پیرا ہونگے لوگ ان فتنوں کو سعادت تصور کریں گے۔ جب ان فتنہ کے خلاف بات کی جائے گی تو لوگ کہیں گے کہ خلاف شریعت کام ہو رہا ہے۔ کہا جائے گا کہ سنت متغیر ہو گئی ہے۔ پھر اُمت جان سخت ہو گا۔ مصیبت سخت ہو جائے گی اور تکلیف بڑھ جائے گی۔ یہ فتنے لوگوں کو ایسے ختم کر دیں گے جیسے آگ لکڑیوں کو ختم کرتی ہے۔ جیسے اپنے بوجھ کی وجہ سے چکی اناج کو پیس دیتی ہے۔ بغیر دین کے فقیہ ہونگے۔ عمل کے بغیر تعلیم حاصل کریں گے۔ آخرت کے بدلے دنیا طلب کریں گے۔ دنیا کو دین کے بدلے حاصل کریں گے۔

پھر جناب حضرت علیؑ علیہ السلام نے اپنے اہلبیتؑ اور اپنے شیعوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، مجھ سے پہلے جو آئمہ تھے انہوں نے بہت بڑے امر کو نافذ کیا۔ جس میں انہوں نے جان بوجھ کر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مخالفت کی۔ اگر میں ان لوگوں کو ان کے امور ترک کرنے پر مجبور کروں اور چیزوں کو اس جگہ واپس لایا جائے جو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں تھیں تو میرا لشکر مجھے چھوڑ دے گا۔ میرے سوا میرے لشکر میں کوئی نہ رہ جائے گا۔ یا میرے تھوڑے سے شیعہ جنھوں نے میری بزرگی اور امامت کو کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے معلوم کیا ہے، رہ جائیں گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ مقام ابراہیم علیہ السلام کے متعلق حکم دیتا اور اس کو اسی جگہ واپس رکھوا دیتا جہاں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے رکھا تھا (عمر بن خطاب کے زمانہ میں مقام ابراہیمی تبدیل کر دیا گیا تھا)، فدک فاطمہؑ علیہ الصلوۃ والسلام کے ورثا کو واپس کر دیتا، صاع اور مد (یہ دونوں پیمانے ہیں) کو اس حالت میں واپس کر دیتا جیسا کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں تھے۔

وہ زمین جو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو دی تھی لیکن ابھی وہ اس پر قابض نہیں ہوئے تھے کہ حکومت قابض ہو گئی (رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتقال کی وجہ سے) وہ ان کے مالکان کو واپس کروا دیتا، جعفر بن ابی طالب کا گھر ان کے ورثا کو واپس کر دیتا جو مسجد کا حصہ بنا دیا گیا تھا، ان فیصلہ جات کو جو مجھ سے پہلے ناجائز طور پر ہوئے سب کو کالعدم قرار دے دیتا، خیبر کی تقسیم جس طرح ہوئی تھی اسی طرح واپس مالکان کو دلواتا، عطیات کے دفاتر بند کر کے اسی طرح چلواتا جیسا کہ

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کرتے تھے۔ دفتر عطیات صرف امیروں کی وراثت قرار نہ دیتا، اگر میں لوگوں کو حکم دیتا کہ وہ ماہ رمضان میں فرض نمازوں کے علاوہ مسجدوں میں اکٹھے نہ ہوں (تراویح وغیرہ کے لئے) تو لوگ کہنا شروع کر دیتے اے علیؑ تم نے عمر بن خطاب کی سنت کو تبدیل کر دیا۔

ہم ماہ رمضان میں نماز نافلہ پڑھنے سے روک دیے گئے ہیں۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتقال کے بعد میں نے اس اُمت سے کیا کیا تکالیف برداشت کی ہیں۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتقال کے بعد یہ لوگ تفریق میں پڑ گئے۔ گمراہ کرنے والے اور آگ کی طرف بلانے والے لوگوں کے پیچھے لگ گئے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ذوالقربیٰ کا حصہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مقرر کیا تھا، وہ ذوالقربیٰ، یتامیٰ مساکین اور ابن سبیل خاص ہم ہیں ہیں (خمس کی بات ہو رہی ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ہم اہلبیتؑ پر لوگوں کی میل صدقہ کھانے سے منع کیا ہے۔ ہم اس چیز سے معزز ہیں۔

ابوذرؓ کی وصیت:

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب کے دور خلافت میں، میں جناب ابوذرؓ کے پاس گیا۔ آپؓ اس وقت بیمار تھے۔ وہیں جناب ابوذرؓ کی عیادت کے لئے عمر بن خطاب تشریف لائے۔ ابوذرؓ کے پاس حضرت علیؑ علیہ السلام، سلمانؓ اور مقدادؓ موجود تھے۔ جناب ابوذرؓ نے جناب علیؑ مرتضیٰ علیہ السلام کو اپنی وصیت تحریر کرکے اس پر شہادت درج کرائی۔ جب عمر بن خطاب چلے گئے تو ابوذرؓ کے بنو عم سے ایک آدمی نے جو قبیلہ بنی غفار سے تعلق رکھتا تھا ابوذرؓ سے کہا کہ آپؓ کو وصیت امیر المومنین عمر سے کرنی چاہیے تھے۔ ابوذرؓ نے کہا میں نے حقیقی امیر المومنینؑ سے وصیت کی ہے۔

رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہم اسی آدمیوں کو جناب علیؑ کے بارے میں امیر المومنینؑ ہونے کا حکم دیا تھا۔ چالیس آدمی عرب کے تھے اور چالیس عجم کے۔ ہم نے جناب علیؑ علیہ السلام کو امیر المومنینؑ کہہ کر سلام کیا تھا۔ اس بات پر نہ کسی عربی کو اور نہ کسی عجمی کو اعتراض ہوا تھا۔ ہاں البتہ ابوبکر بن قحافہ نے اور عثمان بن عفان نے عرض کی تھی۔ اے اللہ کے رسولؐ یہ بات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے حق ہے؟ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ بات اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور میں نے تم لوگوں کو اس بات کا حکم دیا ہے۔ میں نے جناب ابوالحسنؑ، سلمانؓ اور مقدادؓ سے مزید گواہی لی تو انھوں نے اقرار کیا کہ ہاں ایسا ہی ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ چاروں عادل ہیں۔ اگر میں آپ میں سے کسی ایک سے بھی یہ بات سنتا تو شک نہ کرتا۔ لیکن آپ چاروں نے میرے لئے بزید بصیرت اور یقین پیدا کر دیا ہے۔ ابوذرؓ نے کہا،

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؔ بخاری

ان لوگوں میں ابو بکر بن قحافہ، عمر بن خطاب، ابو عبیدہ، معاذ بن جبل، سالم، عمار ابن یاسر، سعد بن عبادہ اور باقی لوگ تھے۔ ابی بن کعب، میں ابوذرؓ خود، مقدادؓ اور بدر کے انصار میں سے بزرگ اور بڑے مرتبہ والے لوگ شامل تھے۔ ابو ہشیم بن تیہان، خالد بن زید، ابو ایوب، اسید بن حضیر اور شیر بن سعد شامل تھے۔ (سلیمؓ بن قیس ہلالی کہتے ہیں کہ میں ان تمام لوگوں کو فرداً فرداً بھی بعد میں ملا۔ اور ان سے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا۔ بعض خاموش ہو جاتے تھے۔ بعض جواب کو واضع نہیں کرتے تھے اور بات چھپاتے تھے۔ بعض اس بات کو تسلیم کرتے تھے۔)

جناب ابوذرؓ نے کہا، پھر ہمیں فتنہ نے گھیر لیا جس سے ہمارے کان، دل اور آنکھ کی قوت جاتی رہی۔ ابو بکر بن قحافہ نے دعویٰ کر دیا تھا کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ، اللہ تعالیٰ تعالیٰ نے اہلبیتؑ کو مکرم کیا۔ اور ہمارے لئے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ ہم اہلبیتؑ میں نبوت اور خلافت کو اکٹھا کرے۔ اور انہوں نے یہ دلیل جناب علیؑ کے سامنے اس وقت پیش کی جب جناب علیؑ کو ابو بکر بن قحافہ کی بیعت کے لئے لایا گیا تھا۔ ابو بکر بن قحافہ کی اس بات کی تصدیق چار افراد نے کی ابو عبیدہ، سالم، عمر بن خطاب اور معاذ۔ انہوں نے ابو بکر بن قحافہ کے حق میں گواہی دی کہ یہ حدیث انہوں نے خود سنی ہے۔ یہ چاروں افراد اس وقت ہمارے نزدیک نیکوکار اور غیر متہم تصور ہوتے تھے۔ ہم نے خیال کیا یہ لوگ سچے ہیں۔ بعد میں جب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت شدہ وہ بات بتلائی کہ ان پانچ آدمیوں نے آپس میں خانہ کعبہ میں بیٹھ کر معاہدہ کیا تھا کہ اگر رسولؐ اللہ انتقال کر جائیں یا قتل ہو جائیں تو ہم علیؑ پر فوقیت حاصل کر لیں گے اور خلافت آپؑ سے غصب کر لیں گے۔ اور جناب علیؑ سے روایت شدہ حدیث پر چار نے گواہی دی تھی سلمان، ابوذرؓ، مقدادؓ اور زبیر۔ یہ بات ہمارے سامنے اس وقت آئی جب ابو بکر بن قحافہ کی بیعت ہم کر چکے۔ اور ہمیں یہ یقین ہے کہ جناب علیؑ نے جھوٹی روایت بیان نہیں کی۔ تو ہم خلافت کی حقیقت کو سمجھ گئے کہ خلافت کا حقدار کون ہے۔ ہم لوگوں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وہ بات یاد کی۔ کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار افراد سے محبت کا حکم دیا ہے، بہشت ان چار افراد، میرے بھائی علیؑ، سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ بن اسود ہیں۔

جناب ابوذرؓ نے کہا، رسولؐ اللہ ﷺ ارشاد فرمایا تھا، میرے پاس حوض کوثر میں، میرے اصحاب وارد ہوں گے۔ جن کی میرے نزدیک عزت اور بڑی منزلت ہو گی۔ جب وہ لوگ اپنے مراتب کے لحاظ سے ٹھہریں گے تو وہ مجھ سے الگ کر دیے جائیں گے۔ یہ دیکھ کر میں کہوں گا اے پالنے والے یہ میرے اصحاب ہیں۔ کہا جائے گا، اے محمد ﷺ کیا آپؐ نہیں جانتے کہ

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

آپؐ کے بعد ان لوگوں نے بدعات قائم کی ہیں۔ جب آپؐ ان سے جدا ہوئے تو یہ لگاتار رجعت قہقری کی طرح الٹے پاوں مرتد ہوتے رہے ہیں"۔ جناب ابوذرؓ نے مزید کہا، ہماری جان کی قسم جس وقت رسولؐ اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تھا، ہم خلافت کو علیؑ کے سپرد کر دیتے، آپؑ کی اطاعت اور بیعت کر لیتے تو یقیناً ہم ہدایت پاتے اور سیدھے راستے پر چلتے۔ اس اُمت میں اللہ تعالیٰ نے تفریق اور اُمت حان کا فیصلہ کیا ہے۔ ضروری ہے وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اس کے قضا و قدر میں ہے۔

جناب ابوذرؓ کو عثمان بن عفان نے ربذہ کے مقام پر بھیج دیا تھا تو انہوں نے یہی وصیت دوبارہ انہی الفاظ میں دھرائی تھی۔

واقعہ عقبہ :

واقعہ عقبہ ان بارہ افراد کا واقعہ ہے جن کے نام منافقین کے فہرست میں سب سے اوپر آتے ہیں۔ یہ وہ ملعون لوگ تھے جنہوں نے رسولؐ اللہ ﷺ کے حج سے واپسی کے موقع پر ان کی اونٹنی کو ڈرانا چاہا تاکہ وہ ڈر کر رسولؐ اللہ ﷺ کو درے میں گرادے اور وہ (نعوذ باللہ) قتل ہو جائیں۔ ان کا یہ ناپاک ارادہ تو پورا نہ ہو سکا البتہ رسولؐ اللہ ﷺ نے ان منافقین کے نام اپنے ایک معتمد صحابی جناب حزیفہؓ یمانی کو بتلا دیے تھے۔ سلیمؓ بن قیس ہلالی کی روایت کے مطابق انہوں نے یہ تفصیلات جناب ابوذرؓ سے حاصل کی تھیں جن تک تفصیلات درج ذیل کی جارہی ہیں۔

سلیمؓ بن قیس ہلالی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب ابوذرؓ سے عقبہ کے واقعہ میں ملوث ان بارہ افراد کے بارے میں پوچھا جو بھیس بدل کر رسولؐ اللہ ﷺ کی ناقہ کو ڈرانا چاہتے تھے۔ جناب ابوذرؓ نے جواب دیا کہ یہ واقعہ خم غدیر کا ہے۔ جب رسولؐ اللہ ﷺ اپنا آخری حج کرکے واپس مدینہ تشریف لا رہے تھے۔ میں ان بارہ کے نام جانتا ہوں۔ اگرچہ جناب رسولؐ اللہ ﷺ نے حزیفہ یمانی کو یہ نام پوشیدہ رکھنے کو کہا تھا، لیکن عمار بن یاسر جو کہ اونٹنی کی مہار پکڑے آگے آگے چل رہے تھے انہوں نے یہ نام اپنے کانوں سے سنے اور مجھے بتلائے۔ چونکہ عمار کو پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں تھا اسی لئے انہوں نے یہ نام مجھے بتلا دیے تھے۔ ان میں پانچ افراد تو اصاحب صحیفہ (نوشتہ کعبہ) والے ہیں۔ پانچ اصحاب شوریٰ والے ہیں، عمرو بن العاص ہے اور معاویہ ہے۔ ان افراد نے اس واقعہ کے بعد توبہ کر لی تھی اور بظاہر ندامت کا اظہار بھی کیا تھا۔ گوسالہ نے منزلت کا دعویٰ کیا، سامری نے گواہی دی اس کے ساتھ گواہی میں اور دس آدمی بھی شریک ہوگئے۔ یہ گواہی اس جھوٹی حدیث کی تھی کہ رسولؐ اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میرے اہلبیتؑ میں نبوت اور خلافت جمع نہیں کی۔ یہ حدیث امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کی خلافت کو غصب کرنے کے لئے گھڑی گئی تھی۔ جب یہ حدیث پیش کی گئی تو سب کو خلافت علیؑ میں

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

شک ہوا تھا۔ جن میں عمار بن یاسر وحزیفہ یمانی شامل تھے۔ لیکن بعد میں انہوں نے توبہ کی اور اس سازش کی حقیقت کو سمجھ گئے تھے۔

فضائل اہلبیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سلیمؒ بن قیس ہلالی جناب علیؑ مرتضٰی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی جناب فاطمہؑ علیہ السلام کے گھر تشریف لائے، آپؑ ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہیں تھیں۔ اور گھر والوں کے لئے کھانا تیار فرما رہیں تھیں۔ جناب حضرت علیؑ علیہ السلام گھر کے ایک گوشہ میں نیند فرما رہے تھے۔ جناب حسنؑ اور جناب حسینؑ آپؑ کے پہلو میں محو خواب تھے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی سے باتیں کرنے بیٹھ گئے۔ جناب فاطمہؑ علیہ السلام کے پاس کوئی کنیز اس وقت تک نہیں تھی۔ اتنے میں جناب حسنؑ نیند سے بیدار ہوئے اور اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ ان کو پیاس لگی ہے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نواسے کو لے کر اپنی لقحہ اونٹنی کے پاس آئے اس کو اپنے ہاتھ سے دوہا اور دودھ ایک لکڑی کے پیالے میں لے لیا۔ دودھ پر جھاگ تھی۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب حسن علیہ السلام کو پلانا ہی چاہ رہے تھے کہ اسی اثنا میں جناب حُسینؑ علیہ السلام بیدا ہو گئے اور اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ انہیں پیاس لگی ہے یہ دودھ ان کو دے دیں۔

رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بڑے بھائی نے پہلے پیاس بجھانے کو کہا ہے۔ جناب حسین علیہ السلام نے کہا کہ پہلے میری پیاس بجھائیں۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیار سے سمجھا رہے تھے لیکن جناب حسین علیہ السلام پہلے دودھ پینے کا کہہ رہے تھے کہ جناب فاطمہؑ علیہ السلام نے فرمایا، اے بابا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؑ کو حسینؑ میرے حسنؑ سے زیادہ محبوب ہیں؟ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ میرے نزدیک حسنؑ سے زیادہ پیارے نہیں ہیں وہ دونوں میرے نزدیک برابر ہیں۔ میں، تم یہ دونوں اور یہ جو سو رہے ہیں (جناب علیؑ) جنت میں ایک ہی منزل اور ایک ہی درجہ میں ہوں گے۔ جناب علیؑ سو رہے تھے ان کو اس بات کا علم بعد میں ہوا۔

اسی طرح ایک مرتبہ یہ دونوں شہزادے ایک دن کھیل رہے تھے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راستہ میں ابوبکر بن قحافہ ملے اور کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس قدر اچھی سواری ملی ہے ان دونوں کو۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً جواب دیا کہ کہو کہ دونوں کس قدر اچھے سوار ہیں۔ بیشک یہ دونوں شہزادے دنیا میں میرے لئے باعث راحت ہیں۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حالت میں جناب سیدہ عالم علیہ السلام کے گھر تشریف لائے۔ دونوں

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

شھزادوں نے گھر میں کھیل کھیل میں آپس میں کشتی لڑنی شروع کر دی۔ رسولؐ اللہ ﷺ نے جناب حسنؑ علیہ السلام کو کہنا شروع کیا، اے حسنؑ شاباش، جناب سیدہ علیہ السلام نے فرمایا، باباﷺ آپؐ حسنؑ کی حوصلہ افزائی فرمارہے ہیں اور حسینؑ کے لئے کچھ ارشاد نہیں کر رہے۔؟ حالانکہ حسنؑ تو ان سے بڑے ہیں۔ رسولؐ اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ جو جبرائیل علیہ السلام کہہ رہے ہیں، اے حسینؑ شاباش۔ اسی اثنا میں جناب حسینؑ نے جناب حسنؑ کو گرادیا۔ دونوں اپنے ناناﷺ کے پاس آ گئے۔ تو رسولؐ اللہ ﷺ دونوں سے مخاطب ہوئے، اللہ تعالیٰ کی قسم یہ دونوں جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ ان دونوں کا باپ علیؑ ان دونوں سے افضل ہے۔ تمام لوگوں سے میرے نزدیک افضل اور محبوب ان کے والد علیؑ ہیں۔ یہ میرے بھائی، میرے وزیر، میری اُمت میں میرے خلیفہ، میرے بعد ہر مومن کے سردار علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ وہ میرے خلیل، میرے بعد ہر مومن اور مومنہ کے سردار ہیں۔ میرے منتخب کردہ ہیں۔

میرے بعد وہ میرے خلیفہ ہیں۔ جب وہ شہید ہو جائیں گے تو اس کے بعد خلیفہ میرا بیٹا حسنؑ ہوگا۔ پھر وہ آئمہ خلفا ہوں گے جو حسینؑ کی ذریت سے پیدا ہونگے۔ وہ آئمہ ہدایت کنندگان اور ہدایت یافتہ ہوں گے۔ وہ قیاُمت تک حق کے ساتھ ہوں گے۔ حق ان کے ساتھ ہوگا۔ وہ حق سے جدا نہ ہوں گے۔ حق ان سے جدا نہ ہوگا۔ وہ زمین کی بقا کا باعث ہیں۔ زمین ان کے وسیلہ سے راحت پاتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی (سبیل اللہ) ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محکم فصیل ہیں جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین ہیں، حجج اللہ ہیں (اللہ کی حجت ہیں) اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم کے خازن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے معاون ہیں۔ وہ نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہیں۔ جو اس کشتی پر سوار ہو گیا تھا وہ نجات پا گیا تھا۔ جس نے اس کشتی کو چھوڑا تھا وہ ہلاک ہو گیا تھا۔ غرق ہو گیا تھا۔ یہ بنی اسرائیل کے باب خطہ کی مانند ہیں۔ جو اس دروازہ کے باہر رہ گیا تھا وہ کافر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب میں ان کی اطاعت فرض مقرر کی ہے۔ قران کریم میں ان کی ولایت کا حکم دیا ہے۔ نس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

ایک مرتبہ جناب حسینؑ علیہ السلام مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ وہاں رسولؐ اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے۔ جناب حسینؑ صفوں کو عبور کرتے ہوئے رسولؐ اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گئے اور دوران نماز ہی رسولؐ اللہ ﷺ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ رسولؐ اللہ ﷺ اس وقت سجدہ کر رہے تھے۔ جب رسولؐ اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو ایک ہاتھ انہوں نے جناب حسینؑ کی پشت پر اور ایک ہاتھ اپنے گھٹنے پر رکھا ہوا تھا۔ اسی حالت میں رسولؐ اللہ ﷺ نے نماز مکمل کی۔ جب رسولؐ اللہ

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے تو جناب حسنؑ علیہ السلام تشریف لے آئے۔ اور رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھے پر سوار ہو گئے۔ اپنے دونوں پاوں کو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر لٹکا دیئے۔ جناب حسنؑ علیہ السلام کے پاوں مبارک میں پازیب کی چمک دیکھائی دے رہی تھی۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب حسنؑ علیہ السلام کو تھامے ہوئے خطبہ ارشاد کر رہے تھے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی حالت میں خطبہ کو مکمل کیا۔

عمرو عاص کی شام میں تقریر

سلیمؓ بن قیس ہلالی روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کو معلوم ہوا کہ عمرو عاص نے شام کے لوگوں میں تقریر کی ہے کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے لشکر کے ساتھ سردار بنا کر روانہ کیا۔ اس لشکر میں ابو بکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب شامل تھے۔ میرا خیال ہے کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس (علیؑ) پر فضیلت کے لحاظ سے مجھے روانہ فرمایا ہے۔ جب میں لشکر سے واپس آیا تو میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ بی بی عائشہ، میں نے پوچھا مردوں میں کون ہیں؟ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بی بی عائشہ کے والد ابو بکر بن قحافہ

۔ اے لوگو! علیؑ ابن ابی طالب، دونوں حضرات ابو بکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان پر طعنہ زنی کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ میں (عمرو العاص) نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو عمر بن خطاب کے دل اور زبان سے جاری کراتا ہے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن عفان کے بارے میں فرمایا ہے کہ فرشتے حضرت عثمان بن عفان سے حیا کرتے ہیں۔ میں نے یہ تمام باتیں جناب حضرت علیؑ سے سنی ہیں۔ لیکن میرے (عمرو العاص) کے کان پک گئے ہیں حضرت علیؑ کے طعنے سن سن کے جو وہ ان دونوں پر وہ کستے رہتے ہیں۔ عمر ابن العاص نے کہا کہ میں نے عمر بن خطاب کی خلافت کے زمانے میں خود رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ان کے سامنے ابو بکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب آرہے تھے کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا، اے علیؑ یہ دونوں (ابو بکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب) جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں۔ انبیا اور رسولوں کو چھوڑ کر خواہ اولین میں سے ہوں یا آخرین میں سے۔ باقی تمام کے سردار ہیں۔ اے علیؑ ان دونوں کو اس بات کی خبر دینا ورنہ وہ ہلاک ہو جائیں گے۔"

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

یہ سن کر امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کھڑے ہو گئے، اور فرمایا، مجھے شام کے سرکشوں پر تعجب آتا ہے۔ وہ عمرو عاص کی بات بھی جھوٹی اور بے ایمانی پر مبنی ہے۔ شام کے سرکش اس کی بات سنتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ عمرو عاص، رسولؐ اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ خود رسولؐ اللہ ﷺ نے ستر مرتبہ اس پر لعنت بھیجی ہے۔ اور اس کے ساتھ معاویہ پر بھی۔ جس کی طرف یہ دعوت دیتا ہے۔ رسولؐ اللہ ﷺ نے کئی مقامات پر لعنت کی ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ عمرو عاص نے ستر اشعار کے ایک قصیدہ میں رسولؐ اللہ ﷺ کی ہجو (برائی) کی تھی۔ رسولؐ اللہ ﷺ نے جواب میں اللہ تعالیٰ کو مخاطب کیا تھا کہ اے میرے رب، نہ تو میں شعر کہوں گا اور نہ میں اس کو جائز سمجھتا ہوں۔ اے میرے رب، اب تو تیرے فرشتے ہر شعر پر لعنت بھیجیں جو قیامت تک اس کی ذریت میں باقی رہے۔ جب ابراہیم بن رسولؐ اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو عمرو عاص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد (نعوذ باللہ) مقطوع ہو گئے ان کی نسل ختم ہو گئی۔ اس کو کوئی پیچھے رہنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عمرو عاص کے لئے یہ آیت مبارکہ اتاری، سورہ کوثر کی آخری آیت ان شانئک ھو الا بتر، اے محمد ﷺ تمہارا دشمن ہی مقطوع النسل ہے ابتر ہے۔ یعنی ایمان و بھلائی سے محروم ہے۔ مجھے اس اُمت کے جھوٹ اور منافقت سے بہت تکلیف پہنچی ہے۔ ان ضعیف قاریوں اور مجتہدین کے بارے میرے حیرانی ہے۔

وہ عمرو عاص کی احادیث روایت کرتے ہیں۔ اس کی اس کے مقصد کے مطابق تصدیق کرتے ہیں۔ ہم اہلبیتؑ رسول ﷺ پر جھوٹ بولتے ہیں اور اسی جھوٹ کو دلیل بناتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اہلبیتؑ نے کہا کہ ابو بکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب اس اُمت کے افضل ترین شخص ہیں۔ اے عمرو عاص اگر تم چاہتے تو اپنی اس جھوٹی حدیث میں عثمان بن عفان کا نام بھی ڈال دیتے۔ یہ حدیث تم نے صرف معاویہ کی رضاجوئی کے لئے گھڑی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی خریدی ہے۔ عمرو عاص کہتا ہے کہ اس نے یہ حدیث مجھ علیؑ سے سنی ہے۔ بالکل نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور مخلوق کو پیدا کیا۔ اللہ ضرور جانتا ہے کہ یہ مجھ پر بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے نہ یہ بات ظاہری طور پر اور نہ ہی پوشیدہ طور پر سنی۔ اے میرے رب، تو عمرو عاص اور معاویہ دونوں کو اپنی رحمت سے دور رکھ۔ یہ دونوں لوگوں کو سیدھے راستے سے روکتے ہیں۔ اور تیری کتاب کی طرف جھوٹ کو نسبت دیتے ہیں۔ یہ دونوں تیرے نبیؐ ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں۔ یہ دونوں تیرے نبیؐ ﷺ اور علیؑ پر جھوٹ منسوب کرتے ہیں۔

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ معاویہ نے شام کے قاریوں اور قاضیوں کو طلب کیا۔ انہیں مال عطا کر کے شام کے اطراف اور شہروں میں روانہ کر دیا تاکہ لوگوں سے جھوٹی روایتیں بیان کریں۔ اور لوگوں کو آگاہ کریں کہ اصل میں عثمان بن

عفان کو حضرت علیؑ نے قتل کروایا تھا۔ اور اب حضرت علیؑ، دونوں افراد ابو بکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ معاویہ، عثمان بن عفان کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ معاویہ کے ہمراہ عثمان بن عفان کی بیٹی ابانؓ اور دیگر اولاد کی طرفداری شامل ہے۔ معاویہ نے اس مسلسل جھوٹے خطبوں کے ذریعے شام کے مکینوں پر قابو پالیا۔ ان کو متحد کیا۔ اور یہ کام بیس سال تک جاری رہا۔ یہ کام معاویہ نے اپنے حکام کے ذریعے جاری رکھا۔

معاویہ کا خط زیاد بن سمیہ کے نام:

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ ان کا ایک جاننے والا معاویہ کے ایک عامل زیاد بن سمیہ کا منشی تھا۔ (زیاد بن سمعیہ کے باپ کے نام کا پتہ نہ تھا، معاویہ اسکی اہلبیتؑ سے دشمنی کی وجہ سے ابو سفیان کا بیٹا اور اپنا بھائی مانتا تھا اور منواتا تھا)، اصل میں وہ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کا ماننے والا تھا۔ اس نے مجھے ایک خط دیکھایا جو معاویہ نے زیاد کے خط کے جواب میں لکھا تھا۔

معاویہ لکھتا ہے، اے زیاد بن سمیہ، ہم نے خط لکھ کر دریافت کیا ہے کہ عرب میں کون عزت والا ہے اور کون ذلیل ہے۔ کون قرب کے لائق ہے اور کون دوری کے لائق۔ کون قابل اعتماد ہے اور کون قابل احتیاط۔ میرے بھائی زیاد میں عام لوگوں سے زیادہ عرب والوں کو جانتا ہوں۔ اس قبیلہ بنی ہاشم پر احسان مندی کا خیال رکھو۔ ظاہر میں ان کی عزت کرو۔ اور باطن میں ان کی توہین کرو۔ میں ان کے ساتھ یہی سلوک کرتا ہوں۔ میں عام مجالس میں ان کی عزت کرتا ہوں اور علیحدگی میں ان کی توہین کرتا ہوں۔ یہ لوگ میرے نزدیک سب سے برے ہیں۔ پوشیدہ طور پر تمہاری بخشش اور مہربانی ان کے سوا دوسروں پر ہو۔ قبیلہ مضر بن ربیعہ کا خیال رکھو۔ ان کے امیروں کی عزت کرو اور غریبوں کی توہین کرو۔ ان کے عوام اپنے اشراف اور امرا کے تابع ہیں۔ ان کو آپس میں لڑاتے رہو۔ قبیلہ مضر بن ربیعہ میں بد گوئی تکبر اور نخوت پرلے درجہ موجود ہے۔ جب تم ایسا کروگے تو ایک کو دوسرے سے لڑاوگے تو دوسرا تمہاری مدد کرے گا۔ ان کے قول پر عمل کے مقابل اور ان کے گمان پر یقین کے مقابل کبھی بھروسہ نہ کرنا۔ مسلمانؓ عجمیوں کا خیال رکھنا۔ ان پر عمر بن خطاب کے طریقے پر عمل کرنا۔ اس میں ان کی ذلت و رسوائی ہے۔ عربوں کا ان کی عورتوں سے نکاح کر دینا۔ اور ان کا نکاح عرب عورتوں سے نہ کرنا۔ تاکہ عرب تو ان کے وراث ہو جائیں یہ عربوں کے وارث نہ ہو سکیں۔ ان پر بخشش اور روزی کے معاملہ میں کمی رکھنا تاکہ وہ جنگوں میں آگے بڑھیں اور راستہ صاف کریں اور درخت کاٹیں۔ ان کو نماز میں کسی عرب کا امام نہ بنانا۔ جب عرب موجود ہوں تو ان میں سے کوئی صف اول میں نہ کھڑا ہو۔ صرف عربوں کی غیر موجودگی میں ہی یہ صف اول میں آئیں۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

عجمیوں کو مسلمانوں کی سرحد کا حاکم نہ بنانا۔ نہ ہی مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی پر حاکم بنانا۔ وہ مسلمانوں کے فیصلہ جات اور احکامات کے متولی نہ ہوں۔

یہ عمر بن خطاب کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر عمر بن خطاب اور اس کا ساتھی ایسا نہ کرتے، اللہ تعالیٰ کے دین میں سختی و قوت سے کام نہ لیتے تو تمام لوگ بنی ہاشم کے غلام ہوتے۔ وہ یکے بعد دیگرے خلافت کے وارث اسی طرح ہوتے جس طرح قیس و کسریٰ تخت کے وارث ہوئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خلافت کو بنی ہاشم سے نکال کر بنی تیم میں داخل کیا پھر خلافت عدی بن کعب کے ہاں چلی گئی۔ قریش میں ان دونوں قبیلوں سے زیادہ ذلیل قبیلہ کوئی نہیں۔ ہم بنی امیہ ذلیل نہیں ہیں۔ ہم خلافت کے امیدواران ان دونوں قبائل اور ان کی اولاد سے زیادہ حقدار ہیں۔ کیونکہ ہم میں دولت اور جنگی صلاحیت ہے۔ ہم ان دونوں سے رشتہ کے لحاظ سے رسولؐ اللہ ﷺ سے زیادہ قریب ہیں۔ پھر خلافت کو عثمان بن عفان نے شوریٰ کے ذریعے جو چھ آدمیوں پر مشتمل تھی تین دن کے بعد عوام کی رضامندی سے حاصل کی۔ عثمان بن عفان سے پہلے جس نے بھی خلافت کو حاصل کیا وہ بغیر شوریٰ کے کیا۔

ہمارے صاحب عثمان بن عفان مظلوم قتل کئے گئے۔ ہم نے خلافت کو عثمان بن عفان سے حاصل کیا۔ کیونکہ جو شخص مظلوم مارا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے وارث کو اس کا ولی قرار دیتا ہے۔ میرے جان کی قسم اے میرے بھائی زیاد، اگر عمر بن خطاب، غلاموں (عجمیوں) کے قتل کا تاوان آقا (عربوں) کے تاوان کا نصف کر دیتے تو عمر بن خطاب تقویٰ کے زیادہ قریب ہوتے۔ اگر میں کوئی راستہ پاتا اور مجھے امید بھی ہوتی کہ لوگ میری بات کو قبول کر لیں گے۔ تو میں ضرور ایسا کر دیتا۔ لیکن کیا کروں جنگ کا زمانہ قریب ہے مجھے لوگوں کے منتشر اور اختلاف کا خوف ہے۔ تمہارے لئے عمر بن خطاب کا طریقہ کافی ہے۔ کیونکہ عجم پر عرب کو فضیلت ہے۔ جب میرا یہ خط موصول ہو جائے تو تم عجمیوں کو ذلیل کرنا، رسوا کرنا اور ان سے قصاص لینا۔ ان میں سے کسی کی مدد نہ کرنا۔ اور نہ ان کی حاجت روائی کرنا۔ (عجمیوں کا یہ قصور تھا کہ وہ بنی ہاشم اور خصوصاً اہلبیتؑ کو دوست رکھتے تھے)۔ اللہ تعالیٰ کی قسم تم ابوسفیان کے بیٹے ہو۔ اس کے صلب سے پیدا ہوئے ہو۔ اے میرے بھائی تو نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے میرے نزدیک تم سچے ہو۔ تم نے عمر بن خطاب کا خط بصرہ میں ابو موسیٰ اشعری کے پاس پڑھا تھا۔ تم ان دنوں اشعری کے منشی تھے۔ اشعری بصرہ کا گورنر تھا۔ تم اشعری کے نزدیک بہت ذلیل شمار ہوتے تھے۔ ان دنوں تم ذلیل النفس (حرامی) خیال کئے جاتے تھے۔ تم خیال کرتے ہو کہ تم قبیلہ ثقیف کے غلام ہو۔ ان ایام میں اگر آپ کو یقین ہوتا جیسا کہ آج کل یقین ہے کہ تم ابوسفیان کے فرزند ہو۔ تو ان دنوں بھی اپنے آپ کو بڑا تصور

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

کرتے۔ تم نے اشعری کے ہاں عمر بن خطاب کا خط پڑھا جو عجمیوں کے متعلق تھا۔ اے زیادہ تم نے ابو موسیٰ اشعری اور عمر بن خطاب کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ عجمیوں پر سخت پکڑ نہ کریں (قتل نہ کریں) کیونکہ اس سے لوگوں میں انتشار ہو جائے گا۔ کیونکہ عمر بن خطاب نے پہلے ہی اہلبیتؑ کے ماننے والوں کو اپنا دشمن بنالیا ہے۔

ممکن ہے عجمی بھی غصے میں آکر علیؑ کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ اور علیؑ تمہارے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور ملک تم سے چھین لیں۔ یہ سن کر عمر بن خطاب باز رہے اور غلاموں اور عجمیوں کے قتل عام کا حکم نہیں دیا۔ اس وقت میرے خیال میں اولاد ابوسفیان میں سے سب سے زیادہ قابل مُلامت تم ٹھہرے۔ اور تم نے عمر بن خطاب کو یہ بھی کہا تھا کہ علیؑ نے فرمایا ہے کہ ہم ضرور تم کو ان عجمیوں کے ذریعے دوبارہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے قتل کریں گے۔ جس طرح تم ان کو حالت کفر میں قتل کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ سے عجمیوں کے خون سے رنگے گا تاکہ وہ شیر بن جائیں بھگوڑے نہ ہوں۔ پھر وہ تمہاری گردنیں اڑائیں گے۔ اور تمہارے مال پر قابض ہو جائیں گے۔ (حضرت علیؑ کا اشارہ خراسان سے سیاہ جھنڈے بلند کرکے نکلنے والے عباسیوں کی طرف تھا جو عجمی تھے اور انہوں نے بنی امیہ کو قتل کیا تھا)۔ یہ سن کر عمر بن خطاب باز رہے اور عجمیوں کا قتل عام نہیں کیا۔

اے زیادا اگر تم عمر بن خطاب کو روک نہ دیتے تو ان کا یہ حکم سنت بن جاتا اور اللہ تعالیٰ ان عجمیوں کو اکھاڑ پھینکتا۔ آنے والے خلفا اس طریقہ کو بطور سنت اختیار کرتے اور اسی پر عمل کرتے رہتے تو عجمیوں کا نام و نشان مٹ جاتا۔ یہ عجمی لوگ دین لے لئے آفت ہیں۔ بہت سی باتوں کی بنیاد عمر بن خطاب نے رسولؐ اللہ ﷺ کے حکم کے خلاف ڈالی ہے۔ لوگ ان کی باتوں پر چلنے لگے ہیں۔ اور ان پر پابندی شروع کر دی ہے۔ جیسا کہ مقام ابرھیم کو عمر نے تبدیل کر دیا۔ صاع اور مد کو تبدیل کر دیا۔ مجنب آدمی کو پانی نہ ملنے کی صورت میں بھی تیمّم سے روک دیا۔ بہت سی متفرق چیزیں ہیں جن کو گننے بیٹھو تو ہزاروں میں ہوں گی۔ اور سب سے بڑھ کر تو انہوں نے خلافت کو بنی ہاشم سے الگ کر دیا۔ حالانکہ بنی ہاشم خلافت کے معاون اور اہل تھے۔ خلافت بنی ہاشم کو سجتی ہے۔ جب تم اس خط کو پڑھو تو اس کو پھاڑ دینا۔

زیادہ بن سمیہ کے کاتب سے روایت ہے کہ زیاد نے وہ خط پڑھ کر زمین پر پھینک دیا اور بولا، میرے لئے ہلاکت ہو۔ کس چیز سے نکلا اور کہاں داخل ہو گیا۔ میں بھی آل محمد کا شیعہ تھا۔ اب شیطان کا پیروکار ہوں۔ اس کے گروہ میں ہوں، جس نے یہ خط تحریر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میری مثال ابلیس کی مانند ہے۔ جس نے تکبر اور حسد کی وجہ سے جناب آدم علیہ السلام کے

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

سجدے سے انکار کر دیا تھا۔ کاتب نے وہ خط شام تک نقل کر لیا اور چھپا لیا۔ شام کو زیادہ کو خیال آیا تو اس نے وہ خط کاتب سے لے کر پھاڑ ڈالا۔

بہشت و دوزخ کی تقسیم

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ انہوں نے سلمانؓ، مقدادؓ و ابوذرؓ سے سنا کہ ایک دن جناب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام رسولؐ اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسولؐ اللہ ﷺ کے عقب میں ام المومنین عائشہ تشریف فرما تھیں۔ گھر حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔ لوگوں میں وہ پانچ آدمی بھی موجود تھے نوشتہ کعبہ والے۔ اور شوریٰ والے بھی۔ حضرت علیؑ کو بیٹھنے کو جگہ نہیں ملی تو رسولؐ اللہ ﷺ نے ان کو اپنے عقب کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں بیٹھو۔ حضرت علیؑ وہاں رسولؐ اللہ ﷺ اور حضرت عائشہ کے درمیان بیٹھ گئے۔

بی بی عائشہ ناراض ہو گئیں اور کہا کہ اے علیؑ تمہیں یہاں کے علاوہ کوئی اور جگہ نہیں ملی۔ ؟ یہ سن کر رسولؐ اللہ ﷺ ناراض ہوگئے۔ اور فرمایا، اے حمیرا، مجھے میرے بھائی علیؑ کے بارے میں تکلیف نہ دیا کرو۔ یہ امیر المومنین ہے، یہ سید المسلمین ہے۔ یہ قیامت کے روز صاحب الغرا لمحجلین ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ پل صراط پر مقرر کرے گا۔ یہ جنت و دوزخ کی تقسیم کرنے والا ہے۔ اپنے دوستوں کو جنت اور دشمنوں کو جہنم میں ڈالنے والا ہے۔

معاویہ کا جناب امیر علیہ السلام کو قتل عثمان کے بارے میں خط

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوہریرہ، اس نے عمر ابن ابو سلمہ سے سنا کہ معاویہ نے ابودردا اور ابوہریرہ کو اس وقت بلایا جب ہم لوگ صفین میں تھے۔ معاویہ نے ان دونوں حضرات سے کہا کہ، حضرت علیؑ کے پاس جاو اور میرا سلام کہو۔ اور کہو کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تمام لوگوں میں آپ خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ آپؑ مہاجرین اولین سے ہیں۔ میں طلقا ہوں۔ جن کو رسولؐ اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن آزاد کیا تھا۔ مجھے آپؑ جیسی سبقت اسلام اور رسولؐ اللہ ﷺ کی قربت حاصل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو کتاب و سنت رسولؐ اللہ ﷺ کی تعلیم دی ہے۔ مہاجرین اور انصار نے آپ سے تین دن کے مشورے کے بعد بیعت کی ہے اور باقی لوگوں نے اپنی آپؑ کی بیعت اپنی خوشی اور رضامندی سے کی ہے۔ سب سے پہلے آپ کی بیعت طلحہ و زبیر نے کی ہے۔

تدوین: سید قمر علی عباس بخاری

پھر ان دونوں نے آپؑ کی بیعت کو توڑ کر ظلم کا ارتکاب کیا۔ ان دونوں نے اس چیز کا مطالبہ کیا تھا جس کے وہ مستحق نہ تھے۔ مجھے معلوم ہے کہ قتل عثمان سے آپ بری اور اس کے خون سے برات کا اظہار کرتے ہیں۔ آپؑ کہتے ہیں کہ جس وقت عثمان بن عفان قتل ہوئے تھے آپؑ اس وقت اپنے گھر میں تھے۔ آپؑ نے قاتلین عثمان کے بارے میں کہا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ ان سے راضی نہ ہونا اور معاف نہ کرنا۔ جب جمل کی لڑائی میں لوگوں نے عثمان بن عفان کے خون کا بدلہ لینے کی آواز بلند کی تو آپ نے باآواز بلند فرمایا تھا کہ آج کے دن عثمان بن عفان کے قاتل جہنم میں ڈالے گئے۔ لوگوں کے جواب میں آپؑ نے کہا تھا کہ کیا ہم نے عثمان بن عفان کو قتل کیا ہے؟ نہیں بلکہ تم نے عثمان بن عفان کو قتل کیا ہے۔ طلحہ و زبیر اور ان کا ساتھ دینے والوں نے قتل کیا ہے۔ ان سب نے عثمان بن عفان کے قتل کا حکم دیا تھا اور میں اس وقت اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا۔

اے علیؑ، میں عثمان بن عفان کا چچازاد اور ان کے خون کے بدلے کا طالب ہوں۔ اگر آپؑ اپنی بات میں سچے ہیں تو عثمان بن عفان کے قاتل ہمارے حوالے کر دیں ہم اپنے چچازاد کو قتل کرنے والوں کو قتل قصاص میں کریں گے۔ اور خلافت کو آپؑ کے حوالے کر دیں گے۔ یہ پہلی بات ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میری فہم و فراست نے مجھے آگاہ کیا ہے۔ اور ان خطوط سے بھی واضح ہوا ہے جو کہ عثمان بن عفان کے ورثا نے مجھے بھیجے تھے کہ عثمان بن عفان کے ورثا آپؑ کے ساتھ مل کر جہاد کرتے ہیں۔ کیا آپؑ کا خیال ہے کہ وہ آپؑ کے ساتھ متفق ہیں اور آپؑ کی خلافت پر رضامند ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ان کی خواہشات اور دل ہمارے ساتھ ہیں۔ اور ان کے جسم آپؑ کے ساتھ۔ آپؑ بظاہر تو ابوبکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور ان دونوں حضرات پر رحم کی دعا کرتے ہیں۔ لیکن آپ عثمان بن عفان کے معاملے میں خاموش ہیں۔ نہ اس سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور نہ اس پر رحم کی دعا کرتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ اپنے شیعوں جو کہ بد باطن ہیں اور اپنے خاص آدمیوں جو کہ گمراہ ہیں۔ جب بھی علیحدگی میں بیٹھتے ہیں تو ابوبکر بن قحافہ، عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان سے سخت بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ اس وقت آپؑ ان تینوں سے رحمت کی دوری کی بددعا کرتے ہیں۔ آپؑ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپؑ رسولؐ اللہ ﷺ کے وصی ہیں اور اُمت میں رسولؐ اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی اطاعت فرض کی ہے۔ آپؑ سے محبت کرنے کا اور اللہ نے اپنی کتاب میں اور رسولؐ اللہ ﷺ نے اپنی سنت میں فرض قرار دیا ہے۔ آپؑ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ اللہ ﷺ کو غدیر میں یہ حکم دیا تھا کہ وہ آپؑ کو لے کر کھڑے ہو جائیں اور یہ بات کہہ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ ﷺ پر یہ آیت نازل کی سورہ مائدہ، 67. یاایہاالرسول بلغ ماانزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

الناس ان اللہ لایھدی القوم الکافرینO 67 . اے رسول ! جو کچھ اپ کی طرف اپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجئے، اور اگر اپ نے نہ کیا تو اپ نے اس کا پیغام پہنچایا ہی نہیں، اور اللہ لوگوں سے اپ کی حفاظت فرمائے گا۔ بیشک اللہ کافروں کو راہ ہدایت نہیں دکھاتاo

اے علیؑ آپ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ ﷺ نے قریش انصار اور بنو امیہ کے لوگوں کو غدیر خم کے مقام پر جمع کیا اور اُمت کو وہ پیغام پہنچایا جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا تھا۔ اور حاضرین کو حکم دیا تھا کہ وہ ان لوگوں تک بھی یہ پیغام پہنچا دیں جو وہاں موجود نہیں۔ رسولؐ اللہ ﷺ نے لوگوں کو آپؑ کے بارے میں کہا تھا کہ آپ ان کی جانوں سے افضل ہیں۔ آپؑ کو رسولؐ اللہ ﷺ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ اور مجھے اس خطبہ کے بارے میں بھی معلوم ہوا ہے جس میں کہ آپؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تمام لوگوں سے افضل ہوں جب سے رسولؐ اللہ ﷺ کا انتقال ہوا ہے مجھ (علیؑ) پر برابر ظلم ہوتا رہا ہے۔

اگر یہ بات درست ہے تو آپؑ پر ابو بکر بن قحافہ، عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان نے بڑا ظلم کیا ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے کہ جب رسولؐ اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے آپؑ کے ہوتے ہوئے عمر بن خطاب نے ابو بکر بن قحافہ کی بیعت کر لی تھی۔ اور آپؑ سے کوئی رائے نہ لی۔ انصار و مہاجرین میں جھگڑا ہو گیا تھا۔ انصار آپؑ کی خلافت کے استحقاق میں اور آپؑ کی رسولؐ اللہ ﷺ کی قرابت کی وجہ سے ان سے جھگڑتے تھے۔ اگر ابو بکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب نے آپؑ کو خلیفہ چن لیا ہوتا تو عثمان بن عفان آپؑ سے قرابت کی وجہ سے سب سے پہلے آپؑ کی طرف دوڑتے۔ اے علیؑ آپؑ کا عثمان بن عفان پر حق تھا۔ کیونکہ وہ آپؑ کے ابن عم (امیہ اور ہاشم کو یہ لوگ بھائی مانتے ہیں، اور بنو امیہ اور بنو ہاشم کو قرابت دار مانتے ہیں) اور ابن عمہ تھے۔

پھر ابو بکر بن قحافہ نے خلافت کو طے شدہ تجویز کے مطابق عمر بن خطاب کی طرف موڑ دیا۔ ابو بکر بن قحافہ نے جب عمر بن خطاب کو خلیفہ بنایا تو پھر آپؑ سے مشورہ نہ کیا نہ صلاح لی۔ پھر عمر بن خطاب نے آپؑ کو چھ لوگوں کی شوریٰ میں شامل کیا۔ ان چھ میں سے ایک نے خلیفہ بننا تھا۔ عمر بن خطاب نے سب لوگوں کو چاہے مہاجر ہوں یا انصار ہوں یا دوسرے ہوں خلافت کے اس چناو سے الگ کر دیا تھا۔ تین روز تک خلیفہ نہ چنا جا سکا۔ تیسرے دن اپ سب نے یہ اختیار عبدالرحمٰن ابن عوف کے سپرد کر دیے۔ کہ جس کو وہ خلیفہ بنانا چاہے بنا دے۔ یہ بھی اس وقت ہوا جب کہ عمر بن خطاب کی وصیت کے

مطابق کہ اگر کوئی خلیفہ نہ چنا جائے تو ان چھ کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ عبدالرحمٰن ابن عوف نے عثمان بن عفان کو خلیفہ چن لیا۔ پھر تم سب نے عثمان بن عفان کی بیعت کر لی۔ اور پھر جب عثمان بن عفان محصور ہو گئے اور باغیوں نے آپ کو گھیر لیا تو آپ لوگوں نے اس کی مدد نہ کی۔ جب کہ عثمان بن عفان کی بیعت تمہاری گردنوں پر لازم ہو چکی تھی۔ تم اے گروہ انصار و مہاجرین تم سب بہ نفس نفیس اس وقت موجود تھے۔ تم لوگوں نے مصریوں کو کھلی چھٹی دی ہوئی تھی۔ انجام یہ ہوا کہ ان لوگوں نے عثمان بن عفان کو قتل کر دیا۔ آپ کے نکمّے آدمیوں نے عثمان بن عفان کے قتل میں مصریوں کی مدد کی۔

تمہارے عام لوگوں نے عثمان بن عفان کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ عثمان بن عفان کے قتل میں تم لوگ تین حالتوں میں تقسیم ہو گئے۔ قتل کرنے والے، قتل کا حکم دینے والے اور چھوڑ چھاڑ کر بیٹھنے والے۔ پھر لوگوں نے آپؑ کی بیعت کر لی۔ آپؑ مجھ سے خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔ عثمان بن عفان کے قاتلان پر مجھے قدرت دیجیے تا کہ میں ان کو قتل کروں اور خلافت کو آپؑ کے سپرد کروں۔ میں اور میری طرف سے تمام اہل شام آپؑ کی بیعت کر لیں گے۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کا معاویہ کو جواب

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے معاویہ کا خط پڑھا۔ ابو درداا اور ابو ہریرہ نے معاویہ کا خط آپؑ تک پہنچایا تھا۔ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ تم دونوں نے یہ خط مجھ تک پہنچایا۔ اب میرا جواب سن لو۔ اور میری طرف میرے جواب کو تم دونوں معاویہ تک پہنچا دو۔

حضرت علیؑ نے فرمایا، عثمان بن عفان کی حالت ان دو صورتوں سے خالی نہ ہو گی۔ یا وہ نیکی کے امام تھے جن کا خون بہانا حرام، جس کی مدد کرنا واجب اور جس کی نافرمانی ناجائز ہے۔ جس کو اکیلا چھوڑنا اُمت کے لئے واجب نہیں ہو۔ یا دوسری صورت میں وہ گمراہی کے امام ہے۔ جس کا خون بہانا حلال، جس کی حکومت ناجائز اور جس کی مدد کرنا واجب نہ ہو۔ ان دونوں صورتوں میں سے ایک صورت ضرور ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اور حکم اور اسلام کا حکم جو چیز مسلمانوں پر واجب کرتا ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کے امام کے مرنے کے بعد، خواہ وہ امام گمراہ ہو کر مرا ہو، خواہ وہ ہدایت یافتہ امام مرا ہو، خواہ وہ ظالم مرا ہو خواہ وہ مظلوم مرا ہو خواہ اس کا خون بہانا حلال ہو خواہ اس کا خون بہانا حرام ہو۔ لوگ کوئی بھی کام نہ کریں اور نہ کوئی نئی چیز پیدا کریں نہ ہاتھ آگے بڑھائیں نہ پاوں اور نہ ہی کسی چیز کی ابتدا کریں جب تک کہ وہ اپنی ذات کے لئے سب سے پہلے نیا امام نہ چن لیں۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

وہ نیاامام (خلفیہ) ،امیر، پاک دامن ہو۔ عفیف ہو۔ عالم ہو اور متقی ہو۔ فیصلہ کرنے والااور سنت رسول ﷺ کا عارف ہو۔ ایسا امام ان کے کام کو متحد رکھے گا۔ ان کے درمیان حکم جاری کرے گا، مظلوم کو ظالم سے بدلہ دلوائے گا۔ ان کی سرحدوں کی حفاظت کرے گا۔ ان کا مال لائے گا۔ ان کی محبت کو قائم رکھے گا۔ وہ اپنے مقتول امام کے بارے میں جو مظلوم مارا گیا ہے فیصلہ کی غرض سے اس نئے امام کے پاس جائیں گے تاکہ یہ امام ان کے درمیان حق فیصلہ صادر کردے۔ اگر ان کا امام مظلوم مارا گیا ہے تو نیاامام اس کے ورثا کو خون بہا دلوانے کا حکم صادر کرے گا اور اگر ان کا امام ظالم تھا اور قتل کیا گیا ہے تو وہ نیاامام غور کرے گا کہ اس معاملہ میں کیا حکم جاری کرنا چاہیے۔ ان لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ پہلے نیاامام چن لیں۔ جو ان کے کام کو مجتمع رکھے گا۔ اگر امیر کے انتخاب کا حق لوگوں کو حاصل ہے تو لوگوں کو چاہیے کہ وہ عثمان بن عفان کے قتل کے بعد اب نئے امیر علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کی اطاعت کریں۔ کیونکہ لوگوں نے علیؑ کو اپنا نیاامام چن لیا ہے اور آپؑ کی بیعت کرلی ہے۔ اگر خلیفہ (امام) کے انتخاب کا حق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ ﷺ کو حاصل ہے تو لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کا انتخاب اور اس کے متعلق غور کرنے سے روک دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے لوگوں کے لئے ان کا امام منتخب کر لیا ہے۔ لوگوں کو رسول ﷺ نے حکم دیا ہے کہ وہ اس امام اور خلیفہ کی اطاعت و پیروی کریں۔ عثمان بن عفان کے قتل کے بعد لوگوں نے میری بیعت کرلی ہے۔ بیعت کرنے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے ابوبکر بن قحافہ، عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان کی بیعت کی تھی۔ ان تینوں حضرات کی امیری پر اتفاق کرلیا تھا۔ میری بیعت انصار اور مہاجرین نے تین دن کے مشورہ کے بعد کی تھی۔ یہ کام صحابہ، مہاجرین، سابقین اور انصار نے انجام دیا ہے۔

پہلے تینوں خلفا کی بیعت لوگوں کے مشورے کے بغیر کی گئی ہے۔ اگر امام کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے سپرد کردیا ہے تو یہ وہ لوگ ہیں جو انتخاب کرتے وقت اپنے مفادات میں غور کرتے ہیں۔ ان کا اپنے لئے کسی کو خلیفہ منتخب کرنا، لوگوں کے لئے خلیفہ کے متعلق غور کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے اچھا تھا؟ ان لوگوں نے کسی کو منتخب کیا ہے، کسی کی بیعت کی ہے جو ہدایت کی بیعت ہو۔ وہ امام کون تھا جس کی اطاعت لوگوں پر واجب تھی۔ لوگوں نے میرے بارے میں مشورہ کیا۔ لوگوں کے اجماع سے مجھے خلیفہ منتخب کیا۔ اگر خلیفہ منتخب کرنا اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے تو لوگوں نے مجھے اُمت کے لئے خلیفہ منتخب کرلیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کا خلیفہ منتخب کیا ہے۔ میری اطاعت اور نصرت کا حکم اپنی کتاب منزل اور اپنی نبیؐ ﷺ کی سنت کے ذریعے نافذ کیا ہے۔ یہ چیز میری دلیل کو مضبوط اور میرے حق کو زیادہ تقویت دیتی

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

ہے۔ اگر عثمان بن عفان، ابو بکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب کے زمانے میں قتل ہوتا تو کیا تم معاویہ ان دونوں سے جنگ کرتے ؟ ان دونوں حضرات پر قاتلین کی طلب میں جنگ کے لئے نکلتے ؟

ابوہریرہ اور ابودردا نے کہا نہیں معاویہ ایسا ہر گز نہ کرتا۔ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، اسی طرح میں (خلیفہ) ہوں۔ پھر میرے ساتھ جنگ کے کیا معنی ؟ اگر معاویہ ہاں کہہ دے کہ وہ ان دونوں سے بھی جنگ کرتا تو تم دونوں معاویہ سے کہہ دینا کہ ہر اس شخص کو قتل کرنا جائز ہے جس نے ظلم کیا ہو۔ قتل ہونے والے نے (اپنے قتل سے پہلے) اس کو قتل کر دیا ہو کہ وہ مسلمانوں کے اتفاق کو پارہ پارہ کر دے گا۔ ان کی جماعت میں تفریق پیدا کر دے گا۔ اپنی خوہشات میں محو ہو جائے گا۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے عثمان بن عفان کی اولاد اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے میں معاویہ سے زیادہ حقدار ہیں۔

ابوہریرہ اور ابودردا نے کہا، اے علیؑ آپؑ نے اپنے معاملہ میں انصاف سے کام لیا ہے۔ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، مجھے اپنی زندگی کی قسم، معاویہ کا جو پیغام تم لائے ہو اگر وہ اس کو پورا کرنے میں سچا ثابت ہوا تو میرے ساتھ انصاف کرے گا۔ عثمان بن عفان یہ بیٹے موجود ہیں۔ یہ بالغ ہو چکے ہیں۔ بچے نہیں ہیں۔ ان کا کوئی نگران نہیں (یعنی خود مختار ہیں) اپنے باپ عثمان بن عفان کے قتل کے فیصلہ کے لئے فرزندان عثمان بن عفان کو آگے آنا چاہیے۔ میں ان کو اور ان کے باپ کے قاتلوں کو اکٹھا کرتا ہوں۔ اگر فرزندان عثمان بن عفان اپنی دلیل میں عاجز ہو جائیں یعنی اپنے باپ کو مظلوم ثابت نہ کر سکتے ہوں تو انہیں چاہیے کہ وہ معاویہ کو حاضر کریں۔ یعنی معاویہ کو اپنا وکیل اور ولی مقرر کریں۔ عثمان بن عفان کے فرزندوں کا اپنے مخالفین سے جھگڑا ہے۔ ان کو اور ان کے مخالفین کو فیصلہ کے لئے امام کے سامنے بیٹھنا چاہیے۔ جس کے حکم کا وہ اقرار کرتے ہیں۔ جس کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ میں علیؑ، ان دونوں کے دلائل پر غور کروں گا اگر ان کا باپ ظالم ہونے کی وجہ سے مارا گیا ہے اور اس کا خون بہانا جائز تھا تو میں اس کے خون کا بدلہ نہ دلواوں گا اور اس کے خون کو رائیگاں کر دوں گا۔ اور اگر وہ مظلوم تھا اور اس کا خون بہانا حرام تھا تو میں ان کے باپ کے قاتلوں کو ان کے حوالے کر دوں گا اگر وہ چاہیں تو انہیں قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو معاف کر دیں۔ اگر چاہیں تو خون بہا لے لیں۔ میرے لشکر میں یہ لوگ عثمان بن عفان کے قاتل ہیں۔ آپ کے قتل کا اقرار کرتے ہیں۔ اور میرے فیصلے پر رضامند ہیں۔ میرے پاس فرزندان عثمان بن عفان اور بطور وکیل و ولی معاویہ کو آنا چاہیے۔ وہ عثمان بن عفان کے قاتلوں سے مخاصمہ اور محاکمہ کریں تاکہ میں ان کے درمیان کتاب خدا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے فیصلہ کر سکوں۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

اور اگر معاویہ بناوٹی خلوص ظاہر کرتا ہے۔ اور حیلے اور بہانے تراشتا ہے تو یہ اس کی اپنی مرضی ہے جو چاہے وہ کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب میرے اور معاویہ کے معاملے میں میری مدد کرے گا۔ ابوہریرہ اور ابو درداء نے کہا اے علیؑ آپؑ نے اپنے معاملہ میں انصاف سے کام لیا ہے۔ آپؑ نے انصاف کی حد کر دی ہے۔ آپؑ نے معاویہ کے بہانے کو دور کر دیا ہے۔ آپؑ نے معاویہ کی دلیل کو توڑ دیا ہے۔ آپؑ ایک سچی اور محکم دلیل لائے ہیں۔ جس میں کسی قسم کی آمیزش نہیں ہے۔ جب ابوہریرہ اور ابو درداواپس جانے کے لئے باہر آئے تو بیس ہزار لوگوں جنہوں نے سر پر خود پہنے ہوئے تھے دونوں حضرات سے ملے اور کہنے لگے کہ ہم نے عثمان بن عفان کو قتل کیا ہے۔ ہم لوگ جو بھی جناب امیرؑ علیہ السلام فیصلہ کریں گے اس پر رضامند ہوں گے۔ خواہ ہمارے حق میں ہو یا ہمارے خلاف۔ عثمان بن عفان کے ورثا ہمارے پاس آئیں اپنے والد کے قتل کا فیصلہ کروائیں ہم حضرت علیؑ کا ہر فیصلہ قبول کریں گے۔

ابوہریرہ اور ابو درداء نے کہا، تو لوگ درست کہہ رہے ہو جب تک یہ فیصلہ حضرت علیؑ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول ﷺ کے مطابق نہ کروالیا جائے۔ اس وقت تک تم لوگوں کو عثمان بن عفان کے ورثا کے حوالے نہیں کرنا چاہیے۔ اور تمہارا قتل جائز نہیں۔ یہ دونوں حضرات وہاں سے چلے اور معاویہ کے پاس حاضر ہو کر حضرت علیؑ، اور دیگر لوگوں کی گفتگو سنائی۔ معاویہ نے پوچھا، تم لوگوں سے سامنے حضرت علیؑ نے ابوبکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب کے بارے میں علیؑ کی نرمی اور عثمان بن عفان سے دوری اور توقف کرنے اور علیحدگی میں ابوبکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب سے بیزاری کے بارے میں کیا جواب دیا تھا؟ اور علیؑ نے اپنے اس دعوے کے بارے میں کیا جواب دیا جس میں علیؑ یہ کہتے ہیں کہ جب سے رسول ﷺ اللہ کا انتقال ہوا ہے آپؑ پر برابر ظلم ہوتا رہا ہے۔؟ ان دونوں حضرات نے جواب دیا، ہاں ہم نے پوچھا تھا۔ تو حضرت علیؑ نے جواب میں انہوں نے ان کا لوگوں کا خلیفہ چننا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا خلیفہ چننے کے متعلق جواب کو دھرا دیا۔ پھر یہ بھی بتایا کہ اس کے بعد حضرت علیؑ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ خطبہ ارشاد کیا تھا۔

اے لوگو! میرے فضائل اتنے ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ناطق میں سب سے پہلے ایمان لانے والے کو بعد میں ایمان لانے والے پر فضیلت دی ہے۔ اس اُمت میں مجھ سے پہلے کوئی بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہیں لایا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کسی شخص نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ یہ آیت کس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ السابقون السابقون اولئک المقربون، سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اللہ کے

مقرب ہیں۔ (سورہ واقعہ آیت ۱۰،۱۱) ، رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو انبیا اور ان کے اوصیا کے متعلق نازل فرمایا ہے۔ میں رسول ﷺ اللہ کا وصی ہوں۔ لہٰذا یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے۔ تمام بدری بزرگ انصار کھڑے ہوگئے اور مہاجرین میں جو باقی بچے تھے وہ بھی کھڑے ہوگئے ان میں ابوہیثم بن تیہان، خالد بن زید، ابوایوب انصاری اور مہاجرین میں عمار بن یاسر موجود تھے۔ سب نے گواہی دی کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا تھا۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی آیات ،

(سورہ النسا آیت ۵۹)

یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ،

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے صاحبان امر کی۔

سورہ المائدہ، آیت ۵۵

. انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلاۃ ویوتون الزکاۃ وہم راکعونo

. بیشک تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا رسول ہی ہے اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور وہ جھکنے والے ہیںo

سورہ توبہ، آیت ۱۶

۔۔۔۔۔ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المومنین

اور اللہ کے سوا اور اس کے رسول کے سوا اور اہل ایمان کے سوا محرم راز نہ بنایا کرو،

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے کہا، کہ لوگوں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ اس آیت میں حکم خاص ہے یا عام ہے۔ تمام مومنین اس میں شامل ہیں ؟؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ اس آیت کے معنی و تشریح سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ اور ولایت کے بارے میں تشریح کریں۔ جس طرح نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کے متعلق آپ ﷺ تشریح کر چکے ہیں۔

چناچہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خم غدیر کے مقام پر مجھے اپنے ساتھ بلند کیا۔ اور اس موقعہ پر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے میرے پاس ایسا پیغام ارسال کیا ہے جس سے میرا سینہ تنگ ہو گیا ہے۔ کیونکہ اگر اس کا

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؔ بخاری

میں اعلان کروں تو لوگوں کی طرف سے مجھے تکلیف و تکذیب کا خطرہ ہے۔ (یعنی لوگ اس قبول نہیں کریں گے)۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے سخت تاکیدی الفاظ میں اس حکم کو عوام الناس تک پہنچانے کا حکم دیا ہے۔ پھر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا اے علیؑ کھڑے ہو جاو۔ پھر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز جامعہ کا حکم دیا۔ رسول ﷺ اللہ نے لوگوں کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی اور ایک خطبہ ارشاد کیا۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اے لوگو! اللہ تعالیٰ میرا مولا و سردار ہے اور میں محمد ﷺ مومنین کا سردار ہوں۔ (اولی بالتصرف ہوں) میں مومنین کی جان سے افضل ہوں۔ جس کا میں حاکم ہوں اس کے یہ علیؑ حاکم ہیں۔

اے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو علیؑ کو دشمن جانے۔ تو اس کی مدد کر جو علیؑ کی مدد کرے اور تو اس کو چھوڑ دے جو علیؑ کو چھوڑ دے۔ : تو اس موقعہ پر سلمانؓ فارسی نے آگے بڑھ کر پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ ولایت کیسی ہے؟ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا جیسی میری ولایت ہے۔ جس کی جان سے میں افضل ہوں علیؑ اس کی جان سے افضل ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت گرامی نازل کی۔

سورہ المائدہ، آیت ۳

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر لیا۔

سلمانؓ فارسی نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ آیات خاص جناب علیؑ علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہیں؟ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں علیؑ کے حق میں اور قیامت تک ہونے والے میرے اوصیا کے حق میں۔ سلمانؓ فارسی نے عرض کیا، مولا ان اوصیا کی وضاحت کیجیے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا علیؑ میرا بھائی، میرا وزیر، میرا وصی، میرا وارث، میری اُمت میں خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کے سردار ہیں۔ علیؑ کے بعد گیارہ آئمہ سردار اور صاحب ولایت ہوں گے۔ جو علیؑ کی اولاد سے ہوں گے۔ علیؑ کی اولاد سے حسنؑ امام ہوگا۔ پھر حسینؑ پھر حسینؑ کی اولاد سے نو یکے بعد دیگرے آئمہ ہوں گے۔ قرآن ان کے ساتھ ہوگا اور وہ قرآن کے ساتھ ہوں گے۔ وہ قرآن سے جدا نہیں ہوں گے۔ حتیٰ کہ میرے پاس کوثر پر وارد ہوں گے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

بارہ بدری اصحاب نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ ہم نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے۔ جیسا کہ آپ علیؑ نے فرمایا ہے۔ آپؑ نے نہ کسی لفظ کی کمی کی ہے نہ بیشی۔ باقی ستر آدمیوں نے کہا کہ ہم نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا تھا لیکن پورا کا پورا یاد نہیں رکھ سکے۔ لیکن یہ بارہ بدری لوگ ہمارے نزدیک قابل اعتبار ہیں۔ حضرت علیؑ نے کہا تم نے درست کہا ہر آدمی پوری بات یاد نہیں رکھ سکتا۔ بعض کے حافظے زیادہ ہوتے ہیں۔ ان بارہ بدری اصحاب میں سے چار کھڑے ہو گئے۔ ابو ہیثم بن تیہان، ابو ایوب، عمار بن یاسر اور حنظلہ بن ثابت ذو شہاد تین، اور کہا کہ ہم نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان کو سنا تھا ہم نے اس کو یاد کر لیا تھا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ نے اس وقت کی تھی جب کہ وہ کھڑے تھے اور آپؑ علیؑ ان کے پہلو میں کھڑے تھے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم میں تمہارے لئے امام، خلیفہ اور نبیؐ ﷺ کا وصی مقرر کر جاوں۔ میری اُمت میں اور میرے اہلبیتؑ میں وہ میرے بعد خلیفہ ہو۔ یہ وہ شخص ہے جس کی اطاعت کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مومنین پر فرض کیا ہے۔ اور وہ شخص یہ علیؑ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کی ولایت کا حکم دیا ہے۔ میں نے منافقین کے طعنہ و تکذیت کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے سخت تاکید کی کہ میں ہر صورت یہ پیغام لوگوں تک پہنچاوں۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی کتاب میں نماز کا حکم دیا ہے، میں نے نماز کی تشریح کر دی ہے۔ زکوۃ، روزہ، حج سب کی تشریح کر دی ہے۔ ان کو وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ولایت کا حکم اپنی کتاب میں دیا ہے۔

اے لوگو! میں تمہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ وہ علیؑ بن ابی طالب ہیں، میرا فرزند حسنؑ ہے اور میرا فرزند حسینؑ اور اس کی اولاد میں نو آئمہ پیدا ہوں گے۔ یہ ولایت صرف ان کے لئے مخصوص ہے۔ وہ اللہ کی کتاب کو ہر گز نہ چھوڑیں گے حتیٰ کہ میرے پاس کوثر پر وارد ہوں گے۔ اے لوگو! میں نے اپنے بعد تمہارے لئے تمہاری جائے پناہ اور تمہارے امام کے متعلق تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔ تمہارا راہنما اور ہدایت کرنے والا میرے بعد علیؑ ابن ابی طالب ہے۔ اس کا تم میں وہی مرتبہ ہے جو میرا ہے (رسالت کے سوا)۔ دین کے احکامات میں اس کی اطاعت کرنا اور اپنے معاملات میں اس کی اطاعت کرنا۔ علیؑ کے پاس وہ تمام علم ہے جن کی اللہ تعالیٰ نے مجھے تعلیم کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں وہ علم علیؑ کو تعلیم کروں۔ اور تمہیں بھی آگاہ کروں۔ جو کچھ میرے پاس تھا میں نے علیؑ کو تعلیم کر دیا ہے۔ جو کچھ پوچھنا ہو علیؑ سے پوچھنا۔ اس سے تعلیم حاصل کرنا۔ علیؑ کے بعد علیؑ کے اوصیا سے تعلیم حاصل کرنا۔ اوصیا کو الزام نہ دینا۔ ان سے آگے نہ بڑھنا اور نہ ان کو چھوڑ

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

دینا۔ حق ان کے ساتھ ہے وہ حق کے ساتھ ہیں۔ ان کو تعلیم دینے کی کوشش نہ کرنا وہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔ نہ حق ان کو چھوڑے گا اور نہ یہ حق کو چھوڑیں گے۔

پھر امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے لوگوں سے اس آیت گرامی کے متعلق پوچھا۔

سورہ الاحزاب، آیت ۳۳

انمایرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہر کم تطہیرا

بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے ہر قسم کا رجس (ناپاکی) دور رکھے اور تمہیں مکمل طور پر پاک رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔

اس وقت رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، میں علیؑ، فاطمہؑ علیہ السلام، حسنؑ اور حسینؑ ایک چادر میں جمع تھے اور رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ یہ میری عترت ہے اور میرے خاص لوگ اہلبیتؑ ہیں۔ ان سے رجس کو دور رکھنا اور ان کو ایسا پاک رکھنا جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔ وہاں پر موجود ام المومنین جناب ام سلمہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میں بھی اس چادر کے اندر آجاوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلمہؓ تم خیر پر ہو۔ لیکن یہ آیت صرف میرے لئے اور میرے بھائی کے لئے اور میرے دونوں فرزندوں حسنؑ و حسینؑ کے لئے خاص طور پر نازل ہوئی ہے۔ امیر المومنین علیہ الصلوۃ و السلام نے فرمایا کہ اس چادر میں صرف ہم لوگ تھے۔ یہ آیت میرے لئے اور میرے بعد حسن اور ان کے بعد حسینؑ اور ان کے نو فرزندوں کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ تمام لوگوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ ہم نے ام المومنین ام سلمہؓ سے یہ بات سنی ہے۔ اور ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بھی پوچھا تھا انہوں نے بھی ایسا ہی بیان فرمایا تھا۔

پھر امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے لوگوں سے اس آیت گرامی کے متعلق پوچھا، اور فرمایا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی،

سورہ توبہ، آیت ۱۱۹

یاایہاالذین امنوااتقوااللہ وکونوامع الصادقین

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

تو سلمانؓ فارسی نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت عام ہے یا خاص، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ جن لوگوں کو اس آیت میں حکم دیا گیا ہے وہ عوام الناس ہیں، مومنین کی تمام جماعت ہے اور اس آیت میں صادقین خاص لوگ ہیں۔ وہ علیؑ ابن ابی طالب اور ان کی اولاد میں قیٔامت تک ہونے والے اوصیا ہیں۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، میں نے تبوک کی لڑائی کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تھی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں خلیفہ بنا کر جا رہے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مدینہ یا میرے ساتھ ٹھیک رہ سکتا ہے یا تمہارے ساتھ۔ تمہیں مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو کہ ہارونؑ کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھی۔ میرے بعد کوئی نبیؐ نہ ہوگا۔ تو اس وقت انصار و مہاجرین کھڑے ہوگئے کہ جی ہاں ہم نے جنگ تبوک کے موقع پر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایسا ہی فرماتے ہوئے سنا تھا۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، اے لوگو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ حج میں یہ آیت نازل کی، (آیت ۷۷)

یاایہاالذین امنواارکعواواسجدواواعبدواربکم وافعلواالخیر لعلکم تفلحون

اے ایمان والو! تم رکوع کرتے رہو اور سجود کرتے رہو، اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو اور نیک کام کئے جاو تاکہ تم فلاح پاسکو

تو مہاجرین و انصار نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون لوگ ہیں جن پر ان کے اعمال پر قیٔامت کے دن آپ گواہ ہیں؟ وہ لوگوں پر ان کے نیک و بد اعمال کے گواہ ہیں؟ جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے اور ان پر دین کے معاملے میں کوئی سختی مقرر نہیں کی۔ یہ لوگ اپنے جد ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مراد اس سے تیرہ لوگ ہیں۔ ایک میں خود ہوں، دوسرے میرے بھائی علیؑ ہیں۔ اور گیارہ میرے فرزند ہیں۔ سب لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات سنی ہے۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے لوگوں سے کہا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں یہ ارشاد نہیں کیا تھا؟ اور پھر ان کا انتقال ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو ہر گز ہر گز گمراہ نہیں ہوگے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب قران ہے۔ دوسرے میرے اہلبیتؑ ہیں۔ لطیف و خبیر اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ یہ دونوں ہر گز ہر گز جدا نہ ہوں

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

گے۔ حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ سب لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم اس ساری بات کی گواہی دیتے ہیں۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

بارہ بدری اصحاب نے کہا، ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات اس وقت فرمائی تھی جس دن ان کا انتقال ہوا تھا، یہ سن کر عمر بن خطاب ناراض ہوگئے تھے اور کھڑے ہوگئے تھے اور کہا اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کیا اس حدیث سے مراد آپ کے تمام اہلبیتؑ ہیں؟ تو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا کہ نہیں، بلکہ اس سے مراد میرے اوصیا مراد ہیں۔ ان میں یہ میرے بھائی علیؑ میرے وزیر، میرے وارث اور میری اُمت میں میرے بعد تمام مومنین کے سردار ہیں۔ یہ اوصیا میں سب سے پہلے ہیں اور اوصیا میں سب سے افضل ہیں۔ پھر میرا بیٹا حسنؑ اور پھر میرا بیٹا حسینؑ جو کہ حسنؑ کا وصی ہے۔ اور پھر نو فرزند جو ایک کے بعد ایک حسینؑ کی نسل میں ہوں گے۔ حتیٰ کہ وہ میرے پاس کوثر پر وارد ہوں گے۔ یہ تمام بارہ حضرات اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔ قیامت کے روز لوگوں کے اعمال پر گواہ ہیں۔ جس شخص نے ان حضرات کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ یہ بات سن کر ستر بدری اصحاب اور ستر کے قریب دوسرے اصحاب رسول ﷺ کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے یا علیؑ جو بات ہمیں بھول گئی تھی اب یاد آگئی ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات کہتے ہوئے سنا تھا۔

سلیمؓ بن قیس ہلالی کا بیان ہے کہ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے قسمیں دے دے کر لوگوں کو اپنے فضائل گنوائے تھے۔ جو کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے حق میں بیان کی تھیں۔ لوگ گواہی دیتے رہے کہ یہ حق ہے۔ جب ابودرداا اور ابو ہریرہ نے یہ تمام باتیں معاویہ بن ابوسفیان کو بتائیں تو اس نے کہا، اے ابوہریرہ اے ابودردا اگر علیؑ کی وہ تمام باتیں جو تم بیان کر رہے ہو درست ہیں تو سوائے علیؑ اور ان کے اہلبیتؑ اور آپ کے پیروکاروں کے سوا باقی سب مہاجر و انصار ہلاک ہوگئے۔

معاویہ کا دوسرا خط:

پھر معاویہ نے امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کو دوسرا خط لکھا۔ اے علیؑ اگر وہ باتیں جو آپؑ نے بیان کی ہیں، جس کا دعویٰ کیا ہے اور جن باتوں پر اپنے اصحاب سے گواہی دلوائی ہے وہ سچ ہیں تو آپؑ کے سوا اور آپؑ کے اہلبیتؑ اور آپؑ کے پیروکاروں کے سوا سب کی ہلاکت ہے۔ ابوبکر بن قحافہ، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان اور تمام مہاجر و انصار کی ہلاکت ہے۔ (آپؑ کی خلافت نہ ماننے کی وجہ سے)۔ مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپؑ ابوبکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب پر رحم و استغفار کی دعا کرتے ہیں۔ اس کی دو

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ تیسری صورت ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک یا توآپؑ تقیہ کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر آپؑ ان دونوں حضرات پر کھلے عام تبرا و بیزاری کریں توآپؑ کو اپنے لشکر میں پراگندگی کا خوف ہے۔ جن کے ذریعے آپؑ مجھ سے جنگ کرنا چاہ رہے ہیں۔ اگر آپؑ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں جسا کہ مجھے اپنے ایک معتبر آدمی سے معلوم ہوا ہے کہ آپؑ اپنے خاص پیروکاروں اور رازداروں کو میرے راز بتاتے ہیں۔ مجھے ایک معتبر آدمی نے کہا ہے کہ اس سے مراد ابوبکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب ہیں اور عثمان بن عفان ہیں۔ آپؑ نے اپنے اصحاب سے کہا ہے کہ اگر تم لوگ مجھے ان گمراہ کرنے والے آئمہ پر رحم کی دعا کرتے ہوئے دیکھو تو اصل میں میں اپنی اولاد کے حق میں دعا مانگ رہا ہوتا ہوں۔ یہ ایک دلیل ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ہمیں کسی اور سے سوال کرنے کی ضرورت نہیں۔

اگر آپؑ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔ توجب ابوبکر بن قحافہ کی بیعت کی گئی تھی توآپؑ اپنی زوجہ جناب فاطمہؑ علیہ السلام کے ہمراہ اپنے دونوں بیٹوں حسنؑ و حسینؑ کے ہاتھوں کو پکڑ کے ایک ایک اصحاب بدر اور سابقین کے گھر گئے تھے۔ سب کو اپنی نصرت کی دعوت دی تھی اور ابوبکر بن قحافہ کی بیعت کے خلاف ان سے مدد مانگی تھی۔ لیکن چار آدمیوں کے سواآپؑ کو کوئی انسان مدد کے لئے نہیں ملا۔ یعنی سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ اور زبیر۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم اگر آپؑ اپنے دعویٰ میں سچے ہوتے تو لوگ آپؑ کی دعوت کو ضرور قبول کرتے۔ آپؑ کی امداد و نصرت کرتے۔ لیکن آپؑ نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا جس کا لوگوں نے اقرار نہیں کیا۔ میں نے اپنے کانوں سے سنا جب ابوسفیان نے آپؑ کو کہا تھا، اے ابوطالبؑ کے بیٹے، تم اپنے ابن عم کی سلطنت گنوا بیٹھے ہو۔ اس سلطنت پر اب وہ لوگ قابض ہیں جو قریش کے ذلیل ترین قبیلوں تیم اور عدی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابوسفیان نے آپؑ کو امداد کی پیشکش کی تھی۔ لیکن آپؑ نے کہا تھا کہ اگر مجھے انصار و مہاجرین میں سے چالیس آدمی مل جائیں توآپ اپنی سلطنت پر قابض لوگوں کو بھگا دیتے۔ اس بات سے صاف ظاہر ہے کہ آپ قلبی طور پر ابوبکر بن قحافہ، عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان وغیرہ سے راضی نہیں۔

حضرت علیؑ علیہ السلام کا جواب:

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے معاویہ کے خط کے جواب میں لکھا، اے معاویہ میں نے تمہارا خط پڑھا ہے جو کچھ تم نے تحریر کیا ہے اس کو بھی پڑھا ہے۔ تم نے اپنے کلام کو طول دیا ہے جس سے میرے تعجب میں اضافہ ہوا ہے۔ اس اُمت کے لئے بہت بڑا اُمت حان اور بے حد تکلیف کا باعث یہ بات ہے کہ تم جیسے لوگ امور مسلمین میں بات کریں اور لوگوں کے عام و خاص امور میں غور وتدبر کریں۔ تم خود جانتے ہو تم کون ہو۔ اور کس کے فرزند ہو۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں کون

تدوین: سید قمر علیؔ عباسؔ بخاری

ہوں اور میں کس کا بیٹا ہوں۔ میں خود بھی جانتا ہوں کہ میں کس کا بیٹا ہوں۔ جو کچھ تم نے تحریر کیا ہے اس کا جواب تحریر کر رہا ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ اس جواب کو نہ تم اور نہ تمہارا ابن نابغہ وزیر عمرو عاص اس کو سمجھ سکو گے۔

عمرو عاص نے تمہیں اس خط لکھنے پر آمادہ کیا ہے اور تمہارے اس خط کو تمہارے سامنے مزین کر کے پیش کیا ہے۔ جب تم دونوں اس خط کو تحریر کر رہے تھے تو تمہارے ساتھ شیطان اور اس کے مردود ساتھی موجود تھے۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ انہوں نے خواب میں اپنے منبر پر بارہ افراد کو بندروں کی شکل میں منبر پر چڑھتے اور اترتے دیکھا تھا۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ یہ بارہ گمراہ کرنے والے امام ہونگے جو آپؐ کی اُمت کو صراط مستقیم سے پیچھے ہٹائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان بارہ کے نام ایک ایک کر کے بتائے تھے۔ اور ان میں ایک کے بعد ایک دوسرا کتنی مدت کے لئے حکومت کرے گا۔ دس آدمی بنی امیہ سے ہوں گے اور دو قریش کے مختلف قبائل سے ہوں گے۔ تمام اُمت کا قیاُمت تک کا گناہ محض ان دو کی گردن پر ہوگا۔ ان تمام لوگوں کے پورے عزاب کے برابر اکیلا ان دونوں پر عذاب ہوگا۔ ہر وہ خون جو ناحق بہا ہے وہ وہ زنا جو ہوا۔ ہر وہ حکم جو ناانصافی سے دیا گیا ان دونوں پر سب کا گناہ ہوگا۔

میں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا، کہ جب بنی عاص کی اولاد کی تعداد تیس ہو جائے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قران کی توہین کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنا غلام بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنا مال تصور کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اے میرے بھائی علیؑ تم میری مانند نہیں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں حق کو وضاحت سے بیان کر دوں (غدیر خم پر علیؑ کی ولایت کا اعلان کر دوں)۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ وہ مجھے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں لوگوں سے جہاد کروں اگرچہ اکیلا ہی کیوں نہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جتنا عرصہ بھی مکہ میں رہا اللہ تعالیٰ نے لڑائی کا حکم نہیں دیا۔ پھر مدینہ میں حکم جہاد آیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے دین، شرائع، سنن، احکام، حدود، حلال و حرام بتلانا چاہ رہا تھا۔ میرے بعد لوگ جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ نے جس حکم ولایت کا انہیں حکم دیا تھا اور میں نے لوگوں کو تمہاری ولایت اور محبت کا حکم دیا تھا اس کے خلاف دعویٰ کریں گے۔ اس مخالفت میں جو فضیلت اے علیؑ تمہارے لئے قران میں نازل ہوئی ہے وہ اپنے لیئے اس چیز کا دعویٰ کریں گے۔ اے علیؑ اگر ان سے لڑنے کے لئے انصار و مہاجرین میں سے چالیس لوگ بھی تمہیں مددگار مل جائیں تو اپنے مخالفین سے جہاد کرنا۔ ورنہ اپنے ہاتھ روک لینا۔ اور اپنی جان کی اس وقت حفاظت کرنا۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

ان لوگوں کو بار بار دعوت دینا، ان پر اتمام حجت کرنا۔ اے میرے بھائی علیؑ تم حالات میں میری مانند نہیں ہو۔ میں نے تمہاری حجت کو قائم کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں جو بھی نازل کیا ہے وہ سب میں نے لوگوں پر ظاہر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ ہوں۔ میرا حق اور اطاعت لوگوں پر واجب ہے۔ میں ان دونوں باتوں کو کھول کر تمہارے سامنے بیان کر دیا ہے۔ تمہارے حقیقت کو کھلم کھلا (غدیر میں) ظاہر کر دیا ہے۔ میں نے تمہارے امر خلافت کو قائم کر دیا ہے۔ تمہاری حجت کو ظاہر کر دیا ہے۔ اگر تم ان سے خاموش رہے اور اپنی طرف دعوت نہ دی تو گنہگار نہیں ہوگے لیکن بہتر یہی ہے کہ تم ان کو اپنی خلافت کی طرف دعوت دینا۔ وہ تمہاری دعوت پر توجہ نہیں دیں گے اور قبول نہیں کریں گے۔ تم پر قریش کے ظلم ظاہر ہوں گے۔ تمہارے بارے میں اندیشہ ہے کہ اگر تم نے ان سے اکیلے جہاد کیا تو تمہیں قتل نہ کر دیں۔ اگر تمہارے ساتھ ایک گروہ مددگار نہ ہوا تو پھر تقیہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے دین میں تقیہ ہے۔ جو تقیہ نہیں کرتا (جان بوجھ کر اپنے آپ کو ضائع کر دینے سے بچانا) اس کا کوئی دین نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت میں اختلاف اور تفریق کو مقدر کر دیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ضرور ان کو ہدایت پر جمع کر دیتا۔ دو آدمی بھی اختلاف نہ کرتے۔ اس کی مخلوق میں کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ نہ اس کے حکم میں کوئی فرد کسی چیز میں جھگڑا کرتا۔ نہ مفضول فاضل کی فضیلت کا انکار کرتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان لوگوں سے بہت جلد انتقام لیتا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت دی گئی۔ تاکہ ظالم کی تکذیب کی جائے اور حق کو معلوم کیا جائے۔ کہ حق کی بازگشت کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو عمل کا گھر، اور آخرت کو ثواب اور عذاب کا گھر مقرر کیا ہے۔ جیسا کہ قران میں ارشاد رب العزت ہے، " عنقریب ہم ان کو برائی کرنے والوں کو برائی کا بدلہ اور نیکی کرنے والوں کو نیکی کا بدلہ دیں گے۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کی، میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اس کے اُمت حانات پر صبر کرتا ہوں۔ اس کی قضا کو تسلیم کرتا ہوں۔ اور رضامند ہوں۔ اس پر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اے میرے بھائی علیؑ تمہیں بشارت ہو کہ تمہاری زندگی اور موت میرے ساتھ ہو گی۔ تم میرے بھائی ہو میرے وصی ہو میرے وزیر ہو اور میرے وارث ہو۔ تم میری سنت پر جہاد کروگے۔ اور تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ تمہارے سامنے ہارونؑ کا اچھا نمونہ عمل موجود ہے۔ جب قوم نے ہارونؑ اور ہارونؑ کے اہلبیتؑ کو کمزور کر دیا تھا اور ہارونؑ پر چڑھائی کی تھی اور قریب تھا کہ ہارونؑ کو قتل کر دیں۔ اے علیؑ تم بھی قریش کے ظلم پر صبر کرنا۔ اپنے بارے میں ان کے اتحاد سے بچے رہنا۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

بے شک قوم کے دلوں میں بدر کے کینے اور احد کی رنجش موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اُمت میں خلیفہ مقرر کرتے وقت فرمایا تھا کہ اگر لوگ گمراہ ہو جائیں تو مددگار تلاش کرنا اور ان کے ذریعے جہاد کرنا اور اگر مددگار نہ ملیں تو اپنے ہاتھ کو روک لینا۔ اے علیؑ تم بھی ویسا ہی کرنا۔۔ کیونکہ اگر اس وقت تم نے ان کو چھیڑا تو تمہیں قتل کر دیں گے۔ جان لو کہ اگر تم نے اپنے ہاتھوں کو اس وقت نہ روکا اور اپنی جان کو نہ بچایا تو تمہیں مار کر وہ واپس مرتد ہو جائیں گے۔ اندیشہ ہے کہ دوبارہ بتوں کی پوجا نہ شروع کر دیں۔ وہ جان بوجھ کر منکر ہو جائیں گے۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔ ان لوگوں پر محبت سے غلبہ حاصل کرنا۔ اگر تمہاری بات نہ مانیں تو پھر ان کے حال پر چھوڑ دینا۔ تاکہ تمہارے حق کو غصب کرنے کی وجہ سے صرف ناصبی اور سرکش ہلاک ہوں۔ عام شہری لوگ اور خاص لوگ صحیح و سالم بچ جائیں۔ اگر کسی دن اللہ کی کتاب قران اور سنت رسول ﷺ پر صحیح معنوں میں عمل کرنے والے لوگ مددگار مل جائیں تو قران کے معنی کی تفسیر میں ان لوگوں سے جہاد کرنا۔ جس طرح میں نے قران کی تنزیل میں جہاد کیا تھا تم اس کی تاویل میں جہاد کرنا۔ بیشک اُمت میں سے ہر وہ شخص ہلاکت میں پڑے گا جو تمہاری مخالفت کرے گا۔ اور تمہارے کسی بھی وصی کی مخالفت کرے گا۔ ان کو دشمن جانے گا اور ان سے انکار کرے گا۔ جس طریقہ پر تم لوگ قائم ہو اس کے خلاف کسی اور چیز کو مزھب بنالیں گے وہ لوگ۔

اے معاویہ، مجھے اپنی زندگی کی قسم، اگر میں تم کو طلحہ و زبیر پر رحم کی درخواست کروں تو تمہارے لئے میرا رحم کرنا اور استغفار کرنا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ یہ بات تمہارے باطل کو درست ثابت نہیں کر سکتی بلکہ میرا تمہارے لئے رحم کرنا اور استغفار مانگنا، اللہ تعالیٰ اس بات کو تمہارے لئے رحمت سے مزید مایوسی اور عذاب بنا دے گا۔ (جیسے قران فاسق کو مزید گمراہ کرتا ہے)۔ اے معاویہ تم، طلحہ اور زبیر کم مجرم اور کم گنہگار معمولی بدعت والے اور گمراہی والے ان دونوں میں سے نہیں ہو جنہوں نے تمہارے لئے اور تمہارے ساتھی عثمان بن عفان کے لئے خلافت کی بنیاد رکھی۔ جس کا تم قصاص طلب کرتے ہو۔ یہ دونوں وہ تھے جنہوں نے تمہاری خاطر ہمارے حقوق کو کچل کر رکھ دیا۔ اہم اہلبیتؑ رسول ﷺ پر ظلم کیا۔ تم بنی امیہ کو ہماری گردنوں پر سوار کیا۔ قران کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

سورۃ النسا، آیت ۵۱ تا ۵۴

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

الم ترالی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یومنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ہولاء اہدی من الذین امنوا سبیلا۔ اولٰئک الذین لعنہم اللہ و من یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیرا۔ ام لہم نصیب من الملک فاذالا یوتون الناس نقیرا۔ ام یحسدون الناس علی ما اتاہم اللہ من فضلہ فقد اتینا ال ابراہیم الکتاب والحکمۃ واتیناہم ملکا عظیما

کیا اپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا حصہ دیا گیا ہے وہ بتوں اور شیطان پر ایمان رکھتے ہیں اور کافروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی نسبت یہ زیادہ سیدھی راہ پر ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی، اور جس پر اللہ لعنت کرے تو اس کے لئے ہر گز کوئی مددگار نہ پائے گا۔ کیا ان کا سلطنت میں کچھ حصہ ہے؟ اگر ایسا ہو تو یہ لوگوں کو تل برابر بھی نہیں دیں گے۔ کیا یہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں، سو واقعی ہم نے ابراہیم کے خاندان کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ہم نے انہیں بڑی سلطنت بخشی

یہاں پر ملک عظیم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں آئمہ مقرر کرے گا۔ جو ان آئمہ کی اطاعت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا۔ جو ان کی نافرمانی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا۔ کتاب اور حکمت سے مراد نبوت ہے۔ یہ لوگ کیوں ان باتوں کا آل ابراہیم علیہ السلام میں تو اقرار کرتے ہیں لیکن آل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں انکار کرتے ہیں۔ اے معاویہ تم اس بات کا انکار کر دوگے اور تمہارا ساتھی عمرو عاص بھی انکار کرے گا۔ تم سے پہلے اہل شام، اہل یمن گنوار بدو قبیلہ ربیعہ اور مضر کے اجڈ لوگ جو ظالم لوگ ہیں اور ظالم ترین لوگ ہیں انکار کر چکے ہیں۔

اے معاویہ قران حق ہے، نور ہے، ہدایت ہے، شفا ہے مومنین کے لئے۔ اے معاویہ گمراہی اور جہنم کی طرف دعوت دینے والوں کی کوئی ایسی قسم نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے چھوٹ دی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قران میں ان لوگوں کی تردید کی ہے۔ ان کی حقیقت کو باطل کیا ہے۔ ان کے اتباع سے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں قران نازل کیا ہے جو شخص اس قران کو برحق جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو اس کو نہیں جانتا وہ جاہل ہے۔ میں نے یہ بات رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنی ہے۔ قران کی کوئی ایسی آیت نہیں جس کا ظاہر اور باطن نہ ہو۔ کوئی حرف ایسا نہیں جس کی تفسیر نہ ہو۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے،

سورہ آل عمران، آیت ۷

تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون امنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب

اور اس کی اصل مراد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور علم میں کامل پختگی رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، ساری ہمارے رب کی طرف سے اتری ہے، اور نصیحت صرف اہل دانش کو ہی نصیب ہوتی ہے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

اے معاویہ، ہم آل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ لوگوں کو چاہیے کہ قران کی حقیقت کو ہم سے سمجھیں۔

سورہ النسا، آیت ۸۳
الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الاقلیلا
اگر وہ اسے رسول اور اپنے میں سے صاحبان امر کی طرف لوٹا دیتے تو ضرور ان میں سے وہ لوگ جو بات کا نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں اس کو جان لیتے

اے معاویہ، مجھے اپنی زندگی کی قسم، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتقال کے بعد اگر لوگ ہمیں تسلیم کر لیتے، ہماری اتباع کرتے اور اپنے امور میں ہماری پیروی کرتے تو وہ لوگ آسمان اور زمین دونوں سے روزی حاصل کرتے۔ اے معاویہ تمہیں کیا لالچ ہے؟ ہم نے ان حضرات کا کیا گنوایا ہے؟ انہوں نے ہماری وجہ سے بہت کچھ گنوایا ہے۔ اللہ نے میرے اور تمہارے بارے میں ایک خاص آیت نازل کی ہے۔ لوگ اس کی ظاہری تفسیر کرتے ہیں۔ انہیں نہیں معلوم کہ اس کی باطنی تفسیر کیا ہے۔ یہ آیت سورہ حاقہ میں موجود ہے۔

سورہ حاقہ، آیت ۱۹
فاما من اوتی کتابہ بیمینہ فیقول ہاوم اقرووا کتابیہ
سو وہ شخص جس کا نامہء اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا: او میرا نامہء اعمال پڑھ لوo
آیت ۲۵
واما من اوتی کتابہ بشمالہ فیقول یالیتنی لم اوت کتابیہ
ور وہ شخص جس کا نامہء اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا: ہائے کاش! مجھے میرا نامہء اعمال نہ دیا گیا ہوتاo

ان آیات میں داہنے ہاتھ والے شخص سے میں مراد ہوں اور بائیں ہاتھ والے شخص سے تم مراد ہو۔ دونوں آئمہ کو، امام بر حق کو بھی اور گمراہی پھیلانے والے کو بھی روز قیامت بلایا جائے گا۔ ان دونوں کے ساتھ ان کے اصحاب اور بیعت کرنے والے بھی موجود ہوں گے۔ اے معاویہ تم بھی اس سلسلہ میں شامل ہو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی رسوائی اور عذاب ہر اس گمراہ کرنے والے امام پر ہو گا جو تم سے پہلے تھا یا تمہارے بعد ہو گا۔ یہ آیت بھی تمہارے لئے نازل ہوئی تھی،

سورہ بنی اسرائیل، آیت ۶۰
واذ قلنا لک ان ربک احاط بالناس وماجعلنا الرویا التی ارینٰک الافتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القران ونخوفہم فمایزیدہم الا طغیانا کبیراo

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

اور جب ہم نے اپ سے فرمایا کہ بیشک اپ کے رب نے لوگوں کو احاطہ میں لے رکھا ہے، اور ہم نے تو اس نظارہ کو جو ہم نے اپ کو خواب میں دکھایا لوگوں کے لئے صرف ایک ازمائش بنایا ہے اور اس درخت کو بھی جس پر قران میں لعنت کی گئی ہے، اور ہم انہیں ڈراتے ہیں مگر یہ ان میں کوئی اضافہ نہیں کرتا سوائے اور بڑی سرکشی کےo

اے معاویہ، عالم خواب میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیکھا کہ بارہ گمراہ کرنے والے افراد آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منبر پر موجود ہیں اور لوگوں کو اسلام سے پیچھے ہٹا رہے ہیں۔ دو آدمی قریش میں سے اور دس بنی امیہ کے ہیں۔ بنو امیہ میں اول تمہارا ساتھی ہے جس کا تم قصاص طلب کر رہے ہو۔ ایک تم خود ہو، ایک تمہارا بیٹا ہے اور سات بیٹے حکم بن ابی عاص کے ہیں۔ ان میں پہلا مروان ہے جس پر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لعنت کی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو مدینہ بدر کر دیا تھا۔ یہ سب شجر ملعونہ ہیں۔

اے معاویہ، ہم اہلبیتؑ رسول ﷺ ہیں۔ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند کیا ہے۔ میں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے جب ابو العاص کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی، جس میں تم معاویہ اور تمہارا انکما وزیر عمرو عاص شامل ہے تو وہ کتاب اللہ کی بے حرمتی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو غلام بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنا مال تصور کریں گے۔ اے معاویہ اللہ تعالیٰ کے نبیؑ حضرت زکریا علیہ السلام آرے سے چیرے گئے۔ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام ذبح کئے گئے۔ آپ کی قوم نے آپ کو قتل کیا۔ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے تھے۔ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل چیز ہے۔ دنیا میں شیطان کے پیروکار اللہ تعالیٰ کے بندوں سے لڑائی کرتے ہیں۔ جیسا کہ قران میں ارشاد رب العزت ہے، وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں، بلاوجہ اللہ تعالیٰ کے انبیا کو قتل کرتے ہیں لوگوں میں ان کو قتل کرتے ہیں جو انصاف کا حکم دیتے ہیں۔ اے محمد ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا دو۔

اے معاویہ، مجھے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آگاہ فرما دیا تھا کہ عنقریب بنو امیہ میری داڑھی کو میرے سر کے خون سے خضاب کریں گے۔ اور میں شہید کیا جاوں گا۔ میرے بعد تم اُمت کے حاکم بن جاوگے۔ عنقریب تم دھوکہ بازی سے میرے بیٹے حسنؑ کو زہر سے قتل کروگے۔ عنقریب تمہارا بیٹا یزید اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے میرے بیٹے حسینؑ کو قتل کرے گا۔ یزید کی طرف سے اس کام کی انجام دہی کے لئے زناکار عورت کا بیٹا (ابن زیاد) مقرر ہوگا۔ تمہارے بعد ابو العاص کے سات بیٹے اور مروان بن حکم کے پانچ بیٹے اُمت کے حاکم بن جائیں گے۔ یہ پورے بارہ گمراہ امام ہوں گے جن کو رسول

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا۔ قیامت کے روز سب لوگوں سے زیادہ ان پر عذاب ہوگا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ ان سے خلافت ان لوگوں کے ذریعے نکال دے گا جو سیاہ علم لئے ہوئے (بنی عباس) مشرق سے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو سیاہ علم والوں کے ذریعے ذلیل و خوار کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو ہر جگہ قتل کروائے گا۔

اے معاویہ تمہارا ایک بیٹا (سفیانی) جو منحوس، ملعون، اجڈ، بدکار، الٹے دل والا، بدکلام، سخت دل، جس کے دل سے اللہ تعالیٰ نے نرمی اور محبت کو نکال دیا ہے۔ جس کے ننہال بنو کلب سے ہوں گے۔ میں اس شخص کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ اگر میں چاہوں تو اس کا نام اور عمر بیان کردوں۔ وہ مدینہ پر ایک لشکر روانہ کرے گا۔ لشکر مدینہ میں داخل ہو کر قتل و غارت کا بازار گرم کرتے ہوئے برائی کا ارتکاب کرے گا۔ اس لشکر سے میرا ایک فرزند روپوش ہو جائے گا۔ اسی کی نسل میں ایک فرزند جو زکی، پرھیزگار ہوگا۔ اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جب کہ زمین ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ میں اس کے نام (امام زمانہ القائم آل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو جانتا ہوں۔ جب وہ ظاہر ہوگا تو ان دنوں اس کی عمر کیا ہوگی۔ اس کی علامات کیا ہونگی؟ میں جانتا ہوں۔ وہ میرے بیٹے حسینؑ کی اولاد میں سے ہوگا۔ وہ حسینؑ جس کو تمہارا بیٹا یزید شہید کرے گا۔ وہ اپنے جد حسینؑ کے خون کا طالب ہوگا۔ وہ مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلا جائے گا۔ اس لشکر کا سردار میری اولاد میں سے ایک زکی اور بے گناہ کو حجار زیت کے قریب قتل کرے گا۔ میں لشکر کے سردار، لوگوں کے نام اور گھوڑوں کے نشانات کو جانتا ہوں۔ جب وہ لشکر ریگستان میں داخل ہوگا تو زمین ان پر برابر ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس لشکر کو زمین میں دھنسا دے گا۔ اس واقعہ کا اشارہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے،

سورہ السباء، آیت ۵۱

ولو تری اذ فزعوا فلا فوت واخذوا من مکان قریب

اور اگر آپ دیکھیں جب یہ لوگ بڑے مضطرب ہوں گے، پھر بچ نہ سکیں گے اور نزدیکی جگہ سے ہی پکڑ لئے جائیں گے

اس لشکر میں سے صرف ایک آدمی بچے گا جس کی گردن کو اللہ تعالیٰ گدی کی طرف پھیر دے گا۔ اللہ تعالیٰ مہدی علیہ السلام کے لئے لوگوں کو اس طرح جمع کر دے گا جس طرح فصل خریف میں بادل کے ٹکڑے جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسمیں ان کے نام اور ان کے امیر کو جانتا ہوں۔ میں ان کی سواریوں کے بیٹھنے کی جگہ کو جانتا ہوں۔ جب مہدی علیہ السلام خانہ کعبہ میں داخل ہوں گے اور گریہ و زاری فرمائیں گے۔ اس کا اشارہ قران کریم میں ہے، یہ آیت ہم اہلبیتؑ کے لئے خاص طور پر مخصوص ہے۔

سورہ نمل، آیت ۶۲
امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض االہ مع اللہ قلیلا ماتذ کرون
بلکہ وہ کون ہے جو بے قرار شخص کی دعا قبول فرماتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور فرماتا ہے اور تمہیں خلیفہ الارض بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو

اے معاویہ، اللہ تعالیٰ کی قسم یہ خط میں نے تمہارے پاس تحریر کیا ہے۔ لیکن مجھے علم ہے کہ تم اس سے فائدہ نہ اٹھاوگے۔ تم خوش ہوگے کیونکہ میں نے تمہیں بتادیا ہے کہ تم عنقریب خلافت پر متمکن ہو جاوگے۔ تمہارے بعد تمہارا بیٹا قابض ہو جائے گا۔ آخرت کی تمہیں کوئی فکر نہیں کیونکہ تم آخرت کا انکار کرتے ہو۔ جس طرح وہ شخص نادم ہوا تھا، جس نے تمہاری خلافت کی بنیاد رکھی تھی اسی طرح تم بھی نادم ہوگے۔ اس ندامت نے اسے کوئی فائدہ نہ دیا تھا۔ تم کو ہماری گردنوں پر مسلط کردیا تھا۔ تمہارے خط نے مجھے لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ میں نے اپنے کاتب کو حکم دیا ہے کہ وہ اس خط کو میرے پیروکاروں اور بڑے بڑے اصحاب کے پاس تحریر کرے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس خط کے ذریعے کوئی فائدہ دے۔

اے معاویہ، تمہارے پاس پہنچنے سے پہلے اس کو کوئی پڑھ لے، اس خط کی وجہ سے اور ہمارے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اس کو گمراہی سے نکال دے اور ہدایت کی طرف لے جائے۔ جن پر تم نے اور تمہارے احباب نے ظلم کیا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو تکالیف میں مبتلا کر رکھا ہے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ تم سے احتجاج کروں۔

معاویہ نے اس خط کے جواب میں مختصر جواب لکھا۔ اس نے لکھا، اے ابوالحسنؑ آپ کو مبارک ہو کہ آپؑ آخرت کے مالک ہوں گے اور ہمیں مبارک ہو کہ ہم دنیا کے مالک ہوگئے ہیں۔

مدینہ میں معاویہ کا داخلہ:

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کی شہادت اور جناب امام حسنؑ مجتبیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی صلح کے بعد معاویہ حج کے ارادہ سے اپنی خلافت کے زمانے میں مدینہ وارد ہوا۔ مدینہ والوں نے خلیفہ کا استقبال کیا۔ قریش کے نسبت انصار کم تعداد میں استقبال کرنے نکلے۔ انصار کی قلّت کے متعلق معاویہ نے لوگوں سے دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا کہ انصار غریب و محتاج ہوگئے ہیں۔ ان کے پاس سواریوں کے گھوڑے نہیں ہیں۔ تو معاویہ نے قیس بن سعد عبادہ انصاری

کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔ اے گروہ انصار تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اپنے قریش بھائیوں کے ساتھ مل کر میرا استقبال نہیں کیا۔ قیسؓ جو انصار کے سردار کا بیٹا تھا بولا، اے امیر المومنین ہمارے پاس سواری کے گھوڑے نہیں۔ اس لئے استقبال میں شرکت نہ کر سکے۔ معاویہ نے طنزیہ انداز میں پوچھا، پانی لانے والے اونٹ بھی نہیں؟ قیس نے طنز کا جواب دیتے ہو کہا، امیر المومنین ہم نے اونٹوں کو بدر اور احد کی لڑائی میں ختم کر دیا تھا۔ جو بچ گئے وہ دوسرے غزوات رسول ﷺ میں کام آ گئے۔ جب ہم نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کی خاطر جہاد کیا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا دین غائب ہو گیا اور تم چین بچیں تھے۔

معاویہ نے کہا، میں اللہ کی بخشش طلب کرتا ہوں۔ قیس نے کہا، کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ تم میرے بعد لوگوں میں نفسانیت دیکھو گے۔ اے معاویہ تو ہمیں پانی لانے والے اونٹوں کا طعنہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے ان پر سوار ہو کر بدر کی جنگ کے دن تمہارے ساتھ جہاد کیا تھا۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے نور کو ختم کرنے کی خاطر لڑ رہے تھے اور تمہارا مقصد تھا کہ شیطان کا کلمہ بلند ہو۔ تمہارا باپ مجبوراً اسلام میں داخل ہوا۔

معاویہ نے کہا قیس تم ہم پر اپنی نصرت کا احسان جتلاتے ہو۔ احسان جتلانا اور فخر کرنا محض اللہ تعالیٰ اور قریش کو زیب دیتا ہے۔ اے گروہ انصار کیا تم ہمارے خلاف رسول اللہ ﷺ کی امداد کے خواہاں نہیں تھے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ ہم قریش میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے ابن عم ہیں۔ ہم نے تمہارا کوئی احسان نہیں اٹھایا۔

تم لوگوں کا فخر کرنا جائز نہیں، اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہمارے مددگاروں اور تابعداروں میں شامل کیا ہے۔ تمہیں ہمارے ذریعے ہدایت کی ہے۔ قیسؓ نے کہا، اے معاویہ اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تمام کائنات کی طرف رحمت بنا کر مامور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو نبوت کے ساتھ تمام سیاہ و سفید جن وانس کی طرف روانہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو رسالت کے ساتھ مخصوص کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی تصدیق جس نے سب سے پہلے کی اور سب سے پہلے جو ایمان لایا وہ رسول اللہ ﷺ کے ابن عم جناب حضرت علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔ حضرت ابو طالبؑ، رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرتے اور آپؐ کو بچاتے تھے۔ قریش کے ایک معزز فرد تھے اور قریش کو رسول اللہ ﷺ کی ایذارسانی سے روکتے تھے کہ کہیں قریش رسول اللہ ﷺ کو قتل نہ کر دیں یا آپؐ کو تکلیف نہ دیں۔ جناب ابو طالبؑ نے رسول اللہ ﷺ کو کہہ دیا تھا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی رسالت کی تبلیغ شروع کریں۔ رسول اللہ ﷺ ان کی زندگی میں ظلم اور

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

اذیت سے محفوظ رہے۔ حتیٰ کہ جناب ابو طالبؑ کا انتقال ہو گیا۔ لیکن انہوں نے اپنے فرزند علیؑ کو رسول اللہ ﷺ کی وزارت میں رہنے کا حکم دیا اور جناب علیؑ ان کے وزیر ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی نصرت کی۔

جناب علیؑ نے ہر مشکل ہر تنگی اور ہر خوف کے وقت اپنی جان کو رسول اللہ ﷺ کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کے لئے جناب علیؑ کو تمام عرب و عجم میں مکرم بنایا اور ایک روز رسول اللہ ﷺ نے تمام اولاد عبدالمطلبؑ کو جمع فرمایا جس میں جناب ابو طالبؑ اور ابو لہب بھی تھے۔ ان دنوں ان لوگوں کی تعداد چالیس نفر پر مشتمل تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان حضرات کو طلب فرمایا۔ جناب علیؑ، رسول اللہ ﷺ کی کفالت میں تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے چچا کی کفالت میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم لوگوں میں سے کون ہے جو اس بات کا خواہشمند ہو کہ میرا بھائی، میرا وزیر، میری اُمت میں خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کا سردار ہو؟

یہ سن کر تمام لوگ خاموش رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس اعلان کو تین مرتبہ دہرایا۔ تینوں مرتبہ جناب علیؑ نے اٹھ کر عرض کی، اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ میں اس بات کا خواہش مند ہوں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب علیؑ کا سر اپنی گود مبارک میں رکھ کر اپنا لعاب دہن جناب علیؑ کو چٹایا اور فرمایا، اے میرے اللہ علیؑ کے سینہ کو علم فہم اور حکمت سے بھر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے جناب ابو طالبؑ سے فرمایا، آپؑ کے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے اس کو وہ منزلت دی ہے جو ہارونؑ کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور جناب علیؑ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ قیسؓ نے جناب علیؑ کی ہر فضیلت کا ذکر کیا اور ان کے ذریعے ثبوت پیش کیا۔ قیس نے کہا، قریش میں جناب جعفرؑ طیار بن ابی طالب ہیں جو بہشت میں اپنے دونوں بازوں سے اڑتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو جناب جعفرؑ کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ قریش میں جناب حمزہؓ ہیں جو سید الشہدا ہیں ان میں جناب فاطمہؑ علیہ الصلوۃ والسلام ہیں جو سیدہ النسا العالمین ہیں۔

اے معاویہ، جب تم نے رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کی عترت کو قریش میں قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اے گروہ قریش، ہم تم لوگوں سے اچھے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کے اہلبیتؑ کے نزدیک تم سے زیادہ محبوب ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا انصار نے میرے باپ سعدؓ کی خلافت کے لئے اجماع کر لیا۔ حضرت علیؑ اور آپؑ کے اہل بیت کی حجت سے ہمارے ساتھ جھگڑا کیا۔ قریش نے انصار کے سامنے وہ دلائل پیش کئے جو اصل میں حضرت علیؑ اور آپؑ کے اہل خانہ کو خلافت کا مستحق گردانتے تھے۔ قریش نے اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہ کی کہ وہ ہم انصار پر اور آل

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ظلم کر رہے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم خلافت میں حضرت علیؑ اور آپؑ کی اولاد کے ہوتے ہوئے نہ تو کسی قریشی کا نہ کسی عرب کا اور نہ کسی عجمی کا حق تھا۔

یہ سن کر معاویہ ناراض ہو گیا۔ اور بولا، "اے سعد کے بیٹے! تم نے یہ بات کس سے لی ہے اور کس سے روایت کی ہے اور سنی ہے۔ کیا تمہیں تمہارے باپ نے یہ بات بتائی تھی تم نے اس سے معلوم کی ہے؟ قیس نے جواب دیا، میں نے اس بات کو اس شخصؑ سے سنا ہے جو میرے باپ سے بہتر تھا۔ جس کا حق میرے باپ سے بھی مجھ پر زیادہ تھا۔ معاویہ نے پوچھا، وہ کون ہے؟ قیس نے کہا، وہ علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ آپؑ اس اُمت کے صدیق اور عالم ہیں۔ آپؑ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے،

سورہ رعد، آیت ۴۳

ویقول الذین کفروا لست مرسلا قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب

اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ اپ پیغمبر نہیں ہیں، فرمادیجئے: میرے اور تمہارے درمیان اللہ بطور گواہ کافی ہے اور وہ شخص (تفاسیر معصومین میں جناب علیؑ علیہ السلام مُراد ہیں) بھی جس کے پاس کتاب کا پورا علم ہے

معاویہ نے جواب دیا، اس اُمت کے صدیق ابو بکر بن قحافہ ہیں اور فاروق عمر بن خطاب ہیں۔ یہ آیت عبداللہ بن سلام (یہودی) کے حق میں اتری تھی۔ قیس نے جواب دیا، اے معاویہ ان ناموں سے زیادہ حق دار اور افضل وہ شخص نہیں ہے جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے؟

سورہ ھود، آیت ۱۷

افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ

وہ شخص (رسول اللہ ﷺ) جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہے اور اللہ کی جانب سے ایک گواہ (جناب علیؑ علیہ السلام) بھی اس شخص کی تائید و تقویت کے لئے آگیا ہے

قیس نے کہا کہ غدیر خم کے مقام پر جناب حضرت علیؑ کو اپنے ساتھ کھڑا کر کے فرمایا تھا، جس کی جان سے میں افضل ہوں یہ علیؑ اس کی جان سے افضل ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جنگ تبوک کے مقام پر ارشاد فرمایا تھا، اے علیؑ تمہیں مجھ سے وہ مقام حاصل ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھا۔ مگر فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبیؐ نہیں۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباس بخاری

معاویہ نے جناب علیؑ پر سب و شتم شروع کروایا

ان ایام میں معاویہ مدینہ میں تھا۔ یہ دلائل سننے کے بعد معاویہ نے منادی کرنے والے کو بلایا اور اس کو یہ مضمون تحریر کروایا اور اپنے گورنروں کو ہر صوبے میں بھجوایا۔ معاویہ نے لکھا، میں ان لوگوں سے بری الزمہ ہوں جو علیؑ اور اہلبیتؑ علیؑ کے فضائل میں کوئی حدیث بیان کرتے ہیں۔ خطیب ہر جگہ اور ہر گاوں منبروں پر چڑھ گئے اور جناب امیر المومنین علیہ الصلوۃ و السلام کی شان میں اعلانیہ لعن و طعن کا اعلان کر دیا۔ (معاذ اللہ)۔ نیز آپؑ کے اہل حق پیروکاروں کے حق میں برائی اور لعن و طعن کا سلسلہ شروع کر دیا۔ حالانکہ وہ نیک لوگ اس سلوک کے مستحق نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و سلامتی ہو اصحاب و اہلبیتؑ امیر المومنین علیہ السلام پر۔

معاویہ کی ابن عباسؓ سے گفتگو

ایک دن معاویہ قریش کے گروہ کے پاس سے گزرا تو عبداللہ ابن عباسؓ کے علاوہ سب لوگ تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ معاویہ نے ابن عباسؓ سے کہا، اے عباسؓ کے بیٹے تم کیوں نہیں کھڑے ہوئے جبکہ تمہارے ساتھیوں نے میری تعظیم کی۔ کیا یہ بات کسی ناراضگی کا اظہار ہے؟ کیا اس لئے کہ میں نے تم لوگوں کے ساتھ صفین کی جنگ لڑی تھی۔ کیونکہ میرے چچا عثمان بن عفان مظلوم قتل کئے گئے تھے۔ ابن عباسؓ نے جواب دیا، عمر بن خطاب بھی مظلوم مارے گئے تھے، اور عمر بن خطاب نے خون کا معاملہ اپنے بیٹے کے سپرد کر دیا تھا۔ یہ عمر بن خطاب کا بیٹا یہاں موجود ہے۔ معاویہ نے کہا، عمر بن خطاب کو مشرک آدمی نے قتل کیا تھا۔ ابن عباسؓ نے جواب دیا، تو پھر عثمان بن عفان کو کس نے قتل کیا تھا۔ معاویہ نے کہا، ان کو مسلمانوں سے قتل کیا تھا۔ ابن عباسؓ نے کہا، اس بات سے تمہاری دلیل باطل ہو جاتی ہے۔

اگر عثمان بن عفان کو مسلمانوں نے قتل کیا تھا تو اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ مسلمانؓ حق پر تھے اور آپ کا قتل حق بجانب تھا۔ معاویہ نے جواب دیا، اے ابن عباسؓ اپنی زبان کو روک لو۔ ہم نے تمام سلطنت میں علیؑ اور آپؑ کے اہلبیتؑ کی فضیلت بیان کرنا منع کر دیا ہے۔ اپنی جان کی خیر مناو۔ ابن عباسؓ نے کہا، کیا تم نے ہمیں قران کریم پڑھنے سے منع کر دیا ہے؟ معاویہ، نہیں۔ ابن عباسؓ نے کہا، کیا تم نے ہمیں قران کی تفسیر بیان کرنے سے روک دیا ہے؟ معاویہ نے کہا، ہاں! ۔ ابن عباسؓ نے کہا، یعنی ہم قران تو پڑھیں لیکن اس بات کا سوال نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کی اس سے کیا مراد ہے؟ معاویہ نے کہا، یہی مقصد ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا، ہمارے لئے قران پڑھنا ضروری ہے یا قران پر عمل کرنا ضروری ہے؟ معاویہ: قران پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ابن عباسؓ: ہم قران پر کس طرح عمل کر سکتے ہیں۔ جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی اس

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

آیت سے کیا مراد ہے اور کیوں اس آیت کو نازل کیا؟۔ معاویہ: قران کی تفسیر اس سے معلوم کرو جو اس کی تفسیر بیان کرتا ہے۔ جو تفسیر تم یا تمہارے اہل بیت بیان کرتے ہیں اس پر عمل نہ کرو۔

ابن عباسؓ: قران میرے اہلبیتؑ (بن ہاشم) پر نازل ہوا تھا کیا میں اس کی تفسیر آل ابو سفیان، آل ابو معیط یہود، نصاریٰ اور مجوس سے معلوم کروں؟۔ معاویہ: آپؓ نے ہمیں یہود، نصاریٰ اور مجوس کے برابر کر دیا؟۔ ابن عباسؓ: مجھے اپنی زندگی کی قسم میں نے تمہیں ان کے برابر نہیں کیا۔ جب تم نے لوگوں کو منع کر دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت قران سے ہی کریں اور جو کچھ قران میں امر، نہی، حلال و حرام، ناسخ، منسوخ، عام و خاص، محکم اور متشابہ موجود ہے۔ قران سے ہی معلوم کریں (یعنی تفسیر اہلبیتؑ رسول اللہ ﷺ سے نہ معلوم کریں) اس طرح تو لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ اختلافات میں پڑ جائیں گے اور آہ و فریاد کریں گے۔ معاویہ: قران ضرور پڑھو لیکن اس روایت کی بات نہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں نازل کی ہے۔ یا جو رسول اللہ ﷺ نے تمہارے بارے میں کچھ ارشاد کیا ہے۔ ان دونوں باتوں کے علاوہ اور کوئی چیز بیان کرو۔ ابن عباسؓ: اللہ تعالیٰ نے قران کریم میں ارشاد کیا ہے۔

سورہ الصّف، آیت ۸

یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

یہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں، جبکہ اللہ اپنے نور کو پورا فرمانے والا ہے اگرچہ کافر کتنا ہی ناپسند کریں

معاویہ: اے ابن عباسؓ اپنی جان بچاؤ۔ اپنی زبان کو روکو۔ اگر تم نے ضروری ایسا کرنا ہی ہے (فضائل اہلبیتؑ بیان کرنا ہی ہیں) تو تمہیں پوشیدہ طور پر ایسا کرنا چاہیے۔ جہاں علیؑ الاعلان کوئی سننے والا نہ ہو۔ پھر معاویہ اپنی قیام گاہ کی طرف واپس آ کر عبداللہ بن عباسؓ کے پاس پچاس ہزار درھم روانہ کئے۔ (جیسا کہ وہ لوگوں کی زبان بند کرنے کیلئے رشوت دیتا رہتا تھا)۔

معاویہ کے مظالم

پھر تمام شہروں میں جناب علیؑ علیہ السلام کی ذات پر اور آپؑ کے اہلبیتؑ کی ذات پر لعن و طعن شروع کر دی گئی۔ اور ان کے پیروکاروں پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ تمام مقامات سے زیادہ کوفہ کے لوگ اس کے لپیٹ میں آ گئے۔ کوفہ میں شیعوں کی تعداد کافی زیادہ تھے۔ معاویہ نے زیاد بن سمیہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ بصرہ بھی زیادہ کے عملداری میں تھا۔ زیاد شیعوں کو بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ کیونکہ ایک وقت میں وہ خود جناب علیؑ علیہ السلام کا بہت بڑا شیعہ تھا لیکن بعد میں معاویہ

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

کے ہاتھوں اپنا ایمان بیچ بیٹھا۔ زیاد کو شیعوں کے خیالات معلوم تھے۔ شیعہ جہاں بھی ملتے تھے چاہے وہ آسمان کے ستاروں میں بھی چھپے ہوں یا کسی پتھر کے نیچے چھپے ہوئے ہوں وہ ان کو تلاش کر کے قتل کر رہا تھا۔

ایک ایک بستی سے شیعہ چھانے گئے۔ بعض کے ہاتھ کاٹے، بعض کے پاوں کاٹے بعض کو کھجوروں پر سولی دی گئی۔ بعض جلاوطن کئے گئے۔ بعض کی آنکھیں نکلوادیں۔ بعض کو حالت خوف میں دوڑایا۔ اور بعض کو دھکے دے کر کوفہ سے نکالا گیا۔ عراق سے شیعہ چن چن کے قتل کئے گئے۔ عراق میں سوائے قید خانوں کے شیعہ کہیں آباد نہ رہے۔ شیعہ اس دور میں قتل کیا گیا، سولی پر لٹکایا گیا دھتکارا گیا اور بھگایا گیا۔ معاویہ نے تمام قاضیوں اور گورنروں کو تحریر کیا،

"علیؑ کے کسی شیعہ کی، اور آپؑ کے اہلبیتؑ کی نہ آپؑ کے دوستوں کی اور کسی اس کی جو علیؑ کی فضیلت بیان کرتا ہو، گواہی قبول نہ کرو۔ اور عثمان بن عفان کے ماننے والوں جو عثمان بن عفان کی فضیلت و مناقب بیان کرتے ہوں صرف ان کی مقدموں میں گواہی قبول کرو۔ ان کا خیال رکھو۔ ان کو سرکاری مجالس میں بلاو اور ان کی عزت کرو انہیں اپنے قرب میں جگہ دو۔ انہیں فضیلت بخشو۔ ہر اس شخص کا نام اور اس کے باپ کا نام مجھے لکھو جو فضائل عثمان بن عفان بیان کرتا ہو۔"

ان لوگوں نے عثمان بن عفان کے فضائل کے بارے میں جھوٹی احادیث، روایات کی بھرمار کر دی۔ معاویہ نے ایسے لوگوں پر انعام و اکرام کی بارش کر دی۔ سرکاری پوشاکوں کے ساتھ جاگیریں عطا ہوئیں۔ عرب و عجم کی جاگیریں عطا ہوئیں۔ اس کی وجہ سے ہر شہر و گاوں میں جعلیؑ احادیث وضع کرنے والوں کی بہتات ہو گئی۔ وہ لوگ جاگیروں اور مراتب کی لالچ میں دنیا کی طرف راغب ہوئے۔ جناب علیؑ اور ان کے اہلبیتؑ اور ان کے پیروکاروں کے مخالف احادیث و روایات گھڑی گئیں۔ اور دنیا ان جعلیؑ روایوں پر وسیع ہو گئی۔ معاویہ کے پاس جب بھی کسی بستی کا رہنے والا یا سرکاری ہرکارہ آتا تھا جو عثمان بن عفان کی فضیلت میں روایت بیان کرتا تھا۔ یا آپ کی فضیلت کا تذکرہ کرتا تھا۔ معاویہ اس کا نام تحریر کرکے اسے مقرب بناتا تھا۔ اس کو ترجیح دیتا تھا۔ جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا اتنا یہ لوگ اسی دھندہ میں لگے رہے۔

پھر معاویہ نے اپنے عمال کو تحریر کیا کہ عثمان بن عفان کے بارے میں احادیث کی کثرت ہو گئی ہے۔ اور وہ ہر شہر میں پھیل گئیں ہیں۔ جب تمہیں یہ خط ملے تو تم لوگ اب ابوبکر بن قحافہ اور عمر بن خطاب کے بارے میں لوگوں کو احادیث بیان کرنے کی دعوت دو۔ اور ان دونوں حضرات کی فضیلت اور سبقت مجھے بہت محبوب ہے۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

باعث ہے۔اس گھر (اہلبیتؑ رسول اللہ ﷺ) کی حجت کو زیادہ باطل کرتی ہے۔ عثمان بن عفان کے مناقب اور فضیلت، آل محمد ﷺ کو زیادہ ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ معاویہ کے اس خط کو ہر قاضی، ہر گورنر نے لوگوں کے سامنے پڑھا۔ لوگوں نے ان دو حضرات کے بارے میں روایات اور فضائل بیان کئے۔ معاویہ نے ایک کتاب تحریر کروائی جو فضائل اور مناقب اصحاب ثلاثہ کے حق میں مرتب کی گئی تھی۔ اس کتاب کو گورنروں کے پاس روانہ کیا۔ انہیں حکم دیا گیا کہ اس کتاب کو ہر بستی اور ہر مسجد میں منبر پر پڑھایا جائے۔ اور گورنروں کو حکم دیا کہ اس کتاب کو مدارس کے معلّمین کے پاس روانہ کریں۔ تاکہ وہ بچوں کو اس کی تعلیم دیں۔ اور طلبہ اسی کتاب میں درج فضائل کی روایات کو بیان کریں۔ تمام مدرسین اس کتاب کو اسی طرح پڑھائیں جیسے کہ قران کریم کی تعلیم دیتے ہیں۔ لوگ اس کتاب کی تعلیم اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو دیں۔ اللہ تعالیٰ کو جتنا وقت منظور تھا یہ لوگ اس دھن میں لگے رہے۔

بناوٹی حدیث کا بیان

معاویہ بن ابوسفیان نے اپنے گورنروں کے ایک فرمان جاری کیا۔ دیکھو جس شخص پر یہ گواہی ثابت ہو جائے کہ وہ علیؑ اور آپؑ کے اہلبیتؑ کو دوست رکھتا ہے۔ ایسے شخص کا نام رجسٹر (انعام واکرم کے مستحق لوگ) سے کاٹ دو۔ اس کی گواہی کو جائز قرار نہ دو۔ جس پر تمہیں شبہ ہو جائے اور پوری گواہی ثابت نہ ہو اس کو قتل کر دو۔ لوگوں پر ایک نئی مصیبت کا نزول ہو گیا۔ گورنروں نے محبان اہلبیتؑ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو چن چن کر تہمت اور شبہ کی بنیاد پر تہ تیغ کرنا شروع کیا۔ انتہا یہ ہو گئی کہ اگر کسی آدمی کے منہ سے نادانستگی میں کوئی ایسی بات نکل جاتی تو اس کی گردن ماردی جاتی۔ یہ مصیبت عراق میں سب سے زیادہ کوفہ میں شدید طور پر نازل تھی۔

یہ لوگ اپنے اصحاب کے حق میں جھوٹی احادیث، کذب اور بہتان سے بیان کرتے۔ اس حالت میں نئی نسل کی پرورش ہوئی۔ لوگ جھوٹی احادیث بیان کرنے والوں سے تعلیم لیتے تھے۔ یہی روش قاضیوں، حکام، فقہا نے اختیار کی۔ اس معاملہ میں ریاکار قاری زیادہ تکلیف اور فتنہ کا باعث بنے۔ یہ اپنے مدوحین کے حق میں نیاز مندی اور خلوص کا اظہار کرتے۔ درحقیقت یہ لوگ جھوٹے تھے۔ یہ ریاکار قاریان قران جھوٹی احادیث کی تعلیم حکام کو دیتے۔ اس طریقے سے یہ حکام کا تقرب حاصل کرتے۔ اس کے ذریعے مال و جاگیر اور مراتب حاصل کرتے۔ بار بار ان جھوٹی احادیث کو اس تسلسل سے بیان کیا گیا کہ رفتہ رفتہ یہ اتنی مضبوطی سے اپنا مقام لوگوں میں بنا گئیں کہ لوگ ان کے بارے میں سچ اور حق پر مبنی خیال کرنے لگے۔ لوگوں نے ان احادیث کو سچا سمجھتے ہوئے ان کو حاصل کیا، ان کی تعلیم لی اور آگے ان کو تعلیم کیا۔

یہ جھوٹی احادیث و روایات ان لوگوں تک پہنچی جن کا دین ابھی سلامت تھا۔ جو جھوٹ کو برا خیال کرتے تھے۔ اور جھوٹوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ لیکن انہوں نے بھی ان احادیث کو سچا سمجھتے ہوئے قبول کیا۔ اور تصور کرنے لگے کہ یہ احادیث سچی ہیں۔ اگر ان لوگوں کو یہ پتہ چل جاتا کہ یہ جھوٹی احادیث ہیں تو وہ ان کو ہر گز روایت نہ کرتے۔ اور نہ ہی اس پر عمل کرتے۔ لیکن اس زمانہ میں حق، باطل بن گیا تھا۔ اور باطل نے حق کا لباس پہن لیا تھا۔ سچ جھوٹ بن گیا تھا اور جھوٹ سچ بن گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے عین مطابق جس میں انہوں نے ارشاد کیا تھا، "میرے بعد تم کو فتنہ گھیر لے گا۔ جس میں بچہ پرورش پا کر بڑا ہو گا (یعنی فتنہ طویل عرصہ پر محیط ہو گا)۔ لوگ اس فتنہ پر کاربند ہوں گے۔ لوگ اس فتنہ کو سنت تصور کریں گے۔ جس اس فتنہ کی کسی بات کو تبدیل کیا جائے گا تو لوگ اعتراض کریں گے کہ سُنت تبدیل ہو گئی ہے یا خلاف شرع کام ہو گیا ہے اور سنت تبدیل ہو گئی ہے۔"

جب جناب امام حسن بن علیؑ علیہ الصلوۃ والسلام کی زہر سے شہادت ہوئی تو اس فتنہ اور مصیبت نے ایک مسلسل سختی اور شدت اختیار کر لی۔ اللہ تعالیٰ کے ہر دوست کو اپنی جان کا خطرہ تھا۔ ان کو یہ خوف لاحق رہتا تھا کہ کسی وقت وہ قتل کر دیا جائے گا یا دھتکارا جائے گا یا بھگا یا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ہر دشمن اپنی محبت کو ظاہر کرتا تھا۔ اور اپنی بدعت اور گمراہی کو اعلانیہ بیان کرتا تھا۔

امام حسینؑ کا منیٰ کے مقام پر خطبہ

معاویہ کی موت سے ایک سال پہلے جناب امام حسین بن علیؑ علیہ الصلوۃ والسلام نے جو حج ادا کیا تو اس موقعہ پر آپؑ کے ہمراہ عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ تھے۔ اس موقع پر جناب امام حسین علیہ السلام نے بنی ہاشم کے افراد اور دیگر احباب کو جمع کیا اور انصار میں سے ہر اس شخص کو جو آپؑ کو اور آپؑ کے اہلبیتؑ کو جانتا تھا جمع کیا۔ پھر جناب امام حسین علیہ السلام نے ان اصحاب نبیؐ جو کہ اپنی پارسائی اور صالح ہونے میں مشہور ہیں اور حج کرنے آئے ہوئے تھے ان کو بھی بلوایا۔ جناب امام حسین علیہ السلام کے حکم پر تقریباً سات سو افراد منیٰ کے مقام پر جمع ہو گئے۔ ان میں دو سو سے زائد اصحاب رسول ﷺ اور زیادہ تر تابعین تھے۔ چنانچہ جناب امام حسین علیہ السلام نے ایک خطبہ ارشاد کیا۔ انہوں نے یہ خطبہ ان جھوٹی احادیث اور جعلی روایات

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے اور حق کو واضح کرنے کے لئے ارشاد کیا جو کہ معاویہ نے اپنے گورنروں، معلموں اور عمالوں سے پھیلا رکھی تھیں۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اپنے جد امجد پر درود و سلام کے بعد امامؑ نے ارشاد کیا، "اس ستمگار (معاویہ) نے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے ساتھ جو سلوک کیا ہے۔ آپ حضرات نے دیکھ لیا ہے، جان لیا ہے اور مشاہدہ کر لیا ہے۔ میں تم لوگوں سے ایک چیز کے متعلق سوال کرتا ہوں اگر میں سچا ہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر میں جھوٹا ہوں تو میری تکذیب کرنا۔ میں تم سے اللہ تعالیٰ اور تمہارے رسول ﷺ کے حق کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں۔ تمہارے نبیؐ ﷺ سے مجھے جو قرابت حاصل ہے میں اس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جب تم اس جگہ سے چلے جاو تو اپنے قبائل جو شہروں میں رہتے ہیں جن پر تم کو اعتماد ہو ان تمام کو بلا لینا اور ان سب تک میری بات پہنچا دینا۔ ان کو اس کی دعوت دینا۔ مجھے یہ خوف ہے کہ یہ امر (اہلبیتؑ کے خلاف جھوٹی احادیث و روایات) بطور سبق نسلوں کو پڑھایا جائے گا۔ اور ہمارا حق رخصت اور مغلوب ہو جائے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تمام کر کے ہی رہے گا اگرچہ کافر مکروہ سمجھتے رہیں۔

جناب امام حسین علیہ السلام نے ہر وہ قرآنی آیت جو بنی امیہ کے مکر کو ظاہر کرتی تھی تلاوت کی۔ اور ان آیات کی تفسیر بھی بیان کی۔ پھر جناب امام حسین علیہ السلام نے ہر وہ حدیث بیان کی جو کہ رسول اللہ ﷺ نے آپؑ کے اور آپؑ کے اہلبیتؑ کے اور آپؑ کے محبان میں ارشاد کی تھیں وہ بیان کیں۔ اپنے بارے میں اور اپنے برادر گرامی جناب امام حسن علیہ السلام کے بارے میں اور اپنی والدہ ماجدہ سیدۃ النساالعالمین جناب فاطمہ الزہرا علیہا الصلوۃ والسلام کے بارے میں سب بیان کیں۔ لوگوں نے آپؑ کے ہر ارشاد پر تصدیق کی۔ اور کہتے تھے کہ جی ہاں ہم نے یہ باتیں خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں۔ ہر تابعی نے گواہی دی کہ مجھے یہ احادیث سچے صحابیوں نے بیان کی ہیں۔

پھر جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ جس شخص پر تمہیں اعتماد ہو اور اس کے دین پر بھروسہ ہو ان باتوں کو اس سے بیان کرو۔ پھر جناب امام علیہ السلام نے اپنا خطبہ جاری رکھا، "میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں بھائی چارہ قائم کیا تو میرے والد امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ علیہ السلام کو اپنا بھائی بنایا تھا۔ اور ارشاد کیا تھا کہ اے علیؑ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مکانات اور

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

مسجد کی تعمیر کے لئے زمین خرید فرمائی تھی۔ ہم نے مسجد کو تعمیر کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں دس گھر بنائے تھے اور نو گھر اپنے لئے اور اپنی ذات کے لئے مخصوص فرمائے تھے۔ اور دسواں گھر انہوں نے میرے والد علیؑ ابن ابی طالبؑ کے لئے مخصوص کیا تھا۔ ان میں سے نو مکانات کے وہ دروازے جو مسجد کی طرف کھلتے تھے وہ تمام بند کروادیے تھے۔ کیونکہ اصحاب ناپاکی و پاکی کی حالت میں مسجد سے گزرتے تھے۔ اور صرف جناب علیؑ ابن ابی طالبؑ کے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف کھلا رہنے دیا تھا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کا دروازہ اس لئے کھلا رکھا گیا تھا کہ وہ امامؑ تھے اور معصوم تھے۔

اس بات پر لوگوں نے اعتراضات کئے تو میرے نانا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ نہ میں نے تمہارے دروازے بند کروائے نہ علیؑ کے دروازے کو کھلا رکھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی اور یہ حکم مجھ تک پہنچایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو مسجد میں سونے سے منع فرمادیا۔ جناب علیؑ کا گھر رسول اللہ ﷺ کے گھر کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت علیؑ علیہ السلام کی تمام اولادیں مسجد میں پیدا ہوئیں۔" تمام لوگوں نے جناب امام حسین علیہ السلام کی تصدیق کی۔ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے خطبہ جاری رکھا، کیا تم یہ بھی جانتے ہو کہ عمر بن خطاب نے ایک سوراخ جو کہ انسانی آنکھ کے برابر تھا وہ دیوار میں رکھنے اجازت رسول اللہ ﷺ سے مانگی لیکن رسول اللہ ﷺ نے انکار کردیا۔ عمر بن خطاب نے اصرار کیا لیکن پھر بھی ان کو یہ اجازت نہ ملی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مسجد کو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حکم دیا ہے جس میں میرے بھائی علیؑ اور اس کے دونوں بیٹوں کے سوا کوئی نہ رہے۔" سب اصحاب و دیگر لوگوں نے حضرت امام حسینؑ کے بیان کی تصدیق کی۔

امام حسینؑ نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ علیہ السلام کو بلند فرما کر حضرت علیؑ کی سرداری کا اعلان کیا تھا اور تم پر یہ فرض کیا تھا کہ اس اعلان کو ان لوگوں تک پہنچادو جو یہاں موجود نہیں۔ سب نے کہا ہاں ایسا ہی ہوا تھا۔

امام حسینؑ نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ جنگ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا کہ تمھیں مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھی۔ تم میرے بعد ہر مومن کے سردار ہو، بس میرے بعد کوئی نبیؐ نہیں۔ سب لوگوں نے جناب امام حسین علیہ السلام کی تصدیق کی۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

امام حسینؑ نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ جب نجران کے نصاریٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مباہلہ کی دعوت دی تو رسول اللہ ﷺ نے میرے والد حضرت علیؑ، ان کی زوجہ اور ان کے دونوں بیٹوں کے سوا میدان مباہلہ میں کسی اور کو نہ لائے تھے۔ سب نے تصدیق کی۔

امام حسینؑ نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ کو خیبر کی لڑائی کے روز علم دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کل میں علم اس شخص کو دوں گا جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اللہ ﷺ دوست رکھتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ بار بار حملہ کرنے والا ہے۔ وہ بھگوڑا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خیبر کے قلعہ کو اس کے ہاتھ پر فتح کرے گا۔ سب نے اس بات کی بھی تصدیق کی۔

امام حسینؑ نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ سورہ توبہ کو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ کو دے کر روانہ کیا۔ کہ آپؐ کے علاوہ ان آیات کو یا تو خود رسول اللہ ﷺ پہنچا سکتے ہیں یا وہ شخص جو ان میں سے ہو۔ سب نے اس کی تصدیق کی۔

امام حسینؑ نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کو کسی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا تو وہ حضرت علیؑ پر اعتماد کرتے ہوئے اس تکلیف میں حضرت علیؑ کو آگے بڑھاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ جناب علیؑ کو نام سے کم اور میرے بھائی علیؑ کو میرے بھائی علیؑ کو میرے پاس لاو کہہ کر بلواتے تھے۔

امام حسینؑ نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ اور حضرت جعفر اور حضرت زید کے درمیان ایک فیصلہ کروایا تھا۔ اور حضرت علیؑ سے کہا تھا کہ اے علیؑ تم مجھ میں سے ہو اور میں تم میں سے ہوں اور تم میرے بعد ہر مومن کے سردار ہو۔ سب نے تصدیق کی۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

امام حسینؑ نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت علیؑ کو رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ہر دن اور ہر رات رازداری کا شرف حاصل تھا۔ جب بھی حضرت علیؑ علیہ السلام کوئی سوال کرتے تو رسول اللہ ﷺ ان کو جواب عنایت کرتے۔ اور اگر حضرت علیؑ خاموش ہوتے تو رسول اللہ ﷺ خود سے ابتدا کرتے۔ سب نے تصدیق کی۔

امام حسینؑ نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ کو جناب حمزہ پر اور جناب جعفر پر فضیلت دی تھی۔ یہ اس وقت ہوا تھا جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی جناب سیدۃ النساالعالمین فاطمہؑ الزھرا علیہا الصلوۃ والسلام سے فرمایا تھا کہ میں تمہاری شادی اس سے طے کر رہا ہوں جو میرے اہلبیتؑ کا سب سے بہترین آدمی ہے۔ جو سب سے پہلے اسلام لایا تھا۔ جو سب سے زیادہ صابر ہے اور سب سے زیادہ صاحب علم و حلم ہے۔ حاضرین نے تصدیق کی۔

امام حسینؑ نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں، میرے بھائی علیؑ عرب کے سردار ہیں فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں میرے دونوں بیٹے حسن و حسین بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں۔؟ حاضرین نے تصدیق کی۔

امام حسینؑ نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ کو اپنے انتقال کے وقت کفن و دفن کا حکم دیا تھا۔ حضرت علیؑ کو رسول اللہ ﷺ نے آگاہ کیا تھا کہ اس موقع پر جبرائیل آپؑ کی مدد کریں گے۔ حاضرین نے تصدیق کی۔

امام حسینؑ نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد کیا تھا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں۔ ایک کتاب اللہ قران اور دوسرے میرے اہلبیت۔ اگر تم ان دونوں کا دامن تھامو گے تو ہر گز جدا نہ ہوگے۔ حاضرین نے تصدیق کی۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؔ بخاری

جناب امام حسین علیہ السلام نے ہر اس چیز کا ذکر فرمایا جو کہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام اور آپؑ کے اہلبیتؑ کے حق میں نازل فرمائی تھی۔ نہ حضرتؐ نے ان باتوں کو ترک کیا جن کو اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان مبارک سے ان کے حق میں کہلاوایا تھا۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے یہ تمام باتیں ان لوگوں سے قسمیں دے کر دریافت کیں۔ اور مجمع میں صحابہ کرام کا نام لے لے کر ان سے تصدیق مانگی۔ جو انہوں نے کی۔

امام حسینؑ نے فرمایا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص یہ خیال کرے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دوست رکھا ہے لیکن پھر بھی وہ علیؑ سے بغض رکھتا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ وہ اللہ کے رسول ﷺ کو دوست نہیں رکھتا۔ ایک سوال کرنے والے نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ یہ کیسے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ جس نے علیؑ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے مجھے دوست رکھا اس نے اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا۔ جس نے علیؑ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا۔

ان تمام باتوں کی حاضرین نے تصدیق کی۔ اور پھر یہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔

عبداللہ ابن عباسؓ کا گریہ

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ ایک دن میں عبداللہ ابن عباسؓ کے گھر میں موجود تھا۔ آپؓ کی خدمت میں شیعوں کا ایک گروہ بھی موجود تھا۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی موت کا ذکر کیا۔ اس کو سن کر عبداللہ ابن عباسؓ رونے لگے اور بولے، رسول اللہ ﷺ سوموار کے دن انتقال کر گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپؐ کے اہلبیتؑ موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھتف لاو۔ (کھتف شانے کی ہڈی کو کہتے ہیں جس پر اس زمانہ میں لکھا جاتا تھا) عام احادیث میں قرطاس کا لفظ آیا ہے۔ تاکہ میں تمہیں ایک نوشتہ تحریر لکھ دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاو۔ اور اختلاف میں نہ پڑ جاو۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر ہذیان (نعوذ باللہ) طاری ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کو جلال آیا اور ارشاد کیا، میں تمہیں اختلاف میں پڑا دیکھ رہا ہوں حالانکہ میں ابھی زندہ ہوں۔ میری موت کے بعد تم کیا کروگے۔ یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ نے کھتف کو چھوڑ دیا۔

سلیمؓ بن قیس ہلالی نے کہا کہ اس کے بعد عبداللہ ابن عباسؓ میری طرف متوجہ ہوئے۔ اے سلیمؓ، اگر وہ آدمی ایسی بات نہ کرتا تو رسول اللہ ﷺ ایسا نوشتہ تحریر کرتے جس سے کوئی آدمی گمراہ نہ ہوتا اور نہ ہی اختلاف میں پڑتا۔ لوگوں نے پوچھا وہ آدمی کون تھا؟ عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا کہ میں یہ بتانے سے معذور ہوں۔ سلیمؓ بن قیس ہلالی نے کہا کہ لوگوں کے چلے جانے کے بعد میں علیحدہ جب عبداللہ ابن عباسؓ سے ملا تو آپؓ نے فرمایا کہ وہ عمر بن خطاب تھا۔ سلیمؓ بن قیس ہلالی نے ان کی تصدیق کی کہ یہی نام انہوں نے جناب علیؑ علیہ السلام، سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ سے سنا ہے۔ عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا سلیمؓ بن قیس ہلالی اس بات کو پوشیدہ رکھ اور صرف ان لوگوں کو بتاؤ جن پر تمہیں اعتماد ہو۔

جنگ جمل کا بیان

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ جمل کے روز میں جناب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ ہماری تعداد بارہ ہزار تھی اور جمل والے ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ تھے۔ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ چار ہزار مہاجر و انصار تھے۔ جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی، صلح حدیبیہ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیگر جنگوں میں شرکت کر چکے تھے۔ حضرت علیؑ نے ان کو اپنی بیعت کے لئے مجبور نہیں کیا تھا اور جمل لڑنے کے لئے مجبور نہیں کیا تھا یہ صرف اپنی رضا سے اور جناب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کی نیکی کی طرف دعوت پر لبیک کہتے ہوئے حاضر تھے۔ ایک سو ستر صحابہ بعد میں شامل ہو گئے تھے۔ بڑے بڑے انصار بھی تھے جو جنگ احد اور صلح حدیبیہ کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ موجود رہے۔ مہاجرین و انصار کی رضامند جمل میں آپؑ کے ساتھ تھی۔ یہ لوگ حضرت علیؑ علیہ السلام کو اپنا امیر و سردار تصور کرتے تھے۔ آپؑ کی فتح و نصرت کی دعا مانگتے تھے۔ جس شخص نے حضرت علیؑ سے مقابلہ کیا تو اس پر جناب علیؑ کے حق میں دعا خیر کرتے تھے۔ آپؑ نے ان پر کوئی جبر نہیں کیا۔

ان لوگوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا شخص نہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہ لڑ رہا ہو اور آپؑ پر اعتراض کرتا ہو۔ اور آپؑ سے برات کا اظہار کرتا ہو۔ معمولی سی چیز بھی آپؑ سے چھپا رہا ہو اور ظاہری طور پر آپؑ کی محبت کا دم بھرتا ہو۔ تین آدمیوں کے سوا جنہوں نے پہلے تو آپؑ کی بیعت کی پھر آپؑ کے ساتھ شامل ہو کر جنگ کرنے میں شک کا شکار ہو گئے۔ اور اپنے گھروں میں بیٹھ گئے۔ یہ حضرات محمد بن سلمہ، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ ابن عمر تھے۔ اسامہ بن زید بعد میں آپ کے حق میں مان گئے۔ اور رضامند ہو گئے۔ جناب علیؑ علیہ السلام نے ان لوگوں کے حق میں دعا و مغفرت کی تھی جنہوں نے کہا کہ علیؑ حق

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

پر ہیں۔ آپؑ کے دشمن سے بیزاری ظاہر کی تھی۔ اس بات کی گواہی دی تھی کہ علیؑ حق پر ہیں۔ جس نے علیؑ کی مخالفت کی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے۔ اس کا خون حلال ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت دور ہے۔

طلحہ و زبیر

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ جمل کی جنگ کے دن امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام اور اہل بصرہ کا مقابلہ ہوا تھا۔ اس کے شروع ہونے سے پہلے امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے زبیر بن عوام کو اپنے سامنے آنے کا کہا۔ اصحاب نے کہا کہ امیر المومنین آپؑ ابھی ہتھیار سے لیس نہیں ہیں زبیر کے سامنے نہ جائے کیونکہ وہ اسلحہ سے لیس ہے۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میرے اوپر حفاظت کرنے والا پیراہن ہے۔ جس کے باعث کسی کو بھاگنے کی جرات نہ ہوگی۔ مجھے موت نہیں آئے گی اور نہ میں قتل کیا جاوں گا۔ مگر اس آدمی کے ہاتھوں جو اس اُمت کا بدبخت ترین انسان ہوگا۔ جیسا کہ ثمود کی قوم کے بدبخت ترین آدمی نے اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اس ہلاک کر دیا تھا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کے سامنے جب زبیر بن عوام آئے تو امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا کہ طلحہ کہاں ہے؟ طلحہ بھی آگئے۔

حضرت علیؑ نے ان دونوں حضرات سے پوچھا، میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ ایک طرف آل محمد کا صاحب علم آدمی موجود ہے۔ دوسری طرف بی بی عائشہ بن ابوبکر بن قحافہ موجود ہیں۔ اصحاب جمل اور اہل نہروان وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دوری کی بددعا کی ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ وہ شخص ناکام رہا جس نے جھوٹ بولا۔ زبیر نے کہا، ہم کس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو سکتے ہیں حالانکہ ہم اہل بہشت میں سے ہیں۔ حضرت علیؑ نے کہا، اگر میں تمہیں اہل بہشت سمجھتا تو تم سے جہاد کو جائز قرار نہ دیتا۔ زبیر نے کہا، میں نے احد کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ طلحہ کے لئے بہشت واجب ہو گئی ہے جو شخص زمین پر زندہ شہید کو چلتا ہوا دیکھنا چاہے وہ طلحہ کو دیکھ لے۔ کیا آپؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ قریش کے دس آدمی بہشت میں جائیں گے۔ حضرت علیؑ نے کہا، ان دس کے نام لو۔ زبیر نے نو آدمیوں کے نام گنوا دیے اور خاموش ہو گیا۔ حضرت علیؑ نے پوچھا کہ دسواں آدمی کون ہے؟ زبیر نے کہا کہ وہ آپؑ ہیں۔ جناب علیؑ نے کہا، تم نے خود اقرار کر لیا ہے کہ میں اہل بہشت میں سے ہوں۔ تم نے اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے جس چیز کا دعویٰ کیا ہے (اہل بہشت میں سے ہونے کا) میں اس کا انکار کرتا ہوں۔ زبیر بن عوام یہ سن کر رو پڑے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

پھر امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام ، طلحہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ کیا تم دونوں کے ہمراہ تمہاری عورتیں بھی موجود ہیں۔ طلحہ نے انکار کیا۔ جناب علیؑ علیہ السلام نے کہا، تم دونوں نے ایسی عورت کا سہارا لیا ہے جس کا منصب اللہ کی کتاب کی رو سے اپنے گھر میں بیٹھنے کا تھا (قران میں حکم ہے کہ اے نبیؐ کی بیبیوں اپنے اپنے گھروں میں بیٹھی رہو۔ سورہ الاحزاب)۔ تم دونوں اس عورت کو کھلم کھلا میدان جنگ میں لائے ہو۔ تم دونوں نے اپنی عورتیں کو خیموں اور ڈولیوں میں بیٹھا یا ہوا ہے اور رسول ﷺ کے حرم کو میدان جنگ میں لائے ہو۔ تم دونوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عورتوں کو حکم دیا تھا کہ کسی سے بات نہ کریں مگر پردے سے۔ اے زبیر مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہارے سلوک کے متعلق آگاہ کر دیا تھا۔ کیا تم دونوں ایک دوسرے پر رضامند نہیں ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آگاہ کر دیا تھا کہ تم دیہاتیوں کو مجھ سے لڑنے کے لئے دعوت دوگے۔ تم اس بات کے لئے کیا کیا تدبیریں کروگے۔

سلونی سلونی

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ میں مسجد کوفہ میں میں جناب حضرت علیؑ علیہ السلام کے خدمت میں حاضر تھا لوگ آپ کے ارد گرد جمع تھے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے متعلق جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو، قبل اس کے کہ مجھے نہ پاو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم قران کریم کی جو بھی آیت نازل ہوئی تھی وہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پڑھادی تھی اور اس کی تفسیر بتادی تھی۔ میری غیر موجودگی میں رسول اللہ ﷺ اس آیت کو یاد کر لیتے اور بعد میں مجھے کہتے تمہاری غیر موجودگی میں اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ مجھ پر وہ آیت تلاوت کرتے تھے۔ اور اس کی تفسیر مجھے سمجھاتے تھے۔ اور مجھے اس آیت کی تعلیم دیتے تھے۔

ناجی فرقہ

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کو یہودیوں کے سردار سے فرماتے ہوئے سنا، تمہارے کتنے فرقے ہیں۔ اس نے جواب دیا، ایسے ویسے ہی ہیں۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا، تم جھوٹ بولتے ہو۔ پھر حضرت علیؑ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا، اللہ کی قسم اگر میرے لئے مسند بچھادی جائے اور میں اہل تورات کو تورات سے، اہل انجیل کو انجیل سے اور قران والوں کو قران سے فیصلہ کر سکتا ہوں۔ یہودی اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ ان میں سے ستر دوزخ میں جائیں گے۔ ایک ان میں سے بہشت میں داخل ہوگا۔ یہ وہ فرقہ ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی حضرت یوشع بن نون کی پیروی کی تھی۔ نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے ان کے اکہتر دوزخ میں جائیں گے

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

ایک بہشت میں داخل ہوگا۔ یہ وہ فرقہ ہے جس نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کے وصی جناب شمعون کی پیروی کی تھی۔ اور یہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ اور ان میں سے بہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے ایک فرقہ بہشت میں داخل ہوگا یہ وہ فرقہ ہے جس نے جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصی علیؑ علیہ السلام کی پیروی کی ہوگی۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا، تہتر میں سے تیرہ فرقے میری محبت اور حجت کا دم بھرتے ہونگے ان میں سے ایک بہشت میں جائے گا۔ اور بارہ فرقے جہنم میں داخل ہونگے۔

انوکھی کتاب

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آپ مجھے اس عظیم ترین چیز کے متعلق آگاہ کریں جو آپ نے جناب علیؑ علیہ السلام سے سنی تھی۔ جناب عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا کہ میں نے سنا جناب حضرت علیؑ علیہ السلام سے کہ جناب علیؑ علیہ السلام کو رسول اللہ ﷺ نے بلایا تھا۔ آپؐ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے علیؑ اس کتاب کو لے لو۔ جناب علیؑ علیہ السلام نے پوچھا اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اس کتاب میں کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں میری اُمت کے نیک بخت اور بد بخت لوگوں کے نام تحریر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ ہے کہ میں یہ کتاب تمہارے سپرد کر دوں۔

صفین کا بیان

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ انہوں نے ابانؓ سے بیان کیا کہ وہ صفین کی جنگ میں موجود تھے۔ اور وہ یوم الحریر کے وقت بھی موجود تھے اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔ جنگ صفین ۳۶ ھج میں واقع ہوئی تھی۔ اس حساب سے سلیمؓ بن قیس ہلالی کی ولادت واقعہ ہجرت سے تقریباً ۴ سال پہلے ہوئی تھی۔ معاویہ کی فوج نے اپنی صفوں کو آراستہ کر لیا اور ہم نے بھی اپنی صفوں کو ترتیب وار کر لیا۔ جناب مالکؓ بن اشتر مشکی گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے۔ آپؓ کے ہتھیار گھوڑے کے کوچ کے ساتھ معلق تھے۔ اور نیزہ آپؓ کے ہاتھ میں تھا۔ نیزے کو ہمارے سروں پر لہراتے ہوئے فرماتے تھے، اپنی صفوں کو درست کرو۔

تدوین: سید قمر علیؓ عباسؓ بخاری

جب جناب مالکؓ بن اشتر نے لشکر کی صفوں کو ترتیب کے ساتھ درست کر لیا تو گھوڑے پر سوار ہو دونوں لشکروں کے درمیان کھڑے ہوگئے۔ اور شام والوں کی طرف اپنی پشت کو کر لیا۔ ہماری طرف چہرہ کرکے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کی اہلبیتؑ پر درود بھیجا پھر فرمایا، اللہ تعالیٰ کی قضاو قدر ہے کہ ہم زمین کے اس ٹکڑے پر موت کے فیصلہ کے لئے جو قریب ہے اور امور کے فیصلے کے لئے جو پہلے ہی طے ہو چکے ہیں۔ اس زمین میں ہمارے نقیب مسلمانوں کے سردار، مومنین کے امیر، تمام اوصیا سے افضل، ہمارے نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور ان کے بھائی اور وارث جناب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔ ہماری تلواریں اللہ تعالیٰ کی تلواریں ہیں۔ شامیوں کا سردار، جگر کھانے والی کا بیٹا، نفاق کی جڑ، اور بقیتہ الاحزاب ہے۔ یہ معاویہ ان کو بدبختی اور دوزخ کی طرف لے جارہا ہے۔ ہم لوگ ان سے جہاد کر کے اللہ تعالیٰ کے ثواب کے امیدوار ہیں۔ اور یہ ہم سے لڑ کر جہنم کے عذاب کے منتظر ہیں۔

جب جنگ کی بھٹی گرم ہوگی۔ گردوغبار کے سیاہ بادل بلند ہوں گے۔ گھوڑے ہمارے اور ان کے مقتولین پر دوڑیں گے۔ ہم ان سے جہاد کرنے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت ورضا کے امیدوار ہیں۔ اے لوگو! آنکھیں نیچی کر لو، داڑھوں کو داڑھوں پر دباو، وہ سر پر چوٹ کو سختی سے روکتی ہیں۔ قوم کا مقابلہ اپنے چہروں سے کرو۔ تلواروں کے دستوں کو دائیں ہاتھ میں تھام لو، دشمن کی کھوپڑیوں پر چوٹ لگاو۔ نیزوں کو سینہ کی پسلی کے قریب لگاو۔ یہ جنگ ہے۔ دشمن پر اس طرح سے سخت حملہ کرو کہ جیسے تم اپنے باپ داد بھائیوں کے خون کا بدلہ دشمن سے دل میں لئے ہوئے ہو۔ جنہوں نے اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیا ہو۔ تاکہ تم ذلیل نہ ہو جاو۔ دنیا میں تمہیں ننگ وعار کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

دونوں لشکروں میں جنگ چھڑ گئی، ان کے درمیان ہولناک امور واقع ہوئے۔ ستر ہزار آدمی قتل ہوئے۔ ہر ایک نے عرب کی شجاعت کے فرائض انجام دیئے۔ یہ جنگ سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد خمیس کے دن سے شروع ہو کر رات کے تیسرے حصے تک جاری رہی۔ دونوں لشکروں میں سے کوئی بھی نماز ادا نہ کر سکا اور جنگ کی وجہ سے چاروں نمازیں جاتی رہیں۔

جناب امیرؑ کا خطبہ

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام پھر خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے، اے لوگو! تمہارے ساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ تمہارے دشمن کا حشر تو ایسا ہوا ہے گویا کہ اس کا آخری متنفس باقی رہ گیا ہے۔ حقائق جب سامنے آتے ہیں۔ تو آخری پہلے سے عبرت حاصل کرتا ہے۔ تمہارے مقابلے میں شامیوں نے بے دین ہونے کے باوجود صبر سے تمہارا مقابلہ کیا

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

ہے۔ حتیٰ کہ تمہارے ہاتھوں بہت نقصان اٹھایا ہے۔ انشااللہ کل صبح میں ان پر فیصلہ کن حملہ کروں گا اور انہیں فیصلہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کے ہاں روانہ کروں گا۔

جب معاویہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو سخت گھبرایا۔ معاویہ، اس کے ساتھیوں اور اہل شام کے دل ٹوٹ گئے۔ معاویہ نے اپنے نائب عمرو عاص کو بلایا اور بولا، اے عمرو! یہی رات باقی ہے۔ کل علیؑ کا لشکر ہم پر آخری حملہ کر دے گا۔ تمہارا اس معاملے میں کیا مشورہ ہے؟ عمرو نے کہا، آدمی بھی تھوڑے رہ گئے ہیں اور جو باقی رہ گئے ہیں ان میں کوئی ایسا نہیں جو علیؑ کے آدمیوں کا مقابلہ کر سکے۔ تم علیؑ کی مانند نہیں ہو۔ علیؑ تم سے حق کی خاطر جہاد کر رہے ہیں۔ اور تم بغیر حق کے ان کے ساتھ لڑ رہے ہو۔ تم زندہ رہنا پسند کرتے ہو اور علیؑ موت کو پسند کرتے ہیں۔ اگر علیؑ شام والوں پر فتحیاب ہو گئے تو شام والے علیؑ سے اتنے خائف نہیں جتنے عراق والے تمہاری کامیابی سے ہراساں ہیں۔

عمرو عاص کی چالاکی

عمرو عاص بولا، میں عراقیوں کے سامنے ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے اس تجویز کو ٹھکرا دیا تو اختلافات میں پڑ جائیں گے۔ اور اگر قبول کر لیا تب بھی اختلافات میں گرفتار ہو جائیں گے۔ میں عراقیوں کو اللہ کی کتاب کے فیصلہ کی دعوت دوں گا اور قران کو نیزوں پر بلند کروں گا۔ یقیناً تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاوگے۔ میں نے اس تجویز کو کافی عرصے سے سوچا ہوا ہے۔ معاویہ، عمرو عاص کے مشورے کو سمجھ گیا اور بولا، تم نے سچ کہا، میرے پاس بھی ایک تجویز ہے، میں علیؑ سے ملک شام کا مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ باقی مطالبات ہم چھوڑ دیں گے۔ اس تجویز کے ذریعے میں علیؑ کو دھوکہ دے سکتا ہوں۔ اگرچہ میں پہلے بھی ملک شام کا مطالبہ کر چکا ہوں لیکن علیؑ نے انکار کر دیا تھا۔ عمرو ہنس پڑا، اے معاویہ تم کہاں اور علیؑ کو دھوکہ دینا کہاں۔ اگر پھر بھی نہیں مانتے تو خط لکھ کر آزما لو۔ سلیمؓ بن قیس ہلالی نے روایت کی کہ معاویہ نے جناب علیؑ علیہ السلام کی خدمت میں ایک زرہ پوش آدمی جس کا نام عبداللہ بن عقبہ تھا، خط روانہ کیا۔

امیر شام کا مکتوب

"اے علیؑ اگر آپ کو علم ہوتا اس تکلیف کے بارے میں جس جو ہمیں اور آپ کو جنگ نے پہنچائی ہے۔ اگر ہم اس حقیقت کو جانتے تو ایک دوسرے پر ہرگز جنگ مسلط نہ کرتے۔ ہم نے اپنی عقلوں سے کام نہیں لیا۔ جنگ کے ذریعے جن باتوں کو طے کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ وہ اپنے مقام پر قائم ہیں۔ ہمیں ان باتوں پر صلح کر لینی چاہیے۔ میں نے آپؑ سے شام کا مطالبہ اس شرط

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

پر کیا تھا کہ مجھ پر آپؑ کی اطاعت اور بیعت واجب نہ ہو گی۔ آپؑ نے اس بات سے انکار کر دیا تھا۔ جس بات سے آپ نے انکار کر دیا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کر دی ہے۔ میں اس چیز کا پھر مطالبہ کرتا ہوں جس کا کل کیا تھا۔ بے شک آپ زندگی کے اتنے حریص نہیں جتنا میں ہوں۔ جتنا میں موت سے ڈرتا ہوں آپؑ نہیں ڈرتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جگر پانی پانی ہو رہے ہیں۔ کثیر تعداد میں لوگ مارے گئے ہیں۔ حالانکہ ہم سب عبد المناف کی اولاد ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے پر فضیلت نہیں ہے جس سے عزت والا ذلیل اور صاحب منصب ہو جائے۔ والسلام

جناب امیرؑ کا جواب

سلیمؓ بن قیس ہلالی کا بیان ہے جب امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معاویہ کے خط کو پڑھا تو ہنس پڑے۔ آپؑ نے فرمایا، مجھے معاویہ کی چالاکی پر تعجب ہوتا ہے۔ وہ مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ حضرت علیؑ نے اپنے کاتب عبید اللہ تعالیٰ ابن ابی رافع کو بلا کر فرمایا، معاویہ کو خط تحریر کرو، "تمہارا خط موصول ہو چکا ہے۔ جس میں تم نے ذکر کیا ہے کہ اگر میں جنگ کی حقیقت کو سمجھتا تو ہم اس کو ایک دوسرے پر مسلط نہ کرتے۔ اے معاویہ ہم جنگ کی انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ اس سے زیادہ زبردست لڑائی نہیں ہو سکتی۔ تم نے ملک شام کا مطالبہ کیا ہے۔ جس کا میں کل انکار کر چکا ہوں آج تمہیں کیسے دے دوں گا۔ امید اور خوف کے متعلق تم نے ہماری جس برابری کا ذکر کیا ہے۔

تم شک کی منزل میں بھی اتنے مستحکم نہیں ہو جتنا میں یقین پر قائم ہوں۔ شامی دنیا کے اتنے لالچی نہیں ہیں جتنے عراقی آخرت کے طامع ہیں۔ تم نے یہ بیان کیا ہے کہ ہم سب عبد مناف کی اولاد ہیں۔ اور یہ کہ ہم میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں۔ ہم عبد المناف کی اولاد ہیں لیکن امیہ، ہاشمؓ کا مقابلہ نہیں کر سکتا، حرب، عبد المطلبؓ کے برابر نہیں۔ نہ ابو طالبؑ کی ہمسری ابوسفیان کر سکتا ہے۔ نہ آزاد کردہ طلقا غلام (فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے مشرکین مکہ کو معاف کر کے غلاموں کی طرح آزاد کیا تھا)، اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والے مہاجر کا ہم پلہ ہو سکتا ہے۔ نہ منافق مومن جیسا بن سکتا ہے۔ نہ باطل پرست حق کے شیدائی کی خاک کو چھو سکتا ہے۔ نبوتؐ کی فضیلت ہمارے ہاتھوں میں ہے جس کی وجہ سے ہم عرب کے سردار بنے اور عجم ہمارے مطیع ہوئے۔ سلام اس پر جو اس قابل ہو۔

جب جناب امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خط معاویہ تک پہنچا تو اس نے خط کو عمرو عاص سے پوشیدہ کر دیا۔ بعد میں جب عمرو عاص کو معاویہ نے خط پڑھایا تو اس نے معاویہ کو سخت مُلامت کی۔ کیونکہ عمرو عاص نے معاویہ کو روکا تھا کہ وہ حضرت علیؑ کو

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

خط نہ لکھے۔ کیونکہ جس روز سے حضرت علیؑ نے عمرو عاص کو گھوڑے سے نیچے گرایا تھا (عمرو عاص نے برھنہ ہو کر جان بچائی تھی) اس روز سے وہ جناب علیؑ علیہ السلام کی تعظیم کرتا تھا۔ اور اس نے حضرت علیؑ کی شان میں کچھ شعر بھی تحریر کئے تھے۔ جب وہ اشعار معاویہ نے پڑھے تو بولا، اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے معلوم ہے کہ تم نے یہ اشعار کیوں لکھے ہیں اور تمہارا مقصد کیا ہے۔ تم نے میری رائے کو اچھا خیال نہیں کیا اور میری مخالفت کی ہے۔ اس روز سے تم علیؑ کی تعریف کرتے ہو جس روز علیؑ نے تمہیں مقابلہ میں گرایا تھا اور تمہیں رسوا کیا تھا۔ یہ سن کر عمرو عاص ہنس پڑا،۔ تمہاری مخالفت اور نافرمانی حقیقت ہے میری رسوائی کا ذکر کیا ہے، وہ شخص رسوا نہیں ہوتا جو علیؑ کے مقابلے میں نکلتا ہے۔ اگر مرضی ہو تو ان اشعار ہو پڑھتے رہو اور جو جی میں آئے وہ کرو۔ یہ سن کر معاویہ خاموش ہو گیا۔ ان دونوں کی یہ گفتگو اہل شام میں مشہور ہو گئی۔

جناب امیرؑ کا ایک جماعت سے ٹکراو

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام جنگ صفین کے دوران، شامیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جن میں ولید بن عتبہ بن ابی معیط بھی تھا۔ یہ لوگ جناب حضرت علیؑ کو برا بھلا کہنا شروع ہو گئے۔ جب جناب امیرؑ کو بتایا گیا تو آپؑ اپنے اصحاب کے ساتھ رک گئے۔ پھر آپؑ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ ان بد بختوں پر ٹوٹ پڑو۔ تم سے سکینہ صالحین کی نشانیاں اور اسلام کا وقار وابستہ ہے۔ یہ لوگ ایسی قوم ہیں جو نادانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر جرات کرتے ہیں۔ اور قوم کو دھوکہ دیتے یہں۔ ان کا سردار معاویہ، عمرو عاص، ابوالا عور اسلمی اور ابن معیط شراب نوش جس پر اسلام کی رو سے حد لگائی گئی تھی ہے۔ مدینہ سے بھگائے ہوئے مروان بھی شامل ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو برسرپیکار ہیں اور مجھے گالیاں دیتے ہیں۔ ایک دن پہلے نہ برسرپیکار تھے اور نہ گالیاں دیتے تھے۔

میں ان کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ یہ مجھے بتوں کی پوجا کی طرف بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جن کلمات سے مجھے نافرمان لوگ یاد کرتے ہیں۔ یہ اسلام میں بہت بڑا سانحہ ہے۔ فاسق و منافق ہمارے نزدیک بے اعتبار ہیں۔ اسلام سے خائف ہیں، اُمت کے ایک حصے کو دھوکہ میں رکھا ہوا ہے۔ اپنے دلوں میں فتنہ کو کوٹ کوٹ کر بھر رکھا ہے۔ اپنی خواہشات کو باطل کی طرف موڑ رکھا ہے۔ ہم سے جنگ برپا کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانے میں کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو مکمل کر کے ہی چھوڑے گا۔ اگرچہ کافر ناپسند کرتے ہوں۔ یہ اپنی جگہ پر قائم رہیں گے جب تک پے در پے ان پر نیزوں سے وار نہ کئے جائیں۔ جن سے ان کے دلوں کے پر خچے اڑ جائیں۔ تلواروں سے ایسی ضرب لگائی جائے جس سے ان کی کھوپڑیاں برابر کے دو حصے ہو جائیں۔ ان کے ناک کچل دیئے جائیں اور ان کی ہڈیاں پیس دیں جائیں۔ ان کے بانہوں کے

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

جوڑ الگ ہو جائیں۔ ان کی پیشانیوں کو تلواروں سے گھائل کر دیا جائے۔ تم ان کے چہروں، ٹھوڈیوں اور گردنوں کو چیر کر ان کے سینوں پر گرا دو۔ صاحبان دین و اجر کے مانگنے والے کہاں ہیں؟

آدمی یہ سن کر جوش میں کھڑے ہو گئے۔ حضرت علیؑ نے اپنے فرزند جناب محمد بن حنفیہؓ کو بلا کر فرمایا۔ میرے بیٹے اس جھنڈے کی طرف چلے جاو۔ جب ان کے سینوں پر اپنے نیزے تان لو تو میرے حکم کا انتظار کرو۔ جناب محمد بن حنفیہؓ نے ایسا ہی کیا۔ جناب علیؑ علیہ السلام نے ایک اور دستہ تیار رکھا تھا۔ جب جناب محمد بن حنفیہؓ نے اپنی جگہ سنبھال لی تو جناب علیؑ علیہ السلام نے اس دستہ کو حکم دیا کہ وہ جا کر محمد بن حنفیہؓ کے ساتھ ملیں اور اچانک حملہ کریں۔ یہ لوگ جناب امیر علیہ السلام کے حکم کے عین مطابق ان شامی فوجیوں پر ٹوٹ پڑے۔ جناب محمد بن حنفیہؓ نے سامنے سے حملہ کیا اور ان منافقین کا سخت جانی نقصان کیا۔

جو اپنے لئے مانگا وہی تمہارے لئے

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے مقدادؓ سے جناب امیر المومنینؑ کے بارے میں کچھ پوچھا تو وہ بولے، ہم لوگ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ابھی رسول اللہ ﷺ نے خواتین کو پردے کا حکم جاری نہیں کیا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا۔ اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی اور خادم مقدادؓ کے سوا نہ ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جناب ام المومنین خدیجہ الکبریٰ علیہ الصلوۃ والسلام تھیں۔ (اس کتاب کے اردو ایڈیشن میں ترجمہ کی غلطی سے ام المومنین عائشہ پرنٹ ہوا ہے)۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک لحاف ہوتا تھا۔ اس وقت جناب علیؑ علیہ السلام کی عمر زیادہ نہ تھی اور وہ ابھی لڑکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ خود درمیان میں سوتے تھے اور ان کے ایک طرف ان کی زوجہ مطہر بی بی خدیجہ علیہ السلام اور دوسری طرف ان کے چچازاد جناب علیؑ علیہ السلام سوتے تھے (جو ابھی کمسن لڑکے تھے) اور یہ سب ایک ہی لحاف اوڑھتے تھے۔ جب رات کو رسول اللہ ﷺ نماز شب کی خاطر قیام فرماہوتے تو لحاف کو درمیان سے دبا کر زمین کے ساتھ لگا دیتے اور یہ حد فاضل ہوتی تھی جناب علیؑ علیہ السلام (جو کہ اس وقت بچے تھے) اور جناب خدیجہ علیہ الصلوۃ والسلام میں۔ ایک رات جناب حضرت علیؑ علیہ السلام کو سخت بخار آیا۔ اس بخار نے جناب علیؑ علیہ السلام کو ساری رات بیدار رکھا۔ ان کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ بھی بیدار رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی کیفیت یہ تھی کہ کبھی جناب علیؑ علیہ السلام کی تسلی و تیمارداری کرتے اور کبھی نماز میں مصروف ہو جاتے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

رسول اللہ ﷺ صبح تک یہی کرتے رہے۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر ادا فرمائی اور دعا مانگی، اے میرے اللہ، علیؑ کو شفا اور عافیت عطا فرما، علیؑ نے اپنی تکلیف کی وجہ سے مجھے ساری رات بیدار رکھا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام شفایاب ہو گئے۔ ایسے تندرست معلوم ہوتے تھے کہ کوئی بیماری ہی نہ تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد کیا، اے علیؑ تمہیں بشارت ہو۔ جناب امیرؑ نے جواب دیا، اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ آپ کو بھلائی کی بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپؐ پر قربان کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں جو چیز اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے مانگی اس نے مجھے وہ عطا کی۔ میں نے جو چیز بھی اپنے لئے مانگی وہی چیز تمہارے لئے مانگی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی، کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان بھائی چارہ قائم کرے۔ میرے بعد تم کو تمام مومنین کا سردار مقرر کرے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت و رسالت کے زیور سے آراستہ کیا تو میں نے سوال کیا کہ وہ تمہیں وصایت و شجاعت کے لباس سے مزین کرے۔ تمہیں میرا وصی اور میرا وارث اور میرے علم کا خازن (خزانے کا رکھوالا) قرار دے۔ تمھیں مجھ سے وہی منزلت عطا کرے جو ہارونؑ کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ تمہارے ذریعے میرے بازوں کو مضبوط کرے۔ تمہیں میرے کار رسالت کے امور میں مددگار قرار کرے۔ بس میرے بعد کوئی نبیؐ نہ ہوگا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے کروں اور تمہیں اپنے بیٹوں کا باپ بناوں۔ اللہ تعالیٰ نے میری ان تمام دعاوں کو قبول فرمالیا ہے۔ اے علیؑ تمہیں بشارت ہو۔

بعد میں جب لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کا پتا چلا تو انہوں نے اعتراضات کئے۔ ایک شخص نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا تم نے دیکھا کہ کیا سوال کیا ہے۔؟ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر رسول اللہ ﷺ یہ دعا کرتے کہ آپؐ پر کوئی فرشتہ نازل ہو جو آپ کی نصرت کرے دشمنوں کے خلاف۔ یا اللہ تعالیٰ کوئی خزانہ کھول دے جس سے آپؐ اور آپؐ کے اصحاب فائدہ مند ہوں۔ اس بات کی ضرورت بھی ہے۔ یہ سب باتیں رسول اللہ ﷺ کے لئے زیادہ اچھی تھیں۔ دوسرے شخص نے کہا، اللہ تعالیٰ کی قسم کھجوروں کی ایک گچھی اس سوال سے بہتر ہے۔

اوصیا محدث ہیں

سلیمؓ بن قیس ہلالی نے ایک مرتبہ جناب محمد بن ابوبکر بن قحافہ سے عرض کی کہ وہ کون شخص ہو سکتا ہے جس نے ان پانچ آدمیوں (اصحاب نوشتہ کعبہ) کی گفتگو سے امیر المومنین علیہ السلام کو آگاہ کیا ہو؟ انہوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ نے آگاہ

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

کیا تھا۔ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام ہر رات رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھتے تھے۔ اور حالت خواب میں ان سے باتیں کرتے تھے۔ جیسے کہ حالت بیداری میں بات کر رہے ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے خواب میں دیکھنا ایسا ہی ہے جیسا حقیقت میں ہو۔ کیونکہ ابلیس و شیطان نہ حالت خواب میں اور نہ ہی حقیقت میں میری شکل میں اور نہ ہی میرے اوصیا کی شکل اختیار کرنے کا قیامت تک متحمل ہو سکتا ہے۔ مجھے یہ بات جناب حضرت علیؑ نے بتلائی تھی۔ اور ہو سکتا ہے کہ فرشتہ نے جناب علیؑ علیہ السلام کو بتلایا ہو۔ فرشتے انبیا اور فرشتوں کے علاوہ محدثین سے گفتگو کرتے ہیں۔ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام محدث ہیں۔ جناب فاطمہ علیہ الصلوۃ والسلام محدثہ ہیں۔ حالانکہ وہ نبیہ نہ تھیں۔ جناب ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ جناب سارہ علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو دیکھا تھا۔ فرشتوں نے ان کو جناب اسحاقؑ کی ولادت کی خوشخبری دی تھی۔ اور جناب اسحاقؑ کے بعد یعقوب علیہ السلام کی ولادت کی حالانکہ جناب سارہ علیہ السلام نبیہ نہ تھیں۔

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ جب جناب محمد بن ابو بکر بن قحافہ مصر میں شہید کر دیئے گئے۔ تو ہم دوسرے لوگوں کے ہمراہ جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں ان کی تعزیت کرنے پہنچے۔ میں نے وہ بات جو انہوں نے جناب محمد بن ابی بکر سے پہلے سنی تھی جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی۔ اور جناب امیر علیہ السلام کو وہ بات بھی بتلائی جو کہ میں نے عبدالرحمٰن بن غنم سے سنی تھی (کہ پانچویں اصحاب ثقیفہ معاذ کی موت حالت ہذیان میں ہوئی تھی) تو جناب امیر علیہ السلام نے جواب دیا، محمد بن ابی بکر نے سچ کہا، اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت کرے۔ آپ شہید ہیں۔ زندہ ہیں اور روزی حاصل کرتے ہیں۔ اے سلیمؓ، میری اولاد سے گیارہ آدمی میرے اوصیا اور امام ہیں۔ اور وہ تمام کے تمام محدث ہیں۔ یہ میرا بیٹا حسنؑ ہے، پھر حسینؑ ہے پھر یہ میرا پوتا علیؑ زین العابدینؑ ہے۔ آپؑ نے اپنے پوتے کا ہاتھ تھا جو ابھی شیر خوار تھے۔ پھر اسی کی اولاد سے پے در پے امام ہوں گے۔ جن کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے،

سورۃ البلد، آیت ۳

ووالد وماولد

والد کی قسم اور قسم جن کی ولادت ہوئی۔

جناب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں والد کی اور جو ان سے اولاد پیدا ہو گی ان کی قسم کھائی ہے۔ والد سے مراد رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ اور ولد سے مراد ہم آئمہ ہیں۔ یعنی میں اور میرے

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

گیارہ اوصیا۔ میں نے عرض کی مولا، کیا دو امام ایک ہی وقت میں اکٹھے ہو سکتے ہیں؟ فرمایا، ہاں لیکن ایک خاموش رہے گا کچھ نہیں بولے گا (امور امامت میں)، حتیٰ کہ پہلے کا انتقال ہو جائے۔

امام حق

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے ابوذرؓ، سلمانؓ اور مقدادؓ کو کہتے ہوئے سنا، کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمارے سوا کوئی اور موجود نہ تھا۔ کہ مہاجرین کا ایک گروہ آیا جو تمام کے تمام بدری تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عنقریب میری اُمت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ صرف ایک فرقہ حق پرست ہوگا۔ ان کی مثال ایسے ہے کہ جیسی سونے کی۔ سونے کو جب آگ پر ڈالا جاتا ہے تو اس کی عمدگی اور خوبصورتی نکھرتی ہے۔ ان لوگوں کا امام تین میں سے ایک ہوگا۔ ایک فرقہ باطل ہوگا۔ ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے لوہے کی۔ جب اس کو آگ پر ڈالا جاتا ہے تو اس کی گندگی اور بدبو زیادہ ہو جاتی ہے۔ ان کا امام تین میں سے ایک ہوگا۔"

سلیمؓ بن قیس ہلالی نے جناب ابوذرؓ سے پوچھا کہ وہ تین امام کون ہیں۔؟ انہوں نے جواب دیا، کہ امام الحق والہدیٰ جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ الصلوۃ والسلام ہیں۔ اور سعد امام متزبزبین (متزلزل ایمان رکھنے والے لوگ، کبھی حق پر کبھی باطل پر، شک میں گھرے ہوئے)، سعد ڈھلمل یقین والوں کا امام ہے۔ سلیمؓ بن قیس ہلالی کہتے ہیں میں نے بہت کوشش کی کہ مقدادؓ یا ابوذرؓ یا سلمانؓ مجھے تیسرے امام کے بارے میں بتلائیں لیکن انہوں نے نام بتانے سے انکار کر دیا۔ لیکن مجھ سے اس قسم کی گفتگو کی جس سے میں سمجھ گیا کہ ان لوگوں کیا کیا مراد ہے۔

غدیر خم کا بیان:

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید خدری سے سنا، کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے مقام پر لوگوں کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ درخت کے نیچے سے کانٹے صاف کریں۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے یہ خمیس (جمعرات) کا دن تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ اتنا بلند کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بغل کی سفیدی دکھائی دے رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد کیا، من کنتم مولاہ فعلیؑ مولاہ اللھم وآل من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخزل من خزلہ، جس جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علیؑ مولا ہیں۔ اے اللہ، تو اس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور تو اس کو دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے۔ تو اس کی نصرت کر جو علیؑ کی نصرت کرے (یا علیؑ مدد اسی میثاق کا عہد ہے جب

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

مومنین آپس میں ملتے ہیں) تو اس کو چھوڑ دے جو علیؑ کو چھوڑ دے۔" جب رسول اللہ ﷺ یہ اعلان فرما چکے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

سورہ مائدہ، آیت ۳

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کے لئے ساری بڑائی ہے۔ (اللہ اکبر) اس نے دین کو مکمل کر دیا۔ اور نعمت کو تمام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ میری رسالت سے راضی ہو گیا۔ اور میرے بعد علیؑ کی ولایت سے خوشنود ہوا۔ حسانؓ بن ثابت نے عرض کی۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے اجازت دیں کہ میں جناب حضرت علیؑ علیہ السلام کی مدحت میں چند شعر عرض کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ کہو، حسانؓ بن ثابت نے کہا، اے قریش کے بزرگو میری بات کو رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں سنو۔

(حسانؓ بن ثابت کے اشعار کا ترجمہ پیش خدمت ہے نثر کی صورت میں)۔

کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے خم غدیر کے مقام پر کھڑے ہو کر ندا دی۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپؐ کی خدمت اقدس میں جبرائیلؑ آئے اور آپؐ معصوم ہیں اور کہا پیغام رسانی میں کمزوری محسوس نہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کی پیغام لوگوں تک پہنچادیں۔ اگر یہ پیغام نہ پہنچا تو گویا رسالت کا حق ادا نہ ہوا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اگر آپؐ کو اس پیغام کو پہنچانے کی وجہ سے دشمنوں کا خوف ہے تو اللہ تعالیٰ آپؐ کی حفاظت کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ کے دائیں ہاتھ کو پکڑ کر بلند کیا اور بلند آواز سے یہ اعلان فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے میں جس جس کا مولا ہوں میری بات کو یاد رکھے بھولے نہیں۔ میرے بعد علیؑ بھی اس کے مولا ہیں میں نے تمام مخلوق سے تمہارے لئے علیؑ کو پسند کیا ہے۔ اے پالنے والے رب، جو علیؑ کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔ اے پالنے والے علیؑ کی نصرت کرنے والوں کی نصرت کر۔ علیؑ ہدایت کے امام ہیں۔ چودہویں رات کے چاند کی مانند تاریکی کو روشن کرنے والے ہیں۔ یارب، علیؑ کو چھوڑنے والوں کو چھوڑ دے، جب قیامت کے روز یہ لوگ حساب دینے کھڑے ہوں تو ان سے بدلہ لے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

(جناب حسانؓ بن ثابت نے جن دشمنوں کا حوالہ اپنے اشعار میں دیا ہے، قران کریم میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔
سورہ المائدہ، آیت ٦٧
یاایہاالرسول بلغ ماانزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لایہدی القوم الکافرین
اے رسول! جو کچھ اپ کی طرف اپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجئے، اور اگر اپ نے نہ ایسا کیا تو اپ نے رسالت کا پیغام پہنچایا ہی نہیں، اور اللہ لوگوں سے اپ کی حفاظت فرمائے گا۔ بیشک اللہ کافروں کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا)

جناب امیرؑ کی خصوصیات:

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھ رسول اللہ ﷺ سے دس ایسی خصوصیات حاصل ہیں ان میں کسی ایک کے ساتھ بھی کسی پر نہ سورج طلوع ہوا نہ غروب۔ (کسی اور کو یہ شرف حاصل نہیں)، مجھے رسول اللہ ﷺ نے آگاہ کیا ہے، اے علیؑ تم میرے بھائی ہو، دوست وصی ہو، میری عدم موجودگی میں میرے مال اور اہل میں میرے خلیفہ ہو۔ تمہیں مجھ سے وہ مقام حاصل ہے جو مجھے میرے رب سے حاصل ہے۔ تم میری اُمت میں میرے خلیفہ ہو۔ تمہارا دوست میرا دوست، تمہارا دشمن میرا دشمن۔ تم میرے بعد مومنین کے امیر ہو۔ مسلمانوں کے سردار ہو۔

یہ کہہ کر امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا، میں نے خلافت کے معاملہ میں وہی اقدام کیا ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے وعدہ لیا تھا۔ وہ شخص خوش قسمت ہے جس کے دل میں ہم اہلبیتؑ کی محبت پختہ ہے۔ تاکہ اس کا ایمان اس کے دل میں احد پہاڑ کی مظبوطی سے زیادہ مضبوط ہو۔ جو شخص ہماری محبت کو اپنے دل میں ایسا حلول نہ کرلے جیسا کہ نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے، وہ خسارے میں رہ جانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم تمام کائنات میں رسول اللہ ﷺ کے نزدیک میرے ذکر سے زیادہ کوئی ذکر محبوب نہیں۔ تم میں کوئی ہے؟ جس نے میری نماز کی طرح دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہو؟ میں بچپن میں نماز پڑھتا تھا ابھی بلوغ کی حد تک نہیں پہنچا تھا۔ یہ فاطمہؑ علیہ الصلوۃ والسلام جو رسول اللہ ﷺ کے جگر کا ٹکڑا ہیں میری زوجہ ہیں۔ (اللھم صلی اللہ محمد وآل محمد وعجل فرجھم وسھل مخرجھم)، اپنے زمانے میں ایسی (بتول) ہیں جیسے مریم بنت عمران علیہ السلام اپنے زمانے میں (بتول) تھیں۔ میں تم سے تیسری بات کہتا ہوں، حسنؑ و حسینؑ اس اُمت کے سبط ہیں۔ ان دونوں کو جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے وہ مقام حاصل ہے جو رسول اللہ ﷺ کی دونوں آنکھوں کو آپ کے سر اقدس سے حاصل تھا۔ مجھے رسول اللہ ﷺ سے وہ مقام حاصل ہے جو آپؐ کے ہاتھ

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

کوآپؐ کے بدن اطہر سے حاصل تھا۔ فاطمہؑ علیہ الصلوۃ والسلام کو وہ مقام حاصل ہے جو جسم کو دل سے حاصل ہے۔ ہماری مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے۔ جو اس کشتی میں سوار ہو گیا تھا وہ نجات پا گیا تھا جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا وہ غرق ہو گیا تھا۔

خیر البرّیہ

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کو فرماتے سنا، کہ جس روز رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا۔ میں (علیؑ) رسول اللہ ﷺ کو سینہ سے لگائے ہوئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا سر اقدس میرے کان کے نزدیک تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے وعدہ لیا۔ دو عورتیں کان لگا کر باتیں سننا چاہ رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے میرے اللہ ان دونوں کی سننے کی طاقت کو ختم کر دے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد کیا، اے علیؑ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول پر غور کیا ہے؟

سورہ البینتہ، آیت ۷

ان الذین امنواو عملواالصالحات اولئک ہم خیر البریۃ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہی لوگ ساری مخلوق سے بہتر ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے علیؑ کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہاں خیر البریہ سے کون مراد ہیں؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد کیا، وہ تمہارے شیعہ اور انصار ہیں۔ قیامت کے دن میری اور ان کی وعدہ گاہ حوض کوثر ہے۔ اور اے علیؑ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول پر غور کیا ہے؟

سورہ البینتہ، آیت ٦

ان الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین فی نار جہنم خالدین فیہا اولئک ہم شر البریۃ

بیشک جو لوگ اہل کتاب میں سے کافر ہو گئے اور مشرکین دوزخ کی آگ میں ہوں گے وہ ہمیشہ اسی میں رہنے والے ہیں، یہی لوگ بدترین مخلوق ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہاں شر البریہ سے مراد یہود، بنو امیہ اور ان کے پیروکار ہیں۔ یہ لوگ قیامت کے دن بدبخت، بھوکے پیاسے ہوں گے اور ان کے چہرے سیاہ رنگ کے ہوں گے۔

عبداللہؓ بن جعفرؓ اور معاویہ

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ معاویہ نے جب مدینہ کا دورہ کیا۔ (یہ وہ وقت تھا جب کہ وہ اپنے بیٹے یزید کی ولیعہدی کی راہ ہموار کر رہا تھا۔) تو بنی ہاشم سے ملاقات میں جس میں جناب امام حسن علیہ السلام، جناب امام حسین علیہ السلام اور جناب عبداللہ ابن جعفرؓ طیار موجود تھے۔ اور معاویہ کے ساتھ عبداللہ ابن عباسؓ بھی موجود تھے۔ ان کی آپس میں گفتگو ہوئی۔

معاویہ: اے عبداللہ! تم حسنؑ اور حسینؑ کی اتنی زیادہ تعظیم کیوں کرتے ہو۔ یہ دونوں تم سے افضل نہیں ہیں۔ نہ ان کا باپ تمہارے باپ سے افضل ہے۔ اگر فاطمہؑ، بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتیں تو تمہاری ماں اسما بنت عمیس بھی کسی درجہ میں کم نہیں۔

عبداللہ ابن جعفر: اے معاویہ، تمہیں ان دونوں کی اور ان کے باپ کی اور ماں کی حقیقت کا علم ہی نہیں۔ خدا کی قسم یہ دونوں مجھ سے بہتر ہیں۔ ان دونوں کے ماں باپ میرے ماں باپ سے بہتر ہیں۔ تمہیں علم ہی نہیں جو کچھ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے اور ان کے ماں باپ کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا ہے۔ میں نے اس کو خوب یاد کر لیا ہے۔ اور خوب اس بات کی معرفت حاصل کی ہے۔

معاویہ: اے جعفرؓ کے بیٹے! بتاؤ وہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی قسم نہ تم جھوٹے ہو اور نہ متہم ہو۔

عبداللہ ابن جعفرؓ: جو کچھ تمہارے دل میں ہے اس سے بڑی چیز ہے۔

معاویہ: اگر احد اور حرا پہاڑ سے بھی بڑی ہو تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ تمہارے ساتھی علیؑ کو اللہ تعالیٰ نے قتل کر دیا ہے۔ تمہاری جمیعت کو متفرق کر دیا ہے۔ خلافت اپنے حقدار کے پاس پہنچ چکی ہے۔ ہمیں آگاہ کرو جو کچھ تم کہتے ہو۔ اس کی پرواہ نہ کرو۔ اب تمہاری لاچاری ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

عبداللہ ابن جعفرؓ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے اس آیت کے بارے میں ارشاد کیا:

سورہ بنی اسرائیل، آیت ۶۰

واذ قلنا لک ان ربک احاط بالناس وماجعلنا الرویا التی ارینٰک الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القران ونخوفھم فمایزیدھم الا طغیانا کبیرا ○

اور جب ہم نے اپ سے فرمایا کہ بیشک اپ کے رب نے لوگوں کو احاطہ میں لے رکھا ہے، اور ہم نے تو اس نظارہ کو جو ہم نے اپ کو خواب میں دکھایا لوگوں کے لئے صرف ایک ازمائش بنایا ہے اور اس شجرہ کو بھی جس پر قران میں لعنت کی گئی ہے، اور ہم انہیں ڈراتے ہیں مگر یہ ان میں کوئی اضافہ نہیں کرتا سوائے اور بڑی سرکشی کے ○

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

(آگے کے متن کے لئے جناب امیر علیہ السلام کا خط پڑھیے جو کہ انہوں نے معاویہ کو لکھا تھا۔ یہاں پر جناب عبداللہ ابن جعفرؓ نے تقریباً وہ سارے فضائل دہرائے تھے جو اس خط میں جناب امیر علیہ السلام نے قلم بند کئے تھے)

جب جناب عبداللہؓ بن جعفرؓ طیار سارے فضائل بیان کر چکے تو معاویہ نے بنی ہاشم سے پوچھا۔ کہ تم تمام کے تمام یہی بات کرتے ہو؟ جیسا کہ جعفرؓ کے فرزند نے بیان کیا ہے؟ حاضرین: ہاں ہم اسی پر متفق ہیں۔
معاویہ: اے اولاد عبدالمطلبؑ تم بہت بڑے امر کا دعویٰ کرتے ہو۔ ٹھوس دلائل سے استدلال کرتے ہو۔ تم اپنے دل میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہو جسے بطور راز کے افشا کرتے ہو۔ لوگ اس بات سے غفلت اور تاریکی میں ہیں۔ جو بات تم لوگ بیان کرتے ہو اگر وہ حق ہے تو تمام اُمت ہلاک ہو گئی، مرتد ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد کو چھوڑ دیا۔ جو لوگ تمہارے ہم نوا ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں۔
عبداللہ ابن جعفرؓ طیار: اے معاویہ اللہ تعالیٰ قران کریم میں فرماتا ہے کہ تھوڑے بندے میرے شکر گزار ہیں۔ اور اللہ کا فرمان ہے کہ اگر مومنین کے متعلق لالچ کروگے تو وہ زیادہ نہیں ہوں گے۔ اور فرماتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ تھوڑے ہیں۔ اور فرماتا ہے کہ نوح علیہ السلام کے ساتھ تھوڑے لوگ ایمان لائے تھے۔ اے معاویہ، مومنین تھوڑے لوگوں میں ہی ہوتے ہیں۔ بنی اسرائیل کا قصہ عجیب تر ہے۔ جادوگروں نے فرعون سے کہا جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو کرو، بے شک یہ دنیا فانی ہے۔ ہم دنیا کے پالنے والے پر ایمان لے آئے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے۔ آپؑ کی تصدیق و پیروی کی۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چل پڑے۔

بنی اسرائیل کے وہ لوگ بھی ساتھ چل پڑے جنہوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کی تھی۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے ان کو دریا عبور کرایا۔ ان کو عجیب و غریب چیزیں دکھائیں۔ یہ لوگ جناب موسیٰ اور تورات کی تصدیق کرتے تھے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کے دین کا اقرار کرتے تھے۔ جب یہ لوگ ایسی قوم کے پاس سے گزرے جو بت پوج رہے تھے تو جناب موسیٰ علیہ السلام سے یہ لوگ کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام ہمارے لئے بھی ایسے خدا بنایے جیسے ان کے خدا ہیں۔ پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں لوگوں نے گوسالہ (سونے کی گائے) کو خدا بنالیا (معاذاللہ) اور اس کی پوجا کرنے لگے۔ جناب ہارون علیہ السلام اور آپؑ کے اہلبیتؑ اس پوجا سے آزاد رہے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

سامری (ملعون) نے کہا یہ گوسالہ تمہارا اور موسیٰ علیہ السلام کا خدا ہے (نعوذ باللہ) ۔ جناب موسیٰ علیہ السلام جب واپس آئے تو قوم کو سزا ہو چکی ۔ اپنی قوم سے کہا تم اس مقدس زمین میں چلے جاو۔ جہاں جانا تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو قوم نے جواب دیا، اس زمین میں ظالم قوم رہتی ہے۔ ہم اس زمین میں اس وقت تک ہر گز داخل نہ ہوں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ جب وہ نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہونگے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مناجات کی کہ اے میرے پالنے والے میں اپنی ذات کا اور اپنے بھائی کا مالک ہو۔ ہم میں اور اس نافرمان قوم میں جدائی ڈال دے۔ اس اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مثال پوری کی پوری جناب موسیٰ علیہ السلام کی سی ہے۔

اس اُمت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فضیلت و سبقت اسلام حاصل ہے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے قریبی منازل حاصل ہیں۔ یہ دین محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اور قران کا اقرار کرتے ہیں۔ آخر کار ان کا نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کو چھوڑ کر چلا گیا۔ یہ لوگ اختلاف و تفریق میں پڑ گئے۔ آپس میں حسد کرنے لگے۔ انہوں نے اپنے امام اور سردار کی مخالفت کی۔ جو عہد ان سے نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لیا تھا اس پر کوئی بھی باقی نہ رہا۔ صرف ہمارے آقا امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام اس پر قائم رہے۔ جن کو ہمارے نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے وہی منزلت حاصل ہے جو جناب ہارون علیہ السلام کو جناب موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھی۔ ایک تھوڑی سی جماعت اپنا دین اور ایمان سالم لے کر اللہ تعالیٰ سے ملے گی۔ دوسرے لوگ رجعت قہقری کی طرح الٹے پاوں پھر گئے۔ جیسا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے گوسالہ کو خدا بنالیا تھا۔ اور اس کی عبادت شروع کر دی تھی ان کا خیال تھا کہ یہ گوسالہ ان کا رب ہے۔

جناب ہارون علیہ السلام اور ان کی اولاد اور آپ کے اہلبیتؑ کے تھوڑے سے افراد کے علاوہ سب لوگوں نے گوسالہ کی پوجا پر اتفاق کر لیا تھا۔ غدیر خم کے مقام پر ہمارے نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی اُمت کے لئے اپنے بعد تمام لوگوں سے بہتر، افضل اور اچھے انسان کو ان کا امام مقرر کیا تھا۔ اور دوسرے مقام پر بھی جناب امیر علیہ السلام کی خصوصیات بیان کیں تھی۔ اور لوگوں کو جناب علیؑ کی اطاعت کا حکم دیا تھا۔ ان کو بتایا تھا کہ ان کو وہی منزلت حاصل ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھی۔ علیؑ آپؐ کے بعد تمام مومنین کے سردار ہیں۔ لوگوں کی جان سے افضل ہیں۔ جس نے علیؑ نے اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے علیؑ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ جس نے علیؑ کو دوست رکھا اس نے اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا اور جس نے علیؑ سے دشمنی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی۔ لیکن لوگوں نے علیؑ کی خلافت کا انکار کرتے ہوئے آپ کو چھوڑ دیا۔ دوسرے انسان کو حاکم بنالیا۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

جناب جعفرؓ طیارؓ کے فرزند عبداللہ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے ارشاد کیا، اے معاویہ کیا تمہیں علم نہیں کہ جنگ موتہ کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اپنا لشکر روانہ کیا تھا تو ان پر جناب جعفرؓ طیار بن ابی طالبؑ کو سردار مقرر کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر جعفرؓ مر جائیں تو زیدؓ بن حارثہ اور اگر زیدؓ مر جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ تمہارے سردار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ موتہ کا لشکر اپنا امیر خود سے منتخب کر لے۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمت کو بغیر حاکم کے چھوڑ دیا تھا؟ ان میں اپنا خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم ان کو تاریکی میں نہیں چھوڑا تھا۔ لوگوں نے اپنے نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد جو گل کھلائے سو کھلائے۔ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھا اس لئے ہلاک ہوگئے۔ وہ شخص بھی گمراہ ہوا جس نے ان کی پیروی کی۔ ظالم قوم کے لئے دوری ہو۔

عبداللہ ابن عباسؓ اور معاویہ کی گفتگو

معاویہ: اے عباسؓ کے بیٹے! تم لوگ اپنے منہ سے بڑی باتیں کہتے ہو لیکن ہمارے نزدیک اجماع اختلاف سے بہتر ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے ساتھی علیؑ علیہ السلام اُمت نے اتفاق نہیں کیا تھا۔

عبداللہ ابن عباسؓ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو اُمت اپنے نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد اختلاف میں پڑ جاتی ہے تو باطل پرست اہل حق پر غالب آتے ہیں۔ اس اُمت نے بہت سی باتوں میں اتفاق کر لیا ہے۔ ان باتوں میں کوئی جھگڑا اور تنازعہ نہیں ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی، پانچوں نمازیں ادا کرنا، ماہ صیام کے روزے رکھنا، خانہ کعبہ کا حج ادا کرنا اور بہت سی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اور جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے روکا ان سے رکنا، مثلاً زنا کی حرمت، چوری، قطع صلہ رحم، جھوٹ، خیانت، ان سب کی برائی پر اُمت کا اتفاق ہے۔ اُمت نے دو چیزوں میں اختلاف کیا ہے۔ ایک چیز میں لڑائی فساد قائم کیا ہے۔ اس میں ایک دوسرے سے الگ ہوگئے ہیں۔ کئی فرقوں میں بٹ گئے ہیں۔ ایک دوسرے پر لعن اور بیزاری کرتے ہیں۔ دوسری چیز میں نہ لڑائی قائم کی نہ اس میں تفریق پیدا کی۔ وہ کتاب اللہ تعالیٰ اور نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت ہے۔ ہر ایک نے بڑھ چڑھ کر اس میں موشگافیاں کی ہیں۔ جو بات کتاب خدا اس کے نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت سے ثابت نہ ہو اس کو بیان نہیں کرتے۔

جس چیز میں اُمت نے اختلاف پیدا کیا ہے۔ اور ایک دوسرے سے بیزاری کرنے لگے ہیں وہ ملک اور خلافت ہے۔ اُمت نے یہی خیال کیا کہ وہ نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہلبیتؑ سے ملک اور خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔ جس شخص نے اس چیز پر

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

عمل کیا جس میں اہل قبلہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ جس چیز میں اہل قبلہ نے اختلاف کیا (اللہ کے علم پر عمل نہ کرتے ہوئے) اس کے علم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ ایسا شخص بچ گیا۔ اور دوزخ سے نجات پا گیا۔ دو باتیں جو مختلف فیہ ہو گئیں تھیں اس کی سمجھ میں ان کی حقیقت دشوار ہو گئی تھی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نہیں پوچھے گا۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا کی اور اس پر احسان کیا۔ اس کے دل کو نور سے منور کیا۔ اس کو ولایت الامر کی معفرت عطا کی۔ علم کے چشمہ کے متعلق آگاہ کیا کہ وہ کہاں ہے۔ اس شخص نے اس بات کو جان لیا کہ وہ نیک بخت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جس نے حق بات بیان کی۔ اس نے جہاد کے مال غنیمت کو حاصل کیا۔ یا وہ شخص خاموش رہا اس نے کوئی بات نہ کت۔ امامؑ اہل بیت نبوتؐ میں سے ہوتے ہیں۔ یہ رسالت کے معدن ہیں۔ اللہ کی کتاب کے اترنے کی جگہ ہیں وحی کا گھوارا ہیں۔ فرشتے ان پر اترتے ہیں۔ امامت ان ہی میں درست بیٹھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امامت کو ان کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ اپنی کتاب میں اپنے نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان اطہر سے ان ہی کو امامت کا اہل قرار دیا ہے۔ علم تو محض ان ہی حضرات میں ہے۔ یہی علم کے اہل ہیں۔ تمام کا تمام علم ان کے پاس ہے۔ علم کے باطن، ظاہر، محکم، متشابہ، ناسخ، اور منسوخ کی حقیقت کو سمجھتے ہیں۔

اے معاویہ، عمر بن خطاب نے اپنی حکومت کے زمانہ میں مجھے حضرت علیؑ کے پاس بھیجا تھا۔ یہ پیغام کہلوایا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ قران کو ایک صحیفہ میں تحریر کروں آپؑ جو بھی قران تحریر کیا ہے وہ میرے پاس روانہ کر دیں۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے عبداللہ اس سے کہو کہ ہم سے قران حاصل کرنے سے پہلے میری گردن کو اڑا دے۔ عبداللہ نے پوچھا یا علیؑ وہ کیوں؟ حضرت علیؑ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ کا فرمان ہے

سورہ واقعہ، آیت ۷۹

لایمسہ الا المطہرون

اس کو پاک لوگوں کے سوا کوئی نہیں چھوئے گا

کہ مکمل قران (یعنی قران کو تفسیر کے علم سمیت) کو صرف پاکیزہ لوگ چھو سکتے ہیں۔ جن سے اللہ نے رجس کو دور رکھا ہے۔ اور وہ لوگ ہم ہیں۔ ہم ہی وہ لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے رجس کو دور رکھا ہے۔ اور فرمایا ہے

سورہ فاطر، آیت ۳۲

ثم اور ثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا

پھر ہم نے اس کتاب کا وارث ایسے لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

ہم وہی ہیں جو چنے ہوئے ہیں اور اس کتاب کے وارث ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری مثالیں بیان کی ہیں اور ہمارے بارے میں وحی کو نازل کیا ہے۔ عمر بن خطاب نے ناراض ہو کر فرمایا، ابن ابی طالب سمجھتے ہیں کہ ان کے سوا کسی کے پاس علم نہیں ہے۔ جس شخص کے پاس قران کا کوئی حصہ ہو وہ میرے پاس لائے۔ جو شخص قران لے کر آتا تھا آپ اس کو پڑھتے تھے اور آپ کے پاس ایک کاتب ہوتا تو جو اس کو تحریر کرتا تھا۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تھا تو آپ قران کو نہیں لکھتے تھے۔ اے معاویہ جو شخص کہدے کہ قران کی کوئی تھوڑی سی چیز بھی ضائع ہو گئی ہے وہ جھوٹا ہے وہ اپنے اہل کے پاس پورے کا پورا موجود ہے۔ اہل قبلہ میں سے ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ علم کا معاون ہے اور خلافت کا مالک ہے۔ حالانکہ ان کو دور کا واسطہ بھی نہیں۔

مومن کون ہے

سلیمؑ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک صحابی ہمام بڑے عابد تھے۔ انہوں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ مجھے مومن کے اوصاف بیان کریں گویا کہ میں ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ ؟ امیر المومنین علیہ السلام نے جواب دینے سے گریز کیا اور فرمایا، اے ہمامؒ، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور نیکی اختیار کرو۔ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو احسان کرتے ہیں"۔ ہمامؒ کی اس جواب سے تسلی نہیں ہوئی۔ اس نے عرض کی، امیر المومنینؑ علیہ السلام میں آپؑ کو اس ذات کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں، جس نے آپؑ کو مکرم کیا۔ خصوصیات عطا کیں۔ دوست رکھا اور فضیلت عنایت فرمائی۔ آپؑ مجھے ان کے اوصاف کیوں بیان نہیں کرتے۔ یہ سن کر امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام اپنے دونوں قدموں پر کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی، رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپؐ کے اہلبیتؑ صلوات اللہ علیہم پر درود بھیجا۔ پھر جناب امیر علیہ السلام نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا،۔

(مندرجہ ذیل خطبہ نہج البلاغہ سے نقل کیا گیا ہے۔ جو کہ سلیمؑ بن قیس ہلالی کی اس کتاب میں بھی موجود تھا۔ الفاظ کم و بیش ایک جیسے ہی ہیں۔)

اللہ سبحانہ، نے جب مخلوقات کو پیدا کیا تو ان کی اطاعت سے بے نیاز اور ان کے گناہوں سے بے خطر ہو کر کارگاہ ہستی میں انہیں جگہ دی کیونکہ اسے نہ کسی معصیت کار کی معصیت سے نقصان ہے اور نہ کسی فرمانبردار کی اطاعت سے فائدہ پہنچتا ہے .اس نے زندگی کا سروسامان ان میں بانٹ دیا ہے اور دنیا میں ہر ایک کو اس کے مناسب حال محل و مقام پہ رکھا ہے. چنانچہ

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

فضیلت ان کے لئے ہے جو پرہیزگار ہیں کیونکہ ان کی گفتگو جچی تلی ہوئی پہناوا میانہ روی اور چال ڈھال عجز وفروتنی ہے. اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے انہوں نے آنکھیں بند کر لیں اور فائدہ مند علم پر کان دھر لئے ہیں ان کے نفس زحمت وتکلیف میں بھی ویسے ہی رہتے ہیں جیسے آرام وآسائش میں اگر (زندگی مقررہ) مدت نہ ہوتی جو اللہ نے ان کے لئے لکھ دی ہے تو ثواب کے شوق اور عتاب کے خوف سے ان کی روحیں ان کے جسموں میں چشم زدن کے لئے بھی نہ ٹھہر تیں خالق کی عظمت ان کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے. اس لئے کہ اس کے ماسوا ہر چیز ان کی نظروں میں ذلیل وخوار ہے. ان کو جنت کا ایسا ہی یقین ہے جیسے آنکھوں دیکھی چیز کا ہوتا ہے تو گویا وہ اسی وقت جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہیں اور دوزخ کا بھی ایسا ہی یقین ہے جیسے کہ وہ دیکھ رہے ہیں تو انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہاں کا عذاب ان کے گرد وپیش موجود ہے ان کے دل غمزدہ مخزون اور لوگ ان کے شر وایذا سے محفوظ ومامون ہیں ان کے بدن لاغر, ضروریات کم اور نفس نفسانی خواہشوں سے بری ہیں.

انہوں نے چند مختصر سے دلوں کی (تکلیفوں پر) صبر کیا جس کے نتیجہ میں دائمی آسائش حاصل کی. یہ ایک فائدہ مند تجارت ہے جو اللہ نے ان کے لئے مہیا کی, دنیا نے انہیں چاہا مگر انہوں نے دنیا کو نہ چاہا اس نے تمہیں قیدی بنایا تو انہوں نے اپنے نفسوں کا فدیہ دے کر اپنے کو چھڑا لیا. رات ہوتی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قرآن کی آیتوں کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے ہیں, جس سے اپنے دلوں میں غم واندوہ تازہ کرتے ہیں اور اپنے مرض کا چارہ ڈھونڈتے ہیں. جب کسی ایسی آیت پر ان کی نگاہ پڑتی ہے جس میں جنت کی ترغیب دلائی گئی ہو, تو اس کے طمع میں ادھر جھک پڑتے ہیں اور اس کے اشتیاق میں ان کے دل نے تابانہ کھنچتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (پر کیف) منظر ان کی نظروں کے سامنے ہے اور جب کسی ایسی آیت پر ان کی نظر پڑتی ہے کہ جس میں (دوزخ سے) ڈرایا گیا ہو, تو اس کی جانب دل کے کانوں کو جھکا دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ جہنم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ وپکار ان کے کانوں کے اندر پہنچ رہی ہے, وہ (رکوع میں) اپنی کمریں جھکائے اور (سجدہ میں اپنی پیشانیاں ہتھیلیاں گھٹنے اور پیروں کے کنارے انگوٹھے) زمین پر بچھائے ہوئے ہیں اور اللہ سے گلوخلاصی کے لئے التجائیں کرتے ہیں.

دن ہوتا ہے تو وہ دانشمند عالم, نیکوکار اور پرہیزگار نظر آتے ہیں. خوف نے انہیں تیروں کی طرح لاغر کر چھوڑا ہے. دیکھنے والا انہیں کو دیکھ کر مریض سمجھتا ہے, حالانکہ انہیں کوئی مرض نہیں ہوتا اور جب ان کی باتوں کو سنتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ ا ن کی عقلوں میں فتور ہے (ایسا نہیں (بلکہ انہیں تو ایک دوسرا ہی خطرہ لاحق ہوتا ہے. وہ اپنے اعمال کی کم مقدار سے مطمئن

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

نہیں ہوتے اور زیادہ کو زیادہ نہیں سمجھتے وہ اپنے ہی نفسوں پر (کوتاہیوں) کاالزام رکھتے ہیں اور اپنے اعمال سے خوف زدہ رہتے ہیں, جب ان میں سے کسی ایک کو (صلاح و تقویٰ کی بناپر) سراہا جاتا ہے تو وہ اپنے حق میں کہی ہوئی باتوں سے لرز اٹھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں دوسروں سے زیادہ اپنے نفس کو جانتا ہوں، اور یہ کہ میرا پروردگار مجھ سے بھی زیادہ میرے نفس کو جانتا ہے. خدایاان کی باتوں پر میری گرفت نہ کرنااور میرے متعلق جو یہ حسن ظن رکھتے ہیں مجھے اس سے بہتر قرار دینااور میرے ان گناہوں کو بخش دیناجو ان کے علم میں نہیں.

ان میں سے ایک کی علُامت یہ ہے کہ تم اس کے دین میں استحکام, نرمی وخوش خلقی کے ساتھ دور اندیشی, ایمان میں یقین و استواری,.بردباری کے ساتھ دانائی, خوش حالی میں میانہ روی, عبادت میں عجزونیاز مندی فقرو فاقہ ہیںآن بان , مصیبت میں صبر, طلب رزق میں حلال پر نظر, ہدایت میں کیف و سروراور طمع سے نفرت وبے تعلّقی دیکھوگے. وہ نیک اعمال بجالانے کے باوجود خائف رہتا ہے. شام ہوتی ہے تواس کے پیش نظر اللہ کا شکراور صبح ہوتی ہے تواس کا مقصد یادخدا ہوتا ہے. رات خوف وخطر میں گزارتا ہے اور صبح کو خوش اٹھتا ہے خطرہ اس کا کہ رات غفلت میں نہ گزر جائے اور خوشی اس فضل ورحمت کی دولت پر جو اسے نصیب ہوئی ہے. اگر اس کا نفس کسی ناگوار صورت حال کے.برداشت کرنے سے انکار کرتا ہے تو وہ اس کی من مانی خواہش کو پورا نہیں کرتا, جاودانی نعمتوں میں اس کے لئے آنکھوں کا سرور ہے اور دار فانی کی چیزوں سے بے تعلّقی وبیزاری ہے. اس نے علم میں حلم اور قول میں عمل کو سمو دیا ہے تم دیکھوگے اس کی امیدوں کا دامن کوتاہ لغزشیں کم, دل متواضع اور نفس قانع, غذا قلیل, رویہ بے زحمت دین محفوظ خواہشیں مردہ اور غصہ ناپید ہے اس سے بھلائی ہی کی توقع ہوسکتی ہے اور اس سے گزند کا کوئی اندیشہ نہیں ہو تا.

جس وقت ذکر خدا سے غافل ہونے والوں میں نظر آتا ہے جب بھی ذکر کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے چونکہ اس کا دل غافل نہیں ہوتا اور جب ذکر کرنے والوں میں ہوتا ہے توظاہر ہی ہے کہ اسے غفلت شعاروں میں شمار نہیں کیا جاتا, جو اس پر ظلم کرتا ہے اس سے در گزر کر جاتا ہے جو اسے محروم کرتا ہے اس کا دامن اپنی عطا سے بھر دیتا ہے جو اس سے بگاڑتا ہے یہ اس سے بناتا ہے بیہودہ بکواس اس کے قریب نہیں پھٹکتی اس کی باتیں نرم,.برائیاں ناپید اور اچھائیاں نمایاں ہیں. خوبیاں ابھر کر سامنے آتی ہیں. یہ مصیبت کے جھٹکوں میں کوہ حلم ووقار سختیوں پر صابر اور خوش حالی میں شاکر رہتا ہے جس کا دشمن بھی ہو اس کے خلاف بے جا زیادتی نہیں کرتا اور جس کا دوست ہوتا ہے اس کی خاطر بھی کوئی گناہ نہیں کرتا. قبل اس کے کہ اس کی کسی بات کے خلاف گواہی کی ضرورت پڑے وہ خود ہی اعتراف کرلیتا ہے. امانت کو ضائع وبرباد نہیں کرتا جو

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؔ بخاری

اسے یاد دلایا گیا ہے اسے فراموش نہیں کرتا. نہ دوسروں کو برے ناموں سے یاد کرتا ہے نہ ہمسایوں کو گزند پہنچاتا ہے. نہ دوسروں کی مصیبتوں پر خوش ہوتا ہے. نہ باطل کی سرحد میں داخل ہوتا ہے اور نہ جادہ حق سے قدم باہر نکالتا ہے. اگر چپ سادھ لیتا ہے تو اس کی خاموشی سے اس کا دل نہیں بجھتا. اور اگر ہنستا ہے تو آواز بلند نہیں ہوتی. اگر اس پر زیادتی کی جائے تو سہہ لیتا ہے تاکہ اللہ ہی اس کا انتقام لے. اس کا نفس اس کے ہاتھوں مشقت میں مبتلا ہے اور دوسرے لوگ اس سے امن وراحت میں ہیں. اس نے آخرت کی خاطر اپنے نفس کو زحمت میں اور خلق خدا کو اپنے نفس (کے شر) سے راحت میں رکھا ہے جن سے دوری اختیار کرتا ہے تو یہ زہد و پاکیزگی کے لئے ہوتی ہے اور جن سے قریب ہوتا ہے تو یہ خوش خلقی و رحم دلی کی بنا پر ہے نہ اس کی دوری غرور و تکبر کی وجہ سے نہ اس کا میل جول کسی فریب اور مکر کی بنا پر ہوتا ہے

.

راوی کا بیان ہے کہ ان کلمات کو سنتے سنتے ہمام پر غشی طاری ہوئی اور اسی عالم میں اس کی روح پرواز کر گئی. امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا, کہ خدا کی قسم مجھے اس کے متعلق یہی خطرہ تھا. پھر فرمایا کہ موثر نصیحتیں نصیحت پذیر طبیعتوں پر یہی اثر کیا کرتی ہیں. اس وقت ایک کہنے والے نے (ابن کوا) کہا کہ یا امیر المومنین علیہ السّلام! پھر کیا بات ہے کہ خود آپ پر ایسا اثر نہیں ہوتا؟ حضرت نے فرمایا کہ بلاشبہ موت کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے کہ وہ اس سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتا اور اس کا ایک سبب ہوتا ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتا. ایسی (بے معنی) گفتگو سے جو شیطان نے تمہاری زبان پر جاری کی ہے. باز آؤ اور ایسی بات پھر زبان پر نہ لانا۔

منافق کہاں جائیں گے

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ وہ سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ سے روایت کرتے ہیں کہ منافقین کی ایک جماعت جمع ہوئی اور وہ کہنے لگے، محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو چاہیے کہ ہمیں جنت کے متعلق آگاہ کریں۔ اور جنت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں اور خدمت گزاروں کے لئے جو نعمتیں مہیا کی ہیں۔ ہمیں ان سے مطلع کریں۔ دوزخ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو عذاب اپنے دشمنوں اور نافرمان لوگوں کے لئے تیار رکھا ہے خبردار کریں۔ ہمیں ہمارے آباواجداد کے ٹھکانوں سے متعلق مطلع کریں۔ آیا ہم جنت میں ہوں گے یا دوزخ میں۔ وہ چیز جو جلد یا بدیر مرتب ہونے والی ہے ہم اسے معلوم کر سکتے۔

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

منافقین کی یہ بات چیت رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی معلوم ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے بلالؓ کو حکم دیا اور انہوں نے صلوٰۃ کی منادی کر دی۔ مسجد میں لوگوں کی بھیڑ لگ گئی اور مسجد میں بیٹھنے کہ جگہ نہ رہی۔ رسول اللہ ﷺ جلال کی حالت میں منبر پر تشریف لائے۔ ان کی کہنیاں اور گھٹنے پر سے کپڑا غصہ کی وجہ سے ہٹا ہوا تھا۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور ارشاد فرمایا،

"اے لوگو! میں تمہاری مانند بشر ہوں۔ میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی ہے۔ اپنی رسالت کے ساتھ مجھے مختص کیا ہے۔ مجھے نبوت کے لئے چن لیا ہے۔ مجھے تمام اولاد آدمؑ پر فضیلت دی ہے۔ غیب کی باتوں سے جو کچھ مناسب سمجھا مجھے مطلع کر دیا ہے۔ تم جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جو شخص اپنے باپ اور ماں اور خود اپنے ٹھکانے کے متعلق دریافت کرے گا۔ آیا وہ بہشت میں ہوگا یا دوزخ میں (مرنے کے بعد) تو میں اس کو بتا دوں گا۔ یہ جبرائیل میرے دائیں طرف موجود ہیں۔ مجھ سے جو کچھ چاہو پوچھ لو۔ یہ جبرائیل میرے رب کی جانب سے آگاہ کریں گے۔

ایک مومنؓ کھڑا ہو گیا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو دوست رکھتا تھا۔ اس نے پوچھا کہ اے رسول اللہ ﷺ میں کون ہوں۔؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم عبداللہ ابن جعفرؓ ہو۔ (رسول اللہ ﷺ نے ان کے والد کے ساتھ نام لیا)۔ جناب عبداللہ بیٹھ گئے۔ ان کی دونوں آنکھیں ٹھنڈی تھیں۔ پھر ایک روگی دل کا مالک منافق اٹھ کھڑا ہو۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھتا تھا۔ اس نے اپنے بارے میں پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا تم فلاں بن فلاں کے بیٹے ہو جو بنی عصمہ کا چرواہا تھا۔ جو بنی ثقیف کا بدترین قبیلہ تھا۔ اس قبیلہ نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس قبیلہ کو رسوا کیا تھا۔ وہ شخص ذلیل و خوار ہو کر بیٹھ گیا حالانکہ تمام لوگ اس کو قریش کا سردار اور رئیس خیال کرتے تھے۔ ایک تیسرا روگی دل منافق کھڑا ہوا اور پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ میں جنت میں جاوں گا یا دوزخ میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دوزخ میں جاوگے۔ یہ شخص شرمسار ہو کر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو لوگوں کے سامنے ذلیل و خوار کر دیا۔ عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ آپؐ کے نبیؐ ہونے پر راضی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے جلال و غضب سے پناہ مانگتے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہمیں معاف فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو معاف کرے گا۔ آپؐ پردہ پوشی کریں۔ اللہ تعالیٰ

آپؐ کی پردہ پوشی کرے گا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اے عمر اس بات کے علاوہ کوئی اور بات کر۔ اور کے علاوہ کسی اور چیز کا سوال کر۔ عمر بن خطاب نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اپنی اُمت کو معاف فرمادیں۔

امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کھڑے ہوئے اور رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کی، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے منسوب کیجئے کہ میں کون ہوں تاکہ لوگوں کو میری آپؐ سے قرابت معلوم ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے، اے علیؑ تم اور میںؐ نور کے دو ستونوں سے پیدا کئے گئے ہیں۔ جو عرش کے تحت معلق تھے۔ آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے وہ دونوں اپنے رب کی تقدیس بیان کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں ستونوں سے دو بیضاوی شکل کے نطفے پیدا کئے پھر ان دونوں نطفوں کا اصلاب کریمہ میں منتقل کرکے ارحام ذکیہ اور طاہرہ کی طرف منتقل کیا۔ نطفہ کے ایک حصہ کو صلب عبداللہ میں جگہ دی اور دوسرے نطفہ کو صلب ابو طالبؑ میں قرار دیا۔ ایک حصہ میں ہوں اور دوسرا تم ہو۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی اس آیت کریمہ کا اشارہ اسی طرف ہے۔

سورہ الفرقان، آیت ۵۴

وہو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصہرا وکان ربک قدیرا

اور وہی ہے جس نے پانی سے ادمی کو پیدا کیا پھر اسے نسب اور سسرال والا بنایا، اور اپ کا رب بڑی قدرت والا ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تمہارا گوشت میرے گوشت سے بنا ہے تمہارا خون میرے خون سے بنا ہے۔ تم میرے بعد اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان سبب ہو۔ جس نے تمہاری ولایت کا انکار کیا اس نے اس سبب کو توڑ دیا جو اللہ تعالیٰ اور اس شخص کے درمیان ہے۔ وہ شخص دوزخ کے نچلے حصہ میں جائے گا۔ اے علیؑ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہوتی مگر میرے ذریعے اور پھر تمہارے ذریعہ۔

جس نے تمہاری ولایت کا انکار کیا اس نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا انکار کیا۔ اے علیؑ تم میرے بعد اللہ تعالیٰ کی زمین میں بڑا عَلَم (جھنڈا) ہو۔ تم قیُامت میں رکن اکبر ہو۔ جس شخص نے تمہارا سایہ حاصل کیا وہ کامیاب ہوا۔ (قیُامت کے روز) مخلوقات کا حساب لینے والے تم ہوگے۔ لوگ تمہاری طرف آئیں گے۔ والمیزان میزانک میزان وہی ہوگا جو تمہارا میزان ہوگا۔ والصراط صراطک صراط وہی ہوگا جو تمہارا صراط ہوگا۔ والموقف موقفک موقف وہی ہوگا جو تمہارا موقف ہوگا۔ والحساب حسابک حساب وہی ہوگا جو تمہارا حساب ہوگا۔ جس نے تمہاری مخالفت کی وہ ٹھوکر کھا کر ہلاک ہوگیا۔ جس نے تمہاری طرف رجوع

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؒ بخاری

کیا وہ نجات پا گیا۔ اے میرے اللہ ان لوگوں پر گواہ رہنا۔ اے میرے اللہ ان لوگوں پر گواہ رہنا اے میرے اللہ ان لوگوں پر گواہ رہنا۔ پھر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ کہہ کر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

جنت کے سردار

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ قریش اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اہلبیتؑ کے ایک آدمی کو دیکھ کر اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے کہا، کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مثال اپنے اہلبیتؑ میں ایسی ہی ہے جیسے کھجور کا درخت کوڑے کرکٹ میں پیدا ہو گیا ہو۔ (معاذ اللہ) ۔ جب یہ بات رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپؐ جلال میں آگئے۔ منبر مسجد نبوی پر تشریف لے آئے۔ تمام لوگوں کو اکٹھا کیا۔ اور بعد از حمد و ثنا رب العالمین یہ فرمایا،

"اے لوگو! میں کون ہوں؟" ، انہوں نے کہا کہ آپؐ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ ہوں۔ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلبؑ بن ہاشم ہوں۔ (پیغمبر اکرم نے اپنا سلسلہ نسب نزار تک گنوایا)۔ خبردار! میں اور میرے اہلبیتؑ نور تھے۔ آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رواں دواں تھے۔ اس نور نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی اور اس کی تسبیح کو سن کر فرشتوں نے تسبیح بیان کی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا تو اس نور کو آدمؑ کی صلب میں ڈال کر زمین کی طرف اتارا۔ پھر اس نور کو نوحؑ کے صلب میں ڈال کر کشتی میں سوار کیا۔ پھر اس صلب کو ابراہیم علیہ السلام میں ڈال کر آگ میں پھینکا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں لگاتار مکارم اصلاب میں تبدیل کرتا رہا۔ حتیٰ کہ ہمیں آبا و اجداد اور امہات کے لحاظ سے افضل ترین کان سے نکالا۔

مکرم ترین شجرہ سے پیدائش کے لحاظ سے پیدا کیا۔ ان میں کوئی بھی کفر کی حالت میں پیدا نہیں ہوا۔ ہم اولاد عبدالمطلبؑ جنت کے سردار ہیں۔ جن میں میں خود، علیؑ، جعفرؑ، حمزہؑ، حسنؑ، حسینؑ، فاطمہؑ، اور مہدیؑ ہیں۔ خبردار، اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف نگاہ دوڑائی ان کے لئے دو آدمیوں کو منتخب کیا، ایک میں ہوں مجھے رسولؐ اور نبیؑ بنا کر معبوث کیا اور دوسرے علیؑ بن ابی طالبؑ۔ اور مجھے وحی کی کہ میں انہیں اپنا بھائی، خلیل اور وزیر و وصی اور خلیفہ بناوں۔ خبردار، وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔ جس نے ان کو دوست رکھا اس نے اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا۔ جس نے ان کو دشمن جانا اس نے اللہ تعالیٰ کو دشمن جانا۔ اس کو سوائے مومن کے کوئی دوست نہیں رکھے گا۔ اور کافر کے سوا کوئی بغض نہیں رکھے گا۔ وہ میرے بعد

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؔ بخاری

زمین کی جائے پناہ اور سکون کا باعث ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا متقی کلمہ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہیں۔ تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو پھونکوں سے بجھا دو۔ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کر کے ہی رہے گا۔ اگرچہ کافر چہ بچیں ہوتے ہیں۔

خبردار، اللہ تعالیٰ نے دوسری بار نگاہ کی میرے بعد میرے بارہ اوصیا اور میرے اہلبیتؑ کو منتخب کیا۔ میری اُمت میں انہیں یکے بعد دیگرے بہترین بنایا۔ ان کی مثال زمین میں ایسی ہے جیسی آسمان میں ستاروں کی۔ جب ایک ستارہ غروب ہوتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ نکلتا ہے۔ وہ ہدایت کرنے والے، ہدایت یافتہ امام ہیں۔ انہیں فریب کرنے والے کا فریب اور ساتھ چھوڑنے والے کا چھوڑنا کوئی نقصان نہ دے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر حجج اللہ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم کے خازن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وحی کے ترجمان، اللہ تعالیٰ کی حکمت کے معاون ہیں۔ جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ وہ قران کے ساتھ ہیں۔ قران ان کے ساتھ ہے۔ وہ قران کو نہیں چھوڑیں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ موجود آدمی کو چاہیے کہ میرا پیغام غائب تک پہنچا دے۔ اے میرے اللہ ان لوگوں پر گواہ رہنا۔ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ جملہ تین مرتبہ دھرایا۔

فرشتے علیؑ کی اطاعت کرتے ہیں

سلیمؓ بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے جناب ابوذرؓ، جناب سلمانؓ، جناب مقدادؓ کی خدمت میں عرض کی کہ خدا آپ پر رحم کرے۔ مجھے وہ عجیب چیز سنایئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں سنی تھی۔ جناب ابوذرؓ نے کہا، کہ میں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا،

"عرش کے گرد ستر فرشتے ہیں۔ (ایک روایت میں ستر ہزار کی تعداد بھی بیان ہوئی ہے) جو نہ تسبیح کرتے ہیں اور نہ کوئی اور عبادت کرتے ہیں۔ وہ صرف علیؑ ابن ابی طالبؑ علیہ الصلوۃ والسلام کی اطاعت کرتے ہیں۔ آپؑ کے دشمنوں سے بیزاری کرتے ہیں۔ اور آپؑ کے پیروکاروں کے حق میں دعائے استغفار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت میں بطور حجت علیؑ کو ہر اُمت میں پیش کرتے رہے ہیں۔ اس میں نبیؐ مرسل بھی شامل ہیں۔ ان کو اس بات کا گواہ بنایا تھا۔ ان کے لئے سب سے زیادہ درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک علیؑ ابن ابی طالبؑ کی معرفت ہے۔ اگر میںؐ اور علیؑ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت کسی کو عطا نہ ہوتی۔ اللہ

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری

تعالیٰ کو کوئی نہ جانتا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کوئی نہ کرتا۔ اگر میںؐ اور علیؑ نہ ہوتے تو نہ عذاب ہوتا اور نہ ثواب۔ علیؑ کو اللہ تعالیٰ سے کوئی پردہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو علیؑ سے کوئی پردہ نہیں۔ علیؑ، اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان پردہ اور حجاب ہیں۔

رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد کیا، قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کی قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میری نبوت کی وجہ سے اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی خلقت کو جائز قرار دیا۔ اس میں اپنی روح کو ڈالا۔ اس کی توبہ کو قبول کر لیا۔ اور اس کو پھر جنت میں لے جائے گا۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میری نبوتؐ کی وجہ سے اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کے اقرار کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کے ملکوت دکھائے اور اس کو اپنا خلیل بنایا۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میری نبوتؐ کی وجہ سے اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے بات کی اور عیسیٰ علیہ السلام کو تمام کائنات کے لئے معجزہ قرار دیا۔ ورنہ ہرگز ایسا نہ ہوتا۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میری نبوتؐ کی وجہ سے اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کی وجہ سے، کوئی نبیؑ، نبیؑ نہیں بن سکتا تھا مگر میری معرفت کی وجہ سے اور ہماری ولایت کے اقرار کی وجہ سے۔ کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ کی توجہ کی مستحق نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا اقرار نہ کر لے اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کا اقرار نہ کر لے۔

رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، علیؑ اس اُمت کے جزا و سزا دینے والے ہیں۔ علیؑ اس بات کے گواہ ہیں۔ علیؑ لوگوں سے حساب لینے والے ہیں۔ علیؑ سنان اعظم، طریق حق، روشن رات، اللہ تعالیٰ کا سیدھا رستہ ہیں۔ میرے بعد لوگ علیؑ کی وجہ سے گمراہی سے ہدایت پائیں گے۔ علیؑ کی وجہ سے اندھے بینائی حاصل کریں گے۔ علیؑ کی وجہ سے نجات پانے والے نجات پائیں گے۔ خوف سے امن پائیں گے۔ علیؑ کی وجہ سے گناہ محو کئے جائیں گے۔ ظلم دور کیا جائے گا۔ رحمت نازل ہو گی۔ علیؑ، اللہ تعالیٰ کی دیکھنی والی آنکھ اور سننے والے کان ہیں۔ علیؑ، اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بولنے والی زبان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کھلا ہوا ہاتھ ہیں۔ زمین اور آسمان میں اللہ کی وجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ظاہری دائیں پہلو (جنب اللہ) ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محکم فصیل ہیں۔ جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ علیؑ، اللہ تعالیٰ کا دروازہ ہیں، جو اس میں داخل ہوتا ہے وہ

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؑ بخاری

امن میں آجاتا ہے۔ علیؑ پل صراط پر اللہ تعالیٰ کا عَلَم (جھنڈا) ہیں۔ قیامت کے روز جس نے اس در کو پہچان لیا وہ نجات پا گیا جس نے اس در کو نہ پہچانا وہ گر کر جہنم واصل ہوا۔ علیؑ، ایک دروازہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے کھول رکھا ہے۔ جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں آگیا۔ جو اس سے نکل گیا وہ کافر ہو گیا۔

اللھم صلی اللہ محمد وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین الی یوم الدین

لاالہ الااللہ، محمدؐ رسول اللہ، علیؑ ولی اللہ

31اکتوبر ۲۰۰۹ء

تدوین: سید قمر علیؑ عباسؓ بخاری